Scanned by CamScanner

مسلمانوں کے ہر طبقہ اور ہر پیشہ میں

علم و علماء

تالیف

مؤرخ اسلام حضرت مولانا قاضی اطہر صاحب مبارکپوری

ناشر

شیخ الہند اکیڈمی دارالعلوم دیوبند

زیر سرپرستی

حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم دیوبند

زیر انتظام

حضرت مولانا بدرالدین اجمل القاسمی رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند

سلسلہ مطبوعات شیخ الہند اکیڈمی (۲۲)

نام کتاب : مسلمانوں کے ہر طبقہ اور ہر پیشہ میں علم وعلماء

تالیف : حضرت مولانا قاضی اطہر صاحب مبارکپوریؒ

صفحات : دوسوبتیس (۲۳۲)

تعداد : گیارہ سو (۱۱۰۰)

سن اشاعت : ۱۴۳۱ھ

ناشر

شیخ الہند اکیڈمی دارالعلوم دیوبند

Scanned by CamScanner

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ

مضامین	صفحہ

مضامین	صفحہ

مضامین	صفحہ

عرضِ ناشر

حضرت مولانا قاضی اطہر صاحب مبارکپوری رحمہ اللہ، عصرِ حاضر کے معدودے چند دیدہ ور، صاحبِ نظر، محقق مؤرخین اور اہلِ قلم کی صفِ اول کے سرخیل تھے۔ قاضی صاحبؒ کی نوکِ قلم سے نکلی ہوئی ہر تحریر نے اربابِ علم سے خوب خوب داد وتحسین وصول کیا اور ملک کے مستند اور قابلِ اعتبار تحقیقاتی اور نشریاتی اداروں نے بڑے فخر کے ساتھ اسے شائع کیا۔

زیرِنظر کتاب "مسلمانوں کے ہر طبقہ اور ہر پیشہ میں علم وعلماء" حضرت قاضی صاحبؒ کی چند معرکۃ الآراء تصانیف میں سے ایک ہے اور موضوع کی ندرت، جامعیت، ترتیبِ مواد اور استنادی پہلوؤں کی رو سے، دنیائے اردو میں منفرد اور پہلی باضابطہ تصنیف ہے۔ دراصل یہ ایک مقالہ تھا؛ جو قاضی صاحبؒ نے ۱۹۵۵ء میں، جمعیۃ علمائے ہند کی دعوت پر انجمن خدام النبی بمبئی کی زیرِنگرانی منعقدہ "آل انڈیا دینی تعلیمی کنونشن" کے موقع پر سپردِ قلم کیا اور مجلہ البلاغ بمبئی کے ضخیم تعلیمی نمبر میں شاملِ اشاعت کیا گیا۔

البلاغ کے اس شان دار علمی نمبر کو علمی حلقوں میں بے پناہ پذیرائی حاصل ہوئی۔ بالخصوص مذکورہ بالا مضمون کو بڑی قدر ومنزلت اور پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور پڑھا گیا۔ ملک کے اساطین علم وقلم نے، اس کی بابت اپنے گراں قدر تاثرات کا اظہار کیا، بیش قیمت تبصرے لکھے اور اپنی تحریروں میں اسے خوب سراہا۔ نیز اس اہم اور علمی مقالے میں اضافے اور اس کی تکمیل کے مشورے دیے، بعض بزرگ شخصیات اور مؤقر اداروں نے اس پر

اصرار بھی کیا۔ اس کی جامعیت کے پیش نظر، ملک و بیرون ملک کے بے شمار اردو رسائل نے اسے اپنی اشاعتوں میں شریک کیا۔

مضمون کی اس مقبولیت اور پسندیدگی کے سبب حضرت قاضی صاحبؒ نے، عربی مآخذ کی امہات کتب کی مدد سے، اس کی تکمیل اور موجودہ تشنگی کے ازالے کی ٹھان لی اور اپنی بے پناہ علمی و تصنیفی مصروفیات کے باوصف، اسے ہر پہلو سے جامع اور کامل و مکمل فرمادیا اور اب یہ کتاب اس موضوع پر آئندہ کام کرنے والے مؤلفین اور ریسرچ اسکالرس کے لیے نہایت معتبر و مستند مآخذ اور مشعلِ راہ بن گئی ہے۔

یہ کتاب نہ صرف یہ کہ ایک بصیرت افروز، چشم کشا اور فکر انگیز تحریر ہے؛ بلکہ بقول حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی:

"یہ مقالہ اس لائق ہے کہ صنعت و حرفت کی انقلاب انگیز توسیع و ترقی کے اس دور میں، مختلف جدید اور ترقی یافتہ زبانوں میں اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہو۔ ساتھ ہی ساتھ ہمارے علماء کو بھی اس کا بار بار مطالعہ کرنا چاہیے؛ جو علمی مشیخت میں گم ہو کر اور زندگی کے عملی میدان سے بے تعلق ہو کر بیٹھ گئے ہیں"۔ (از مقدمہ کتاب)

حضرت قاضی صاحبؒ کا، زندگی کے آخری دور میں احقر کے قاضی صاحبؒ سے نیاز مندانہ و تلمیذانہ تعلق کے سبب "شیخ الہند اکیڈمی" کے ساتھ ایک خاص قسم کا تعلق رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس عرصے میں حضرتؒ کی متعدد کتابوں کی اشاعت کا اکیڈمی کو شرف حاصل رہا۔

اکیڈمی کے روایتی اعلیٰ معیارِ طباعت واشاعت کے باعث حضرت قاضی صاحبؒ نے کتاب ہذا کا مسودہ، اکیڈمی کو عنایت کیے جانے کی درخواست منظور فرمالی۔ مگر افسوس کہ جب مسودۂ کتاب اکیڈمی کو موصول ہوا، تو حضرت قاضی صاحبؒ عالم آخرت کو سدھار گئے تھے۔

یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ مقالے کے مکمل کتاب کی شکل اختیار کرنے میں جو طویل عرصہ گزرا، اس کے دوران وہ تمام بزرگ اور قدر داں شخصیتیں اس دنیا سے جاچکی تھیں؛ جنہوں نے مقالے اور مقالہ نگار دونوں کی بھرپور حوصلہ افزائی فرمائی تھی۔ اسی طرح جب یہ مسودہ طباعت و نظر ثانی کے مراحل سے گزر کر اشاعت پذیر ہو رہا ہے، تو خود حضرت مصنفؒ ہمارے درمیان نہیں رہ گئے، ورنہ اسے دیکھ کر یقیناً خوش ہوتے اور ہم نیاز مندوں کو دعائیں دیتے۔

اب جب کہ یہ شاہ کار تحریر زیور طبع سے آراستہ ہوکر نذر قارئین کی جاری ہے، ان تمام محسنین کا احقر بے حد مشکور ہے؛ جن کا اس کتاب کی طباعت و اشاعت کے حوالے سے کسی بھی قسم کا تعاون دستیاب رہا ہے۔ بالخصوص معزز اراکین مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند زیدت معالیہم اور بالاخص حضرت اقدس مہتمم صاحب زید مجدہم، حضرت اقدس مولانا سید اسعد صاحب مدنی مدظلہ العالی، حضرت مولانا غلام رسول صاحب خاموش اور حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی زید مجدہما کا، بے پایاں شکرگزار ہے؛ جن کے مخلصانہ مشورے اور نیک دعائیں ہر قدم پر شامل حال رہیں۔

نیز برادر گرامی جناب مولانا مزمل علی صاحب آسامی اور برادر عزیز مولانا عبدالرشید بستوی / اساتذۂ دارالعلوم دیوبند، میری طرف سے پرخلوص مبارک باد کے مستحق ہیں؛ کہ ان کی مسلسل فکر مندی، دل چسپی اور شبانہ روز محنت سے کتاب اس حسین شکل و صورت کے ساتھ منظر عام پر آئی۔

اس تعلق سے گرامی قدر حضرت مولانا عبدالخالق صاحب سنبھلی استاذ ادب عربی دارالعلوم دیوبند، گرامی قدر جناب مولانا کفیل احمد صاحب علوی، مولوی مصلح الدین صاحب سدھارتھ نگری معاون مدرس دارالعلوم دیوبند، مولوی محمد یوسف رام پوری اور مولوی ذوالفقار احمد بہرائچی، ریسرچ

اسکالرس شیخ الہند اکیڈمی کا بھی راقم ممنون ہے کہ ان حضرات نے پروف ریڈنگ میں اپنا گراں قدر تعاون دیا۔

دعاء ہے کہ حق جل مجدہ کتاب ہذا کی افادیت عام و تام فرمائے، حضرت قاضی صاحب کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور احقر کو دارالعلوم دیوبند اور اکیڈمی ہذا کے تعلق سے بیش از بیش خدمات کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین۔

بدرالدین اجمل القاسمی
رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند
و خادم شیخ الہند اکیڈمی
۱/۵/۱۴۱۹ھ

مُقَدّمۃ

الحمد لله رب العالمین والعاقبة للمتقین، والصلوٰة والسلام علی نبیه الکریم سیدنا ومولانا محمد وآله و اصحابه اجمعین۔

۱۹۵۵ء میں جمعیۃ علماء ہند کی دعوت پر انجمن خدام النبی بمبئی کے زیر اہتمام آل انڈیا دینی تعلیمی کنونشن کا انعقاد ہوا، اس موقع پر مجلہ البلاغ بمبئی کا شاندار تعلیمی نمبر شائع ہوا، جس میں میرے دیگر مضامین کے ساتھ ایک مضمون "مسلمانوں کے ہر طبقہ اور ہر پیشہ میں علم و علماء" بھی تھا، اس کے مرتب کرتے وقت اس کی اہمیت و افادیت کا اتنا زیادہ احساس نہیں تھا، جتنا کہ مشاہیر اہل فضل اور بزرگوں کی آراء کے بعد ہوا، اور وہم و گمان سے کہیں زیادہ دینی و علمی حلقوں میں اس کو مقبولیت حاصل ہوئی، ہند و پاکستان کے متعدد جرائد و مجلات نے اس کو نقل کیا، اور بہت سے علماء و مشائخ نے اس کی ضرورت و افادیت محسوس کر کے اس میں اضافہ کی ترغیب دی۔

مولانا شاہ معین الدین صاحب ندویؒ ناظم دار المصنفین اعظم گڑھ نے راقم کو لکھا کہ آپ کا مضمون مسلمانوں کے ہر طبقہ اور ہر پیشہ میں علم و علماء، میں نے دلچسپی سے پڑھا، اس موضوع میں بڑی جدت ہے اور ایسے مضامین کی ضرورت بھی ہے، جیسا کہ آپ کو خود اندازہ ہوگا، ابھی اس میں اضافہ ہو سکتا ہے، اس لئے اس کو مکمل کر ڈالیے بڑے کام کی چیز ہوگی، (البلاغ مارچ ۱۹۵۵ء)

مولانا عبد الماجد دریابادیؒ نے تعلیمی نمبر پر تبصرہ میں اس کے بارے میں لکھا کہ مقالات کوئی بیس کی تعداد میں ہیں، اکثر پڑھنے کے قابل اور مندرجہ ذیل خصوصیت کے ساتھ (۱) مسلمانوں کے ہر طبقہ اور ہر پیشہ میں علم و علماء از قاضی اطہر مبارک پوری (۲) استشراق اور مستشرقین ایضاً (۳) دینی تعلیم کا نصب العین از مولانا مناظر احسن گیلانی (۴) مسلمانان ہند کا تعلیمی مسئلہ از مولانا محفوظ الرحمٰن صاحب نامی - ان میں سے پہلا مقالہ پڑھ کر اچھے اچھے پڑھے لکھوں کی آنکھیں کھل جائیں گی، (صدق جدید ۵ر فروری ۱۹۵۵ء)

۱۹۷۱ء میں ندوۃ المصنفین دہلی سے میرے پچیس مقالات کا ایک مجموعہ مآثر و معارف کے نام سے شائع ہوا، ان میں یہ مقالہ بھی شامل تھا، اس کے مقدمہ میں مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی ناظم ندوۃ المصنفین نے اس کے بارے میں لکھا کہ ہر طبقے اور ہر پیشے میں علم و علماء تو ایسا بصیرت افروز مقالہ ہے کہ مولانا عبد الماجد دریابادی کے فرمانے کے مطابق اس کو پڑھ کر اچھے اچھے پڑھے لکھوں کی آنکھیں کھل جاتی ہیں، یہ مقالہ اس لائق ہے کہ صنعت و حرفت کی انقلاب انگیز توسیع و ترقی کے اس دور میں مختلف جدید اور ترقی یافتہ زبانوں میں اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہو، ساتھ ہی ساتھ ہمارے علماء کو بھی اس کا بار بار مطالعہ کرنا چاہئے جو علمی مشیخت میں گم ہو کر اور زندگی کے اس عملی میدان سے بے تعلق ہو کر بیٹھ گئے ہیں، (ص ۱۴)

انجمن خدام النبی کے سکریٹری جناب الحاج احمد غریب صاحب میمنی نے البلاغ کے شذرات میں لکھا کہ شاہ معین الدین صاحب اور ان کے علاوہ دوسرے ارباب علم نے مولانا قاضی اطہر مبارک پوری کے علمی مضامین کو تعلیمی نمبر کی مایہ ناز خصوصیت قرار دیا ہے، ادارۂ البلاغ میں قاضی صاحب کی موجودگی علم و تحقیق کا ایک قابل ذکر سرمایہ ہے، شاہ صاحب کی یہ رائے بڑی وقیع ہے کہ قاضی صاحب کا مضمون مسلمانوں کے ہر طبقہ اور ہر پیشہ میں

علم وعلماء و لچسپ ہے، اور اس موضوع میں بڑی جدت ہے، اس میں اضافہ ہوسکتا ہے، مکمل ہو جائے تو بڑے کام کی چیز ہو گی، ہماری رائے یہ ہے کہ اس موضوع پر لکھنا اسلام کی بڑی خدمت ہے، اس کا تعلق اسلامی زندگی کے معاشی اور تہذیبی رخ سے ہے، ہم قاضی صاحب سے عرض کرتے تو عرض کی تکمیل میں دیر ہوتی، شاہ صاحب کے فرمانے کے بعد امید پیدا ہوگئی ہے کہ اس خدمت کی تکمیل میں تاخیر نہیں فرمائیں گے، ادارۂ البلاغ اس مشورہ کے لئے مولانا شاہ معین الدین صاحب کا شکر گذار ہے۔ (البلاغ اپریل ۱۹۵۵ء)

ان حضرات کی تشویق و تشجیع اور اس مقالہ کی افادیت و ضرورت کے پیش نظر اب سے تیس بتیس سال پہلے میں نے اس میں اضافہ کو مد نظر رکھا، اور اسی زمانہ میں اچھا خاصہ ذخیرہ جمع ہو گیا تھا، اور اب اس کا خلاصہ در خلاصہ مرتب کر کے ناظرین کی خدمت میں پیش کرنے کی باری آرہی ہے، افسوس کہ ان بزرگوں اور قدر دانوں میں سے کوئی اس دنیا میں نہیں رہ گیا، ورنہ وہ اس کو دیکھ کر خوش ہوتے اور دعائیں دیتے۔

رحمهم الله و غفرلهم.

علمائے اسلام نے قرآن و حدیث کے حکم و تعلیم کے مطابق علم دین کی صیانت، خود اعتمادی اور ضمیر کی آزادی کے لئے کوئی نہ کوئی ذریعہ معاش اختیار کر کے اپنے اہل و عیال کی ضروریاتِ زندگی پوری کی ہیں اور دنیا والوں سے بے نیاز ہو کر علم اور دین کی بیش بہا خدمت انجام دی ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اہل علم سے کہا کرتے تھے کہ اے گروہ علماء! نیک کاموں میں پیش پیش رہ کر اللہ کی دی ہوئی روزی تلاش کرو، اور لوگوں پر بار نہ بنو ابوظبیان ازدیؒ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ ابوظبیان! تمہاری آمدنی کتنی ہے؟ میں نے بتایا کہ میرا وظیفہ ڈھائی ہزار ہے یہ سن کر کہا کہ تم کچھ جانور پال لو! ہوسکتا ہے کہ آئندہ قریش کے

نوخیز و نوجوان نظام خلافت پر قابض ہوں اور تمہارا وظیفہ بند کردیں؟

مشہور تابعی امام ابو قلابہ اپنے شاگرد ایوب سختیانی سے کہا کرتے تھے کہ ایوب! تم بازار میں بیٹھ کر کاروبار کرو، اس میں لوگوں سے بے نیازی اور دین میں خیر و خوبی ہے، ایوب نے اپنے شیخ کی نصیحت کے مطابق سختیان (کچے چمڑے) کی تجارت کر کے اپنی اور اہل و عیال کی جملہ ضروریات پوری کیں، وہ اپنے شاگردوں سے کہا کرتے تھے اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میرے گھر والے ایک مٹھی سبزی ترکاری کے محتاج ہیں تو میں تم لوگوں کے سامنے بیٹھ کر درس نہ دیتا۔(۱)

حماد بن زید کا بیان ہے کہ ہم طلبۂ حدیث بازار میں ایوب سختیانی کے یہاں جاکر ان کے سامنے بیٹھتے تو کہتے کہ تم لوگ میرے سامنے بیٹھ کر خریداروں کو روکتے ہو، میرے پیچھے بیٹھا کرو تم جو کچھ معلوم کروگے میں بتاؤں گا۔(۲)

حضرت عبد اللہ بن مبارک نے اپنے شاگرد حسن بن ربیع بورانی کوفی سے پوچھا کہ حسن! تمہارا کیا پیشہ ہے؟ انھوں نے بتلایا کہ میں بورانی ہوں، پوچھا کہ بورانی کا کیا مطلب ہے؟ حسن بن ربیع نے بتلایا کہ میرے یہاں لڑکے بوریہ (چٹائی) بناتے ہیں یہ سن کر عبد اللہ بن مبارک نے کہا کہ اگر تمہارا کوئی پیشہ نہ ہوتا تو تم میرے یہاں نہیں رہ سکتے تھے۔(۳)

سہیل بن علی کا بیان ہے کہ میں مصر کے قاضی خیر بن نعیم حضرمی کے پاس بچپن میں بیٹھا کرتا تھا، میں دیکھتا تھا کہ وہ تیل کی تجارت کرتے ہیں، ایک دن میں نے کہا آپ عہدۂ قضا کے جلیل منصب پر رہ کر تجارت کرتے ہیں؟ یہ سن کر انھوں نے میرے مونڈھے پر ہاتھ مار کر کہا کہ تم انتظار کرو جب

---

(۱) جامع بیان العلم ج ۲ ص ۱۴۔

(۲) تاریخ جرجان ص ۷۰۔

(۳) الانساب ج ۲ ص ۵۰۔

دوسرے کے شکم کے خیال سے بھوکے رہو گے، میں نے پوچھا کہ دوسرے کی بھوک کی وجہ سے کوئی انسان خود بھوکا کیسے رہ سکتا ہے اور حقیقت حال کا علم اس وقت ہوا جب میں بال بچوں کی شکم سیری کے خیال سے خود بھوکا رہنے لگا۔(۱)

علماء سلف اپنی معاش و معیشت میں خود کفیل رہکر پیشہ وروں اور کاروباری لوگوں کی مصروفیات کے پیش نظر خود ان کے یہاں جاکر ان کو تعلیم دیتے تھے، تاکہ وہ دینی تعلیم و تربیت سے ناواقف نہ رہیں، ہماری طرح وہ بھی اپنے اپنے کام میں مصروف رہ کر دین کے علم سے حصہ پائیں، امام وکیع بن جراح کا معمول تھا کہ دوپہر کا قیلولہ اور آرام چھوڑ کر اور سقاؤں کے یہاں جاکر ان کو حدیث کا درس دیتے تھے، اور کہتے تھے کہ یہ لوگ اپنی معاش و معیشت میں مصروفیت کی وجہ سے میرے پاس نہیں آسکتے ہیں۔

امام ولید بن عتبہ جامع دمشق میں حدیث کا درس دیتے تھے، ایک شخص بہت دیر کے بعد آکر درس میں شریک ہوتا تھا اور اس کی وجہ سے ولید بن عتبہ سبق دہرایا کرتے تھے، ایک دن اس سے تاخیر کی وجہ معلوم کی تو اس نے بتایا کہ میں اہل و عیال والا آدمی ہوں علاقۂ بیت لہیا میں میری دوکان ہے، صبح سویرے اٹھ کر دوکان کا سامان خریدتا ہوں پھر دوڑا ہوا آپ کی خدمت میں آتا ہوں تاکہ سبق نہ چھوٹے، میں یہ اس لئے کرتا ہوں کہ میرے ذریعہ معاش میں خلل نہ پڑے اور حدیث کی تعلیم بھی حاصل کروں، یہ سن کر ولید بن عتبہ نے کہا کہ اچھا اب تم یہاں نہ آنا میں خود تمہارے یہاں آیا کروں گا، اس کے بعد ان کا معمول ہو گیا کہ جامع دمشق میں درس دینے کے بعد ہاتھ میں کتاب لئے ہوئے بیت لہیا میں اس کی دوکان میں جاکر درس دیا کرتے تھے۔(۲)

---

(۱) کتاب القضاۃ والولاۃ، کندی ص ۴۵۲

(۲) الجامع لاخلاق الراوی ص ۶۰ [illegible]

علمائے سلف فخر و استغناء کے طور پر اپنے ذرائع معاش اور پیشوں کی طرف اپنی نسبت کرتے تھے تاکہ عوام و خواص کو معلوم ہو کہ ہمارے علماء ہمارے محتاج نہیں ہیں، اور وہ دنیاوی ضروریات کی فراہمی میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں، امام غندر (ابوعبد اللہ محمد بن جعفر ہمدانی بصری متوفی ۱۹۳ھ) طیلسان اور سوتی کپڑے کی تجارت کرتے تھے، یہی ان کا ذریعہ معاش تھا، بڑی آن بان اور شان و شوکت کے عالم تھے یحییٰ بن معین بیان کرتے ہیں کہ ہم طلبۂ حدیث غندر کی خدمت میں درس حدیث کے لئے حاضر ہوئے تو انھوں نے فرمایا کہ میں اس وقت تک تم لوگوں کو درس نہیں دوں گا جب تک میرے ساتھ بصرہ کے بازار میں نہ نکلو، اور بازار والے تم لوگوں کو دیکھ کر میرے مقام و مرتبہ کا منظر نہ دیکھ لیں، چنانچہ ہم لوگ ان کے پیچھے پیچھے بازار میں گھومتے رہے اور طلبہ کی بھیڑ دیکھ کر لوگ ان سے پوچھتے تھے کہ ابوعبد اللہ، یہ کون جماعت آپ کے پیچھے چل رہی ہے؟ اور وہ کہتے تھے کہ یہ محدث حضرات ہیں، بغداد سے میرے یہاں حدیث کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں۔(۱)

عجم میں قدیم زمانہ سے نسل و رنگ صنعت و حرفت اور ذات و پات کی تفریق تھی، خاص طور سے ایرانی شہنشاہیت کے دور میں یہ ذہنیت عام تھی جس کے اثرات بعد تک باقی رہے، اسلامی دور میں ان علاقوں کے علماء نے اس کے خلاف اقدام کر کے فخریہ طور پر اپنے اپنے پیشے کی طرف اپنی نسبت ظاہر کی، امام سمعانی نے لکھا ہے کہ خوارِزم، جرجان، آملی، طبرستان، اور بہت سے شہروں کے علماء کی عادت ہے کہ وہ اپنی نسبت صنعت و حرفت کی طرف بیان کرتے ہیں، اسی سلسلہ میں ہرات کے ایک عالم ابوعبد اللہ محمد بن اسحاق بن سعید ہروی نے اہل حرفت و صنعت علماء و فقہاء اور محدثین کے حالات

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۷۷

میں کتاب الصناع من الفقہاء والمحدثین تصنیف کی، موضوع کی اہمیت وندرت کی وجہ سے اہل علم نے اس کو بڑی اہمیت دی، امام سمعانی اس کے بارے میں اپنی رائے یوں ظاہر کرتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق ہروی کی تصانیف میں ایک عمدہ کتاب بخارا میں دیکھی ہے، میرے خیال میں اس موضوع پر اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں لکھی گئی، انھوں نے اس کا نام کتاب الصناع من الفقہاء والمحدثین رکھا ہے۔(۱)

چنانچہ طبقات وتراجم کی کتابوں میں خاص طور سے فقہاء ومحدثین اور اہل علم وفن کے سلسلۂ نسب میں ان کے ذرائع معاش اور پیشوں کی نسبت کا بھی تذکرہ ہوتا ہے۔

علماء سلف اپنی دست کاری اور صنعت گری سے بڑی احتیاط کے ساتھ حلال روزی کماتے تھے اور اسی طرح بڑی احتیاط سے جائز جگہوں میں خرچ کرتے تھے، ایک مرتبہ ایک عورت نے امام ابراہیم نخعیؒ سے شکایت کے طور پر کہا کہ ابو عمران! آپ حضرات علماء بڑے تند مزاج اور بہت کم خرچ ہوتے ہیں، امام نخعی نے جواب دیا کہ تم نے ہماری تند مزاجی کی بات کی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ علم ہمارے پاس ہے اور جہالت ہمارے مخالفوں کے ساتھ ہے، اور وہ لوگ اپنے جہل سے ہمارے علم کو مغلوب کرنے پر تلے رہتے ہیں، ایسی صورت میں کون آدمی صبر کر سکتا ہے، اور تم نے جو کم خرچی کی بات کہی ہے تو تم کو معلوم ہے کہ حلال درہم کا حصول کس قدر مشکل ہے، اور ہم صرف حلال درہم کماتے ہیں، اور اس کو صرف ضرورت کی جگہ خرچ کرتے ہیں،(۲)

چنانچہ علماء نے جائز اور حلال کمائی سے مال ودولت جمع کر کے

---

(۱) الانساب ج ۷ ص ۱۴۰۔

(۲) جامع بیان العلم ج ۱ ص ۶۰۔

دوسروں کی دل کھول کر ضرورت پوری کی ہے اور ان کی داد و دہش پر بڑے بڑے اجواد و اغنیاء نے رشک کیا ہے۔

امام لیث بن سعد مصری کی جائداد اور جاگیر کی سالانہ آمدنی اسی ہزار دینار تھی، اور یہ ساری رقم امام لیث ضرورت مند اہل علم پر خرچ کیا کرتے تھے ہر رات اہل علم ان کے دستر خوان پر جمع ہوتے تھے حضرت عبد اللہ بن مبارک کا پیشہ تجارت تھا، اور اس کے منافع سے اہل علم او رفقہاء و محدثین کی مدد کرتے تھے، امام ابو عبید محمد بن عمران مرزبانی کے یہاں پچاس لحاف اور بستر ان اہل علم کے لئے ہمیشہ تیار رہتے تھے جو ان کے یہاں رات بسر کرتے تھے امام حفص بن غیاث کوفی کے بارے میں تصریح ہے کہ وہ اسخی العرب یعنی کوفہ کے عربوں میں سب سے زیادہ سخی تھے، وہ کہا کرتے تھے جو طالب علم میرا کھانا نہیں کھائے گا، میں اس کو حدیث نہیں پڑھاؤں گا، جس دن ان کی طرف سے عام ضیافت ہوتی تھی بصرہ کے تمام لوگ اس میں شریک ہوتے تھے۔(۱)

امام ابو طیبہ عیسیٰ بن سلیمان دارمی زہد و تقویٰ کے مرتبہ علیا پر تھے، اسی کے ساتھ مال و دولت اور جائداد کے مالک تھے، انھوں نے مقام اشیورقان میں اپنی جائداد وقف علی الاولاد کر دی تھی، جس سے اولاد در اولاد نفع اٹھاتی رہی، امام ابو ذر محمد بن فضل جرجان کے مشہور فقیہ تھے، اسی کے ساتھ اپنے زمانہ میں جرجان کے رئیس اعظم تھے، ان کا مکان مجمع العلماء والفضلاء تھا، جود و سخا اور داد و دہش میں بہت آگے تھے، ابو نعیم محمد بن ہشام عمرکی جرجان کے مشہور دولت مندوں میں تھے وہاں کے ہر محلہ میں ان کی جائداد تھی، جو ان کے نام سے مشہور تھی، اسی طرح بغداد میں ان کی بڑی جائداد تھی، آخر میں مصر میں مقیم ہو گئے تھے، اہل جرجان کی مالی خدمت کرتے تھے، امام دار قطنی ان کے احسان کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۷۴۔

امام ابوسعد اسمٰعیل بن احمد اسماعیلی جرجانی اپنے زمانہ کے ملک التجار تھے، روئی اور غلہ کے تاجر تھے، ان کی روئی بحری جہاز کے ذریعہ باب الابواب تک جاتی تھی، خراسان سے گیہوں منگاتے تھے، اصفہان سے بھی غلہ آتا تھا، مقام کوسکرا میں بہت بڑا علاقہ تھا، جس میں باغات اور نہریں تھیں، مگر انتقال سے پہلے سب کچھ جاتا رہا، روئی کا جہاز سمندر میں غرق ہو گیا، اصفہان اور خراسان سے آنے والے گیہوں اور غلہ کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا، اور جائداد پر حاکم وقت قابوس بن دشمگیر نے قبضہ کر لیا۔

دنیاداروں اور دینداروں دونوں کے لئے اس واقعہ میں عبرت ہے کہ امام ابونعیم فضل بن موسیٰ عدوی استرآبادی زبردست محدث و فقیہ کے ساتھ مالدار ترین شخص تھے، اور انھوں نے اپنی دولت سے اپنا شہر خرید لیا، صورت یہ ہوئی کہ احمد بن جنبل عبد اللہ نامی ایک غارت گر اپنے آدمیوں کے ساتھ استرآباد پر غارت گری اور لوٹ مار کے لئے آیا تو امام موصوف نے شہر استرآباد اور اس کے باشندوں کو تین لاکھ درہم کے عوض احمد بن عبد اللہ سے خرید لیا، اور اس نے وہاں سے نکل کر جرجان پر چڑھائی کی اور کہا کہ کیا اس شہر میں ابو نعیم جیسا کوئی شخص نہیں ہے جو ابو نعیم کی طرح اس کو خرید لے اور میں لوٹ مار نہ کروں(۱)

یہ چند مثالیں علمائے اسلام کی دولت و ثروت کی ہیں جو ذاتی کاروبار کے ساتھ فارغ البالی، عزت نفس، اور خودداری کے ساتھ علمی اور دینی خدمت انجام دیتے تھے، غور کرنے کی بات ہے کہ جب جاہل اور معمولی پڑھے لکھے لوگ طرح طرح سے دولت کماتے ہیں اور عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے ہیں تو اہل علم اور تعلیم یافتہ لوگ ان سے زیادہ کامیابی اس بارے میں کیوں حاصل نہیں کر سکتے ہیں۔

---

(۱) یہ واقعات تاریخ جرجان سے لئے گئے ہیں۔

چوتھی صدی تک علماء، فقہاء، محدثین، اپنے طور پر اپنے حلقوں اور مسجدوں میں تعلیم دے کر اپنا کام کیا کرتے تھے، اور کسی سے اس کا معاوضہ یا مشاہرہ نہیں لیتے تھے اس کے بعد طوائف الملوکی کے دور میں امراء و سلاطین نے اپنے شہروں میں مدرسے جاری کئے طلبہ و مدرسین کے لئے روزینے اور مشاہرہ مقرر کئے، خاص طور سے وزیر نظام الملک طوسیؒ نے پورے قلمرو میں مدارس تعمیر کرائے اور طلبہ واساتذہ کے لئے معالیم وو ظائف مقرر کئے مگر اب بھی عام طور سے اہل علم تعلیم و تدریس کے ساتھ صنعت و حرفت کے ذریعہ اپنی ضروریات زندگی پوری کرتے رہے۔

-۔ مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم نے ۸ جنوری ۱۹۵۱ء میں دارالعلوم دیوبند کے طلبہ کے سپاس نامہ کے جوابی خطبہ میں کہا تھا کہ عزیزان ملت!

یادرکھئے دنیا نے علم کو ہمیشہ وسیلہ سمجھا ہے مگر مسلمانوں کی خصوصیت ہے، کہ انھوں نے علم کو کبھی وسیلہ نہیں سمجھا، بلکہ مقصد سمجھا ان تمام یونیورسٹیوں میں جو ہندوستان بھر میں چوبیس سے زیادہ ہیں ان کالجوں میں جو ہر ضلع میں ہیں اور ان اسکولوں میں جن کے دامن دیہات تک پھیلے ہوئے ہیں، ان میں جو تعلیم ہوتی ہے اس کو وسیلہ سمجھا جاتا ہے مقصد نہیں سمجھا جاتا، کیوں کہ ان میں صرف اس لئے تعلیم دلائی جاتی ہے اور صرف اس لئے تعلیم حاصل کی جاتی ہے کہ سرکاری ملازمتیں مل سکیں، اور اونچے عہدے حاصل ہوسکیں مگر تمہیں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ علم دین وسیلہ نہیں مقصد ہے، اس کو کسی وسیلہ کے لئے حاصل نہیں کیا جاتا ہے کہ اس کا حصول فرض ہے، مسلمانوں نے ہمیشہ علم کو علم کے لئے حاصل کیا ہے، وسیلہ کے لئے نہیں سیکھا، مسلمانوں نے کبھی بھی علم کو اس لئے حاصل نہیں کیا کہ اس کے ذریعہ معیشت حاصل کریں گے یا کسی سرکاری منصب پر فائز ہوں گے، مسلمانوں نے ذریعہ معیشت کسی اور چیز کو بنایا اور علم کو صرف علم کے لئے حاصل کیا۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ جن کی فقہ پر کروڑوں مسلمان عمل کرتے ہیں وہ

برماز تھے، انھوں نے اپنے وسیع علم کو معیشت نہیں بنایا، بلکہ ذریعہ معیشت پارچہ فروشی تھا، حضرت معروف کرخیؒ موچی تھے، آج تم اس پیشہ کو سننے کے لئے تیار نہ ہو گے لیکن امام کرخی کے احترام کے لئے تمہارے دلوں کے دریچے کھل جاتے ہیں، وہ کرخ کے بازاروں میں نکل جاتے تھے اور راستہ چلنے والوں میں سے کسی کا جوتا ٹوٹا ہوتا تھا تو اس کو سی دیا کرتے تھے، اور اس کی اجرت سے اپنی ضرورت پوری کرلیا کرتے تھے، شمس الائمہ کا نام بھی حلوائی پڑ گیا ایک طرف خطاب شمس الائمہ اور دوسری طرف حلوائی یہ اتنا بڑا عالم اپنا ذریعہ معاش حلوہ فروشی اپنائے ہوئے تھا۔

اسی طرح اسلام کے مشہور علماء نے علم دین کے چشمے بہائے، مگر علم کو ذریعہ معیشت نہیں بنایا، وہ علم کو علم کے لئے حاصل کرتے رہے زخارف دنیا کے لئے نہیں، وہ اسی کو فریضۂ مذہبی سمجھتے تھے کہ علم کو علم کے لئے حاصل کیا جائے وہ علم کو دنیا کے لئے حاصل کرنا علم کی توہین سمجھتے تھے، ان کے نزدیک یہ گناہ تھا کہ علم کو دنیا کے لئے حاصل کیا جائے، اگر تم اس حقیقت کو سمجھ گئے ہو تو گویا تم نے پوری زندگی کا پروگرام بنالیا ہے۔

طلبۂ عزیز سے دوسری بات یہ کہنی ہے کہ وہ دین کی خدمت واشاعت دین اپنا فریضہ سمجھیں، وہ اس کو کاروباری متاع سمجھ کر اس کی خرید و فروخت کے لئے کوئی بازار تلاش نہ کریں، آپ کے اسلاف نے علم کو کبھی بھی سرمایۂ فروخت نہیں سمجھا، ان کا یہی عقیدہ رہا، اور اسی عقیدہ کے طور پر ان کے تمام اعمال مرکوز رہے کہ علم جوہر انسانیت ہے، فریضۂ انسانی ہے، علم دین کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی تہی مانگی نہیں ہو سکتی کہ اس کو کسبِ دنیا کے لئے ایک سرمایہ سمجھا جائے۔

قاضی اطہر مبارکپوری

۵/۳/۱۹۹۳ء

دینی تعلیم و تعلّم کے عوامی مراکز

ہر مسلمان کے لئے ضروریاتِ دین اور بنیادی عقائد و اعمال کا علم حاصل کرنا ضروری ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"**طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم**" ہر مسلمان پر علم دین حاصل کرنا ضروری ہے چنانچہ مسلمانوں نے تعلیم و تدریس، وعظ و تذکیر، استفتاء و افتاء، علمی و دینی مجالس اور مختلف طریقوں سے اس فریضہ کی ادائیگی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے، اور ہر طبقہ اور ہر پیشہ کے لوگوں نے اپنے اپنے احوال و ظروف کے مطابق علم دین حاصل کیا ہے۔

عہد سلف میں علم کسی خاص خاندان یا حلقہ میں محدود نہیں تھا بلکہ ہر خاص و عام اس سے بہرہ ور ہوتا تھا، اور مسلمانوں کی ہر بستی بلکہ ہر گھر علم و علماء سے آباد رہتا تھا، اور تعلیم کے لئے ہر طرح کی آسانی و فراوانی تھی، اس دور میں آج کل کی طرح معاش و معیشت کی ہمہ ہمی اور سامانِ تعیش کی فراوانی نہیں تھی، جس میں وقت اور سکون نہیں ملتا ہے بلکہ عام لوگ ہم سے اچھا کھاتے تھے ہم سے اچھا پہنتے تھے، ہم سے اچھے مکان میں رہتے تھے اور ہم سے زیادہ فارغ البال، مطمئن اور پرسکون زندگی بسر کر کے دینی و علمی کاموں میں مشغول رہتے تھے نتیجہ کے طور پر ان میں مشاہیر اہل علم و فضل پیدا ہوتے تھے، جو اپنے دور میں امامت و سیادت کے بلند مقام پر فائز ہو کر یگانۂ روزگار مانے جاتے تھے، ایک مرتبہ وزیر صاحب ابن عبادہ متوفی ۳۸۵ھ نے جو خود بڑے صاحب علم و فضل تھے اعتراف و اقرار کے انداز میں کہا تھا۔

فازبالعلم من اصفهان ثلاثة حائك وحلاج واسكاف فالحائك ابو علی المرزوقی، والحلاج ابومنصوراحمد، والاسكاف ابو عبد الله الخطیب.

اصفہان میں تین شخص بہت آگے گئے ایک حائک (کپڑا بننے والا) دوسرا حلاج (روئی دھننے والا) تیسرا اسکاف (جو تاگا ٹھنے والا) حائک ابوعلی مرزوقی ہے، حلاج ابومنصور احمد ہے، اور اسکاف ابوعبداللہ خطیب ہے۔

اب ہم عہد سلف کی ایسی تقریبات و مجالس کو نسبتاً تفصیل سے بیان کرتے ہیں جن میں عالم، غیر عالم، تاجر، دست کار، صنعت گر، مزدور اور مختلف ذرائع معاش و معیشت سے تعلق رکھنے والے بڑے ذوق و شوق سے شریک ہوتے تھے، اور ان کے لئے مختلف اوقات و مقامات میں تعلیم و تذکیر اور تحدیث و روایت کے حلقات و مجالس قائم کئے جاتے تھے تاکہ وہ لوگ اپنی ذاتی و معاشی مصروفیات سے فارغ ہوکر ان میں شریک ہوں اور اپنی استعداد و صلاحیت کے مطابق علم حاصل کریں۔

مسجدوں میں تعلیم و تعلّم

چوتھی صدی کے مشہور سیاح اور جغرافیہ نویس علامہ مقدسی بشاریؒ نے "احسن التقاسیم فی معرفة الاقالیم" میں تقریباً ہر اسلامی اقلیم میں مذکروں کا تذکرہ کیا ہے جو اپنے علاقہ کی مسجدوں اور جامع مسجدوں میں وعظ و تذکیر کی خدمت انجام دیتے تھے، اور مقامی مسلمانوں کے ہر طبقہ کے عوام و خواص ان سے علمی و دینی معلومات حاصل کرتے تھے، مثلاً پورے اقلیم شام میں مذکر حضرات وعظ کے انداز میں فجر اور مغرب کے بعد عوام کو تعلیم دیتے تھے، مسجد اقصیٰ میں احناف کی مجلس تذکیر منعقد ہوتی تھی جس میں کوئی کتاب پڑھی جاتی تھی، اور علماء و فقہاء عصر کے بعد اور مغرب و عشاء

کے درمیان شہر کی جامع مسجدوں میں اپنے حلقے قائم کرتے تھے، جن میں عوام وخواص سب لوگ ذوق وشوق سے شریک ہوتے تھے۔

اقلیم فارس میں روزانہ کا معمول تھا کہ عصر کے بعد مغرب تک علماء و فقہاء عوام کیلئے مجلس منعقد کرتے تھے، اسی طرح فجر کے بعد دن چڑھے تک مجلس ہوتی تھی اور جمعہ کے دن دوسرے مقامات میں اس کا انعقاد ہوتا تھا جس میں شہر کے لوگ شریک ہوتے تھے۔

اقلیم مصر کی مسجدوں میں قاعدہ تھا کہ فجر کی نماز کے بعد امام اپنے سامنے قرآن شریف رکھ کر کسی حصہ کے معانی و مطالب بیان کرتا تھا، اور عوام وعظ کی مجلسوں کی طرح اس میں شریک ہوتے تھے، اور مغرب وعشاء کے درمیان جامع مسجدوں میں فقہاء، علماء، ادباء، اور حکماء کے حلقے قائم ہوتے تھے، جن سے مسجدیں بھری رہتی تھیں، مقدسی کا بیان ہے کہ میں ان مجلسوں میں شریک ہوتا تھا، ایک مرتبہ مسجد میں ہم چند ہم وطن بیٹھے باتیں کررہے تھے، اسی درمیان کسی نے کہا کہ اپنے چہروں کو مجلس کی طرف کرلو، اور ہم نے دیکھا کہ ہمارے دونوں طرف مجلسیں قائم ہیں یہی حال وہاں کی تمام مسجدوں کا ہے، میں نے ایک مرتبہ ایک مسجد میں ایسی ایک سودس مجلسیں شمار کی تھیں، عشاء کے بعد تک یہ مجلسیں برپا رہتی تھیں تہائی رات کے بعد عام لوگ چلے جاتے تھے، اور خاص لوگ اس وقت بھی مجلس میں رہا کرتے تھے۔(۱)

پورے عالم اسلام کی تمام علاقائی مسجدوں اور جامع مسجدوں میں تعلیم وتذکیر کی یہی صورت حال تھی اور عامۃ المسلمین ان سے اپنے حوصلہ کے مطابق حصہ لیتے تھے۔

وعظ کی مجلسیں

مسجدوں میں علمی وتعلیمی مجلسوں کے علاوہ خاص خاص اوقات میں نامی

(۱) احسن التقاسیم ص: ۱۸۲، ۲۳۹، ۲۱۵۔

گرامی علماء ومشائخ کی مجلس وعظ منعقد کی جاتی تھی جس میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں عوام وخواص شریک ہوتے تھے، ایسی مجلسوں سے علم سے زیادہ عمل کا داعیہ اور جذبہ پیدا ہوتا تھا، تاثیر و تاثر کا یہ عالم ہوتا تھا کہ اکثر سامعین توبہ واستغفار کرتے تھے، بہت سے لوگ اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھتے تھے، اور کتنے جوانوں کی پیشانی کے بال کاٹے جاتے تھے۔

امام ابن جبیر اندلسیؒ متوفی ۶۱۴ھ نے اپنے سفر نامہ میں بغداد کی مجالس وعظ کا تذکرہ بڑے اہتمام سے کیا ہے اور وہ خود ان میں شریک ہوئے ہیں ایک مجلس وعظ کو اس طرح بیان کیا ہے کہ جمعہ ۵/ صفر ۵۸۰ھ کو عصر کے بعد رئیس الشافعیہ اور مدرسہ نظامیہ کے مدرس وفقیہ امام رضی الدین قزوینی کا وعظ ہوا جس میں ہم شریک تھے، شیخ منبر پر تشریف لے گئے، سامنے کرسیوں پر قرّاء حضرات نے نہایت پرکشش آواز وانداز میں قرآن کریم کی تلاوت کی، اس کے بعد شیخ رضی الدین نے بڑے اطمینان وسکون سے وعظ بیان کیا، سامعین کا یہ حال تھا کہ بہت سے لوگ زار و قطار رو رہے تھے، مجمع میں سے ایک بڑی جماعت نے شیخ کے ہاتھ پر توبہ کی، بہت سے لوگوں کے سر کے بال کاٹے گئے، جب تک وعظ ہوتا رہا مجمع ساکت وصامت رہا، مجلس کے خاتمہ پر شیخ سے مسائل معلوم کئے جاتے تھے، اور وہ فوراً جواب دیتے تھے، سوالات کے پرزے مجمع سے آتے تھے اور شیخ سب کو جمع کرکے ایک ایک کا جواب دیتے تھے، اور پرزہ پھینکتے جاتے تھے۔

اسی طرح جمعہ ۱۲/ صفر کو سرخیل علماء خراسان اور رئیس ائمہ شافعیہ شیخ صدر الدین خجندیؒ کا وعظ مدرسہ نظامیہ میں ہوا، جس میں اہل بغداد جوق در جوق شریک ہوئے اور شیخ رضی الدین قزوینیؒ کی مجلس کی طرح اس مجلس میں بھی توبہ واستغفار کا عبرت ناک منظر تھا، اس کے دوسرے دن سنیچر کو بغداد کے شرقی علاقہ میں امام ابن جوزیؒ کا وعظ ہوا، امام صاحب کے رونق افروز منبر

ہونے کے بعد تقریباً بیس قاریوں نے قرآن کریم کے مختلف مقامات سے تین تین آیات کی تلاوت کی، وعظ اس قدر پر تاثیر تھا کہ رہ رہ کر مجمع سے چیخ پکار، اور گریہ وزاری کی صدائیں بلند ہوتی تھیں۔(۱)

خود امام ابن جوزیؒ نے اپنی کتاب المنتظم میں اپنی مجالس وعظ کا تذکرہ کیا ہے، ایک جگہ لکھتے ہیں کہ بغداد کے باب بدر میں شیخ ابوالخیر قزوینیؒ کا وعظ ہوا، اس کے بعد ۲۶/رجب ۵۶۸ھ کو اسی مقام پر میرا وعظ شروع ہوا جو ایک ہفتہ تک جاری رہا میرے وعظ کی خبر سنکر عوام کے ذوق وشوق کا یہ حال تھا کہ صبح سویرے ہی سے اپنی اپنی جگہ پکڑنے لگے، وہاں پر بہت سے اونٹے اور چبوترے تھے، لوگوں نے ان میں اپنی اپنی جگہیں کرایہ پر لیں، سامعین کا مجمع بہت زیادہ تھا، خود خلیفۃ المسلمین سامعین میں شریک تھے، اور شعبان ۵۶۸ھ میں باب بدر ہی میں میرا وعظ ہوا، سخت گرمی اور دھوپ کا زمانہ تھا ایک آدمی نے دس سامعین کو اپنے سایہ میں رکھا تو انھوں نے اس کو پانچ قیراط دیئے، لوگوں نے چند درچند قیمت پر پنکھے خریدے، مجمع صبح سویرے سے ہی شروع ہو گیا تھا، بھیڑ میں ایک شخص کا ایک ہزار دینار گم ہو گیا تھا تو امیر المؤمنین نے اس کو یہ رقم دی، اور رمضان ۵۶۶ھ میں مقام حلبہ میں میرا وعظ ہوا میرے ہاتھ پر تقریباً دوسو آدمیوں نے توبہ کی، اور ایک سودس آدمی کے سر کے بال میں نے کاٹے، ۵۶۸ھ یوم عاشورہ کو میں نے جامع منصور میں مجلس وعظ منعقد کی، ان میں مجمع کا اندازہ لگایا تو ایک لاکھ معلوم ہوا۔(۲)

یہ بغداد کی مجلس وعظ کی مثالیں ہیں، اسی طرح پورے عالم اسلام میں ائمہ دین کے مواعظ ہوتے تھے اور ہزاروں لاکھوں عوام وخواص کا مجمع ہوتا تھا جو ہمہ تن تاثیر وتاثر سے معمور رہتا تھا اور دینی علوم کا حصہ وافر لے کر اٹھتا تھا۔

---

(۱) رحلۃ ابن جبیر ص: ۱۷۰۔

(۲) المنتظم ج ۱۰، ص: ۲۳۷و ۲۴۰و ۲۴۱ وغیرہ۔

املاء حدیث کی مجلسیں

اس دور میں احادیث کی روایت واملاء کی بڑی بڑی مجلسیں منعقد ہوتی تھیں، عالم اسلام کا کوئی نامور محدث کسی شہر میں پہونچ جاتا تو پورے علاقہ میں دھوم مچ جاتی اور اہل علم اور طلبہ حدیث کے علاوہ عوام ٹوٹ پڑتے، بازار، راستے، کارخانے، دوکانیں، اور کاروبار بند ہو جاتے تھے، امیر غریب، تاجر، مزدور، پیشہ ور غرض ہر حلقہ اور طبقہ کے عوام و خواص املاء حدیث کی مجلس میں اُمڈ آتے تھے۔

امام ابوعثمان سعید بن مغیرہ مصیصیؒ صیاد یعنی شکاری تھے، انھوں نے کتاب السیر لکھ کر اس کا پہلا درس دیا تو پورا شہر مصیصہ اُمڈ آیا، راوی کا بیان ہے کہ قد غلقوا ابواب حوانیتھم وحضروا مجلسہ یعنی لوگوں نے اپنی دوکانوں کے دروازے بند کر کے مجلس درس میں شرکت کی۔(۱)

امام یزید بن ہارون کی مجلس تحدیث بغداد میں منعقد ہوئی جس میں ستر ہزار کا مجمع تھا، امام عاصم بن علی بن عاصمؒ کی مجلس تحدیث واملاء بغداد کی جامع الرصافہ کے میدان رحبۃ النخل میں منعقد ہوئی، وہ ایک بلند مقام پر بیٹھ کر حدیث بیان کرتے تھے حدیث لکھنے اور سننے والوں کا مجمع اتنا زبردست تھا کہ مستملی (آواز پہونچانے والے) کی آواز مجمع تک نہیں پہنچتی تھی انھوں نے امام لیث بن سعدؒ کی روایت سے ایک حدیث بیان کی تو چودہ مرتبہ اس کو دہرانا پڑا تب جاکر مجمع سن سکا، حالانکہ مستملی کھجور کے ایک ٹیڑھے تنے پر بیٹھ کر آواز پہونچاتا تھا، خلیفہ معتصم باللہ نے شرکائے مجلس کا اندازہ کرلیا تو ایک لاکھ بیس ہزار کا مجمع تھا، امام محمد بن اسمٰعیلؒ بغداد میں مجلس املاء منعقد کیا کرتے تھے، جس میں ان کے مستملی ابوعلی صالح بن محمد بغدادی کے بیان

(۱) الجرح والتعدیل ج:۲ ص:۶۷ قسم ا۔

کے مطابق بیس ہزار کا مجمع ہوتا تھا، اسی طرح بصرہ میں امام عمرو بن مرزوقؒ کی مجلس املاء میں بیس ہزار سامعین ہوتے تھے۔

امام ابو بکر جعفر بن محمد فریابیؒ کی مجلس املاء میں حدیث لکھنے والوں کا بڑا اژدحام ہوتا تھا، ایک مرتبہ شمار کیا گیا تو دس ہزار دوات والے شرکاء معلوم ہوئے، ایک مرتبہ امام فریابیؒ بغداد گئے تو اطراف ونواحی سے عوام و خواص کشتیوں پر آئے، اور لوگوں نے باب کوفہ کے شارع منار میں ان کی مجلس املاء کا انتظام کیا جس میں تیس ہزار کا مجمع تھا، اور تین سو سولہ مستملی مجمع تک آواز پہنچاتے تھے۔

قاضی ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب بصریؒ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ہم لوگ امام ابو اسحاق ابراہیم بن علی ہجیمی کی مجلس تحدیث و املاء میں حاضر ہوتے تھے، وہ اونچی جگہ پر ہوتے تھے، اور ہجیم کا تمام راستہ سامعین سے بھر جاتا تھا، اور مستملی ان کی آواز مجمع تک پہونچاتے تھے مجلس میں جگہ کے لئے میں سحر ہی کے وقت وہاں پہونچ جاتا تھا، تو دیکھتا تھا کہ لوگ پہلے ہی سے جا کر اپنی اپنی جگہ لے چکے ہیں اندازہ لگایا گیا تو وہاں تیس ہزار آدمیوں کے بیٹھنے کی جگہ تھی، امام ابوالحسن عمر بن حسین علوی کی مجلس املاء میں ایک ہزار دواتیں تھی۔(۱)

علمائے دین سے والہانہ عقیدت

علم دین سے عوام و خواص کا تعلق اور علم و علماء سے وابستگی اس وقت قابل دید ہوتی تھی، جب عالم اسلام کا کوئی شیخ وقت کسی شہر میں داخل ہوتا تھا، اور وہاں کے باشندے اس کے استقبال کو نکلتے تھے، ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید مقام رقہ میں مقیم تھا، اور حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ وہاں تشریف لے گئے تو لوگوں کی عقیدت و محبت اور شیفتگی کا یہ حال تھا کہ حضرت عبد اللہ بن

(۱) الاملاء والاستملاء، سمعانی ص ۱۷، ۱۸۔

مبارک کے استقبال وزیارت اور حصول برکت کے لئے سارا شہر ٹوٹ پڑا پورا راستہ گرد و غبار سے بھر گیا بھیڑ کا یہ حال تھا کہ لوگوں کے جوتے چپل ٹوٹ گئے، اس شاہانہ استقبال و جلوس کو ہارون رشید کی ایک باندی بالا خانہ سے دیکھ رہی تھی دریافت کیا کہ یہ کیسا مجمع ہے جواب دیا گیا کہ خراسان کے امام و عالم عبد اللہ بن مبارک کی آمد پر ان کے عقیدت مندوں کا یہ حال ہے، اس پر باندی نے کہا، هذا والله الملك ،لا هارون الذى لا يجمع الناس الا بشرطة واعوان یعنی واللہ یہ بادشاہ ہیں ہارون رشید بادشاہ نہیں ہیں جو لوگوں کو پولیس اور حشم و خدم کے ذریعہ جمع کرتے ہیں۔(۱)

شیخ الاسلام ابو اسحاق شیرازی متوفی ۴۷۶ھ ایک مرتبہ اپنے اصحاب و تلامذہ کے ساتھ مختلف شہروں کے دینی، علمی سفر پر نکلے تو جس بستی اور شہر سے گذرتے تھے لوگ دیوانہ وار ان کے استقبال و زیارت اور حصول برکت کے لئے نکلتے تھے، اور ان پر مختلف قسم کی اشیاء نچھاور کرتے تھے، امام سبکی نے لکھا ہے کہ امام ابو اسحاق ایک مرتبہ بلاد عجم کے سفر میں نکلے تو جہاں جاتے وہاں کے لوگ عورتوں اور بچوں کے ساتھ استقبال کو آتے تھے، حصول برکت کے لئے ان کے جسم اور اعضاء کو چھوتے تھے، ان کی خاک پا کے لئے ایک دوسرے پر گرے جاتے تھے، ہر شہر کے صنعت گر اور کاری گر اپنی اپنی مصنوعات کو ان پر نچھاور کرتے تھے، جن میں مٹھائی میوہ، کپڑے، اور پوستین وغیرہ ہوتے تھے، حتی کہ جب وہ موچیوں کے علاقہ سے گذرے تو وہ لوگ بھی اپنی چیزیں لٹاتے تھے، جو مجمع کے سروں پر گرتی تھیں، حالاں کہ شیخ ابو اسحاق شیرازی لوگوں کو منع کر کے ان کے جوش و جذبہ پر تعجب کرتے تھے، جب یہ سلسلہ بند ہوا تو شیخ ابو اسحاق نے اپنے تلامذہ سے ہنسی مذاق کے طور پر کہا کہ میرے لڑکو! تم لوگوں نے یہ حسین منظر دیکھا، ان چیزوں میں سے تم

---

(۱) صفۃ الصفوہ ج: ۴ ص: ۱۱۲۔

نے کیاپایا؟اس وقت ان کے تلامذہ میں سے یہ حضرات ہم سفر تھے، فخرالاسلام شاشی،حسین بن علی طبری، ابن بیان، میانجی ،ابوالحسن آمدی،ابو معاذ، بندلیی، ابوثعلب واسطی، عبدالملک شابرخواستی ،ابوالقاسم زنجانی، ابوعلی خارقی، ابو العباس بن رطبی وغیرہ۔(۱)

دنیاوی سفر میں نکلنے والے علماءو فقہاءاور محدثین کے استقبال ان سے عقیدت و محبت اورحصول خیر وبرکت کے لئے عوام وخواص کی یہ بھیڑ اس وقت اور بھی زیادہ ہو جاتی تھی جب کوئی امام وقت آخرت کے سفر پر روانہ ہو تا تھا، رنج وغم کا یہ عالم ہو تا تھا، کہ پوراشہر ماتم کدہ بن جا تا تھا، بازار اور کار وبار بند ہو جاتے تھے،حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو قیدخانہ میں زہر دیاگیاان کی موت پر پورے شہر بغداد میں صف ماتم بچھ گئی اور پچاس ہزار سے زائد خلق اللہ ان کے جنازہ میں شریک ہوئی اور چھ مرتبہ نماز جنازہ پڑھی گئی۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر شہر بغداد میں آہ وبکاء کا ہنگامہ برپا ہو گیا، جنازہ میں بے پناہ ہجوم تھا، میدان کے علاوہ لوگوں نے دجلہ میں کشتیوں بازاروں ،اور گلی کوچوں میں نماز جنازہ پڑھی، ایک اندازہ کے مطابق چھ لاکھ افراد شریک ہوئے۔

بغداد کی مشہور محدثہ وزاہدہ حضرت فاطمہ بنت نصر کے جنازہ میں اس قدر لوگ شریک ہوئے کہ جامع القصد کے مقصورہ کی جالیاں توڑ دی گئیں، اطراف کے بازار اور سڑکیں آدمیوں سے بھرگئیں ،علماء ، عوام اور ارکان دولت سب ہی شریک جنازہ تھے ،اور عید کے دن سے زیادہ مجمع ہوا۔

اندلس کی فقیہہ عابدہ حضرت فاطمہ بنت یحیٰ قرطبہ میں فوت ہوئیں، ان کے جنازہ میں اس قدر لوگ شریک ہوئے کہ اس سے پہلے کسی عورت کے جنازہ میں اس سے زیادہ آدمی شریک نہیں ہوئے تھے۔

---

(۱)طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج ۴ ص: ۲۲۰۔

دینی علوم کی تعلیم وتحصیل اور ان سے تعلق کے ان مظاہر و تقریبات میں جیسا کہ معلوم ہوا ہر طبقہ اور ہر حلقہ کے عوام و خواص شریک رہتے تھے، اور چوتھی صدی میں جب موجودہ طرز کے مدارس کی ابتداء ہوئی تو اسی طرح ان میں یہی صورت حال تھی، اور مسلمانوں نے اپنے حالات و مصروفیات کے پیش نظر ان سے استفادہ کیا، مشہور ہے کہ کاغذ کا استعمال سب سے پہلے اہل چین نے کیا جو گھاس سے بنایا جاتا تھا، اسلامی دور میں کاغذ سازی کی ابتداء اموی دور یا عباسی دور میں سمرقند اور خراسان کے شہروں میں ہوئی ایک قول کے مطابق خراسان میں چین کے کاری گروں نے چینی کاغذ کے طرز پر بنایا، جب کہ دوسرا قول یہ ہے کہ خراسان کی یہ قدیم صنعت ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے اس صنعت نے اتنی ترقی کی کہ مختلف انواع و اقسام کے کاغذ تیار ہونے لگے جن کے نام یہ تھے سلیمانی، طلحی، نوحی، فرعونی، جعفری، طاہری۔(۱) منصوری اور حسنی کاغذ بھی عمدگی میں مشہور تھے۔

سمرقندی کاغذ کے سلسلہ میں یہ حکایت دلچسپ ہے کہ محدث مصر حافظ ابو اسحاق ابراہیم بن سعید حبال مصری متوفی ۴۸۲ھ کے پاس عظیم الشان کتب خانہ تھا، جس میں ایک ایک کتاب کے متعدد نسخے تھے، ان کے شاگرد ابن طاہر کہتے ہیں کہ انھوں نے بہت سی احادیث پرانے کاغذ کے ٹکڑوں پر لکھ رکھی تھیں میں نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو بتایا کہ یہ وزیر کے پاس سمرقند سے آنے والے کاغذات کے ٹکڑے ہیں، انھیں کاغذات پر اس کے کچھ خطوط میرے پاس تھے میں اس عمدہ اور سفید کاغذ سے سادے ٹکڑے کاٹ لیا کرتا تھا، یہاں تک کہ میرے پاس اتنے زیادہ ٹکڑے جمع ہوگئے۔(۲)

سمرقند اور خراسان کے کاغذات کتان سے بنائے جاتے تھے، مصر

---

(۱) الفہرست: ۳۲۔

(۲) تذکرۃ الحفاظ ج: ۳ ص: ۳۶۰۔

میں بردی گھاس سے تیار کئے جاتے تھے، طبریہ اور دمشق کے کاغذات بھی اپنی عمدگی میں مشہور تھے، بعد میں اس فن کو مسلمانوں نے بڑی ترقی دی اور ایسے ایسے کاغذات تیار کئے جن کو دیکھ کر آج بھی انکی فنکاری اور استاذی کی داد دینی پڑتی ہے۔

وراقت یعنی کتابوں کا نقل کرنا اور لکھنا مستقل کام تھا، جس کے ماہرین یہی کام کرتے تھے، یہ لوگ اجرت پر کتابیں لکھتے تھے، اور خود لکھ کر فروخت کرتے تھے، بڑے بڑے مصنفین کے یہاں ان کتابوں کی نقل و کتابت کے لئے مستقل وراق ہوتے تھے جو کاتب بھی کہلاتے تھے، کتب فروشوں کو بھی وراق کہتے تھے، ہر بڑے شہر میں سوق الوراقین، سوق الکتب اور دکان الوراقین ہوا کرتی تھیں، جہاں ہر قسم کی کتابیں مناسب قیمت پر مل جاتی تھیں۔

اس سلسلہ میں ایک واقعہ دلچسپ ہے، امام ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن عبدالعزیز بغوی بغدادی متوفی ۳۱۷ھ ابن بنت احمد بن منیع کی کنیت سے مشہور ہیں ان کا بیان ہے کہ میں وراقت کا پیشہ کرتا تھا، ایک مرتبہ میں نے اپنے نانا احمد بن منیع سے کہا کہ آپ میرے ساتھ سعید بن یحییٰ بن سعید اموی کے پاس چلیں اور ان سے کہہ دیں کہ انھوں نے اپنے والد سے محمد بن اسحاق کی کتاب المغازی کے جس نسخہ کا سماع کیا ہے اس کا ایک جز مجھے دیدیں تاکہ میں اس کو لکھ لوں، چنانچہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا، اور میں اس کو لے کر اہل علم کے پاس چکر کاٹنے لگا، میری پہلی ملاقات ابو عبد اللہ بن مغلس سے ہوئی، میں نے کتاب دکھا کر کہا کہ اس کی روایت سعید بن یحییٰ بن سعید اموی سے کروں گا، اس پر انھوں نے مجھے بیس دینار دیئے اور کہا کہ اس کا ایک نسخہ میرے لئے تیار کر دو اسی طرح میں دن بھر کتاب لئے گھومتا رہا اور اہل علم اس کو نقل کرنے کے لئے مجھے بیس دینار دس دینار اور اس سے کم زیادہ دیتے رہے، اور شام ہوتے ہوتے میرے پاس دو سو دینار

جمع ہو گئے اور میں نے سب کے لئے نسخے تیار کئے اور کاغذ اور روشنائی کے خرچہ کے بعد میرے پاس اچھی خاصی رقم بچ گئی۔(۱)

امام یعقوب بن شیبہ سدوسی بغدادی متوفی ۲۶۳ ھ کے مکان میں چالیس لحاف ان وراقوں کے لئے تھے جو ان کے یہاں رہ کر راتوں کو ان کی کتاب " المسند المعلل " نقل کرتے تھے، ان وراقوں کی اجرت پر دس ہزار دینار خرچ ہوئے۔

کالی روشنائی کو مداد اور سرخ یا عمدہ روشنائی کو حبر کہتے ہیں، اس کے تیار کرنے اور فروخت کرنے والے خاص خاص ماہرین ہوتے تھے اور اس کی مستقل دکانیں ہوتی تھیں عام طور سے روشنائی کی دوکان پر قلم اور دوات بھی بکتی تھی، اصطخری نے لکھا ہے کہ علاقہ فارس میں دوات کی کالی روشنائی اور دوسرے رنگ کی روشنائی بنائی جاتی تھی، جو دوسری روشنائیوں سے عمدہ اور دیرپا ہوتی تھی۔(۲)

مقدسی بشاری نے لکھا ہے کہ تبریز میں سفید مٹی (کھڑیا) پیدا ہوتی ہے جس سے بچے تختی پر لکھتے ہیں، نیز یہاں مہر بنانے کی کالی مٹی بھی ہوتی ہے(۳) رقہ کے قلم مشہور ہیں اور باہر جاتے ہیں، امام ابو حفص عمر بن احمد ابن شاہین بغدادی متوفی ۳۸۵ ھ کا بیان ہے کہ میں نے چارسو رطل (حبر) روشنائی سے اپنی کتابیں لکھی ہیں، اور آج تک حساب لگایا ہے تو معلوم ہوا کہ سات سو درہم کی روشنائی خرید چکا ہوں، ان کے ایک معاصر داؤدی کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک درہم میں چار رطل روشنائی خریدا کرتے تھے(۴)

امام ابن جوزی نے وصیت کی تھی کہ میرے انتقال کے بعد غسل کے لئے میرے قلم کے تراشوں سے پانی گرم کیا جائے جن کو انھوں نے اسی

---

(۱) تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۱۳۔ (۲) المسالک والممالک۔ (۳) احسن التقاسیم ص ۳۴۳۔
(۴) المنتظم ج ۵ ص ۹۰۔

دن کے لئے محفوظ کر رکھا تھا عام طور سے کتابوں کے ابواب وفصول سرخ روشنائی سے لکھے جاتے تھے، اسی مناسبت سے اردو میں عنوانات کا نام سرخی ہوتا ہے، اصول حدیث کی کتابوں میں کتابت اور وراقت کے اصول وضوابط بیان کئے گئے ہیں ابو محمد جریری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ابو نصر فتح بن شحرف کشی متوفی ۲۷۳ھ نے مجھ سے کہا کہ میرے پاس ایک تعجب انگیز چیز ہے، یہ قلم ہے جس سے میں نے چالیس سال تک لکھا ہے میں رات دن لکھتا تھا ہمارا مکان بہت بڑا تھا میں چاندنی راتوں میں لکھتا تھا جب چاند اوپر چلا جاتا تو سیڑھی پر بیٹھ کر لکھا کرتا تھا چاند جوں جوں اوپر جاتا میں بھی سیڑھی پر درجہ بدرجہ چڑھتا جاتا تھا، اور جب قلم کا سرا پھیل جاتا تو قط لگالیا کرتا تھا، یہ قلم میرے پاس ہے پھر انھوں نے پیتل کے چونگے سے قلم نکال کر مجھے دکھایا(۱)

کاغذ بنانے اور فروخت کرنے والوں میں علم و علماء

جو حضرات کاغذسازی اور کاغذ فروشی کرتے ہیں ان کو کاغذی اور قراطیسی کی نسبت سے یاد کیا جاتا ہے، مشرقی عالم اسلام میں سمرقند اور بلاد خراسان میں یہ صنعت عام تھی اور یہاں کے کاغذات عمدہ ہوتے تھے۔

۱- ابو عمر محمد بن خشنام بن احمد کاغذی نیشاپوری کے دادھیال اور ننھیال دونوں علمی گھرانے تھے، ان کے باپ اور دادا دونوں حضرات محدث تھے اور ان کے نانا ابوبکر بن زکریا کاغذی بھی محدث تھے اور کاغذ سازی کا پیشہ کرتے تھے محمد بن خشنام نے حافظ جعفر بن احمد بن نصر عبد اللہ بن شیرویہ، ابو قریش محمد بن جمعہ وغیرہ سے حدیث کی تعلیم حاصل کی اور ان سے حافظ ابو عبد اللہ نے پڑھا، ۳۷۰ھ میں فوت ہوئے۔

۲- ابو احمد حامد بن محمد بن احمد صوفی کاغذی نیشاپوری نے ابو بکر محمد بن

---

(۱) المنتظم ج ۵ ص ۹۰۔

اسحاق بن خزیمہ اور ابوالعباس محمد بن اسحاق ثقفی سے روایت کی اور ان سے حاکم ابوعبداللہ نے تعلیم پائی بڑے زبان آور اور فصیح و بلیغ خطیب تھے، ۳۴۵ھ میں بجستان آئے اور یہاں ایک علاقہ میں خطابت کی خدمت پہ مامور ہوئے اور یہیں ۳۵۶ھ میں انتقال کیا۔

۳- ابو توبہ سعید بن ہاشم کاغذی سمرقندی نے عمرو بن عاصم کلابی، قبیصہ بن عقبہ، ابوالولید طیالسی وغیرہ سے روایت کی، طلب علم میں بڑے بڑے اسفار کئے اور بہت زیادہ کتابیں جمع کیں، وہ ۲۵۹ھ میں فوت ہوئے۔

۴- ابوالفضل منصور بن نصر بن عبدالرحیم کاغذی سمرقندی کے متعلق علامہ سمعانی کا بیان ہے **والیہ ینسب الکاغذ المنصوری المشہور ببلاد خراسان۔**

منصوری کاغذ انہیں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جو خراسان کے شہروں میں مشہور و مقبول ہے۔

انہوں نے ابوسعید ہیثم بن کلیب شاشی اور ابوجعفر بن محمد بن عبداللہ جمّال وغیرہ سے روایت کی ہے، اور ان سے ابوالحسن بن خدّام، ابواسحاق اصفہانی، ابوبکر حسن بن حسین بخاری اور امام ابوبکر شاشی نے روایت کی ہے۔ سمرقند میں ۴۲۳ھ میں انتقال کیا۔

ابوعلی حسن بن ناصر کاغذی دہقان کے لقب سے مشہور ہیں، علامہ سمعانی کے ہم درس ہیں، ان کے یہاں بنے ہوئے کاغذ کے بارے میں سمعانی کی عینی شہادت ہے۔

الیہ ینسب الکاغذ الحسنی الذی لم یلحقہ مَن سبقہ فی جودۃ الصنعۃ و لقاء الآلۃ وبیاضہا حسنی کاغذ ان ہی کی طرف منسوب ہوتا ہے، ان سے پہلے کے کاغذساز عمدگی، صفائی، اور سفیدی میں ان تک نہیں پہونچ سکے تھے۔ نہایت نیک سیرت، صادق القول، فقیہ تھے علماء، محدثین کی ایک

بڑی جماعت سے حدیث کی روایت کی تھی خود حدیث کی روایت کرنے کے مرتبہ پر پہونچ گئے تھے، سمعانی کے معاصر تھے۔(۱)

ابو عثمان سعید بن بحر قراطیسی بغدادی نے یزید بن ہارون، ابونعیم فضل بن دکین، حسین بن علی جعفی، محمد بن مصوب قرقسانی اور عثمان بن عمر بن فارسی سے روایت کی اور ان سے عبد اللہ بن محمد بن محمد بن ناجیہ، یحییٰ بن صاعد اور قاضی محاملی نے روایت کی، رمضان ۲۵۳ھ میں انتقال ہوا۔

ابو ذر قاسم بن داؤد بن سلیمان قراطیسی بغدادی ابو بکر بن ابی الدنیا کی کتابوں کے راوی ہیں، اور ان سے ابوعلی زاہر بن احمد سرخسی نے ان کی روایت کی ہے، ابوذر قراطیسی نے ابو عثمان سعدان بن نصر بزان سے روایت کی، اور ان سے ابوالحسین محمد بن احمد جمیع غسانی نے روایت کی ہے۔

ابو سلیمان صالح بن سلیمان قراطیسی بصری نے غنام بن عبد الحمید سے روایت کی اور ان سے یعقوب بن سفیان نے روایت کی۔

ابو بکر محمد بن بشیر دوسی قراطیسی انطاکی نے بغداد میں سکونت اختیار کی اور حسن بن عرفہ، محمد بن شعبہ بن جوانی سے روایت کی، ان سے قاضی ابوالحسن علی بن حسن جرّاحی اور ابو یوسف بن عمر قداس نے روایت کی، ۳۲۰ھ کے بعد انتقال کیا۔

ابوبکر بن محمد بن بشر بن مروان قراطیسی دمشقی نے بغداد آکر بحر بن نصر مصری اور ربیع بن سلیمان مصری سے روایت کی، اور ان سے ابوالحسن دار قطنی اور ابوالحسن محمد بن جعفر بن نجار نے روایت کی(۲)

عمر بن سعد قراطیسی نے امام ابن ابی الدنیا سے حدیث کی روایت کی ہے، ان کا بیان ہے کہ ہم طلبہ کی جماعت ایک دن ان کے یہاں درس حدیث کے لئے گئی اور ان کا انتظار کرنے لگی اتنے میں بدلی چھا گئی اور بارش ہونے

---

(۱) الانساب: ج:۱۱، ص: ۲۳ تا ۲۵۔ (۲) الانساب، ج:۱۰، ص: ۵۹ تا ۶۰۔

لگی تو ان کی خادمہ ہمارے پاس ایک پرزہ لائی جس میں یہ دو اشعار تھے۔

انا مشتاق الی رؤ یتکم

یا اَخِلّائی، وسمعی و البصر

کیف انساکم و قلبی عنـــدکم

حال فیما بیننا ھذا المطر(۱)

اے میرے دوستو! میں، اور میرا کان اور میری آنکھ تمہارے دیدار کے لئے بے چین ہے میرا دل تمہارے پاس ہے، پھر میں تم لوگوں کو کیسے بھول سکتا ہوں، یہ بارش ہمارے درمیان حائل ہو گئی ہے۔

روشنائی، دوات اور قلم بنانے اور بیچنے والوں میں علم و علماء

حبُر لکھنے کی روشنائی اور سیاہی کو کہتے ہیں اس کے بنانے اور فروخت کرنے والے کو حبار اور حبری کہتے ہیں، یہ لوگ روشنائی کے ساتھ عام طور سے قلم بھی بناتے اور بیچتے تھے، اس پیشہ میں یہ اہل علم شہرت رکھتے ہیں۔

ابو الحسن محمد بن علی بن عبد اللہ سلمی ورّاق حبری کے بارے میں امیر ابن ماکولا کا بیان ہے۔ کان یسکن باب الشام و یبیع الحبر ان کا قیام باب الشام میں تھا، اور وہ روشنائی بیچتے تھے اسی کے ساتھ مشہور محدث بھی تھے اور ان سے محمد بن جعفر قتات اور محمد بن سلیمان وغیرہ نے روایت کی ہے۔

ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن احمد سلاّل وراق کے بارے میں تصریح ہے کہ:

کان یبیع الحبر عند باب النوبی ببغداد وہ بغداد میں باب نوبی کے پاس روشنائی بیچتے تھے۔ بغداد کے علاقہ کرخ میں رہتے تھے اور عمر دراز محدث تھے۔

یہ سمعانی کے استاذ ہیں روشنائی کے ساتھ قلم بھی فروخت کرتے تھے سمعانی کا بیان ہے: الشیخ مسنّ یبیع الحبر و الاقلام عند باب النوبی ببغداد.

(۱) المنتظم ج: ۵، ص: ۱۴۹۔

وہ عمر دراز بزرگ تھے، بغداد میں باب نوبی کے پاس روشنائی اور قلم بیچتے تھے اور یہ کہ ہم لوگ ان کی دوکان میں ان سے حدیث پڑھتے تھے، ۵۴۱ھ میں انتقال ہوا۔

محمد بن جامع حبّار نے عبد العزیز بن عبد الصمد اور ان سے عباس بن عزیز قطان نے روایت کی ہے۔(۱)

شمس بن اسماعیل انصاری حبّار سے سبکی نے روایت کی ہے کہ علماء نے ان کو ضعیف الحوالہ کہا ہے۔(۲)

ابو الحسن احمد بن محمد بن ابو القاسم دواتی نے ابو بکر محمد بن احمد بن ماجہ، ابو الخیر محمد بن احمد بن کرز اصفہانی، اور ابو عیسی عبد الرحمٰن بن زیاد سے روایت کی ہے۔

ابو اسحاق ابراہیم بن محمد ابراہیم بن محمد دواتی اصفہانی محدثین کے خاندان سے ہیں، انھوں نے ابو منصور محمد بن احمد بن شکرویہ، قاسم بن فضل ثقفی، ابو المظفر منصور بن محمد سمعانی سے روایت کی اور ان سے ابو القاسم ابن عساکر اور ابو سعد سمعانی نے روایت کی ہے۔

ہبت اللہ بن مبارک دواتی نے ابو الحسن قزوینی، ابو القاسم تنوخی، اور ابو اسحاق سبکی سے روایت کی، رمضان ۵۱۱ھ میں اسپتال میں انتقال کیا۔

ابو القاسم حسین بن محمد بن مفرج دواتی کوفی نہایت بزرگ عالم تھے، ابن موہوب کی کنیت سے مشہور تھے، انھوں نے طرادین محمد زینبی، ابو علی محمد بن احمد خالدی کوفی سے روایت کی۔

ابو طاہر محمد بن احمد بن حسین دواتی دباس نے ابو القاسم عبد الملک بن محمد بن بشران سے روایت کی اور ان سے عبد الوہاب اغاطی اور اسماعیل بن احمد سمرقندی نے روایت کی شعبان ۴۷۳ھ میں فوت ہوئے۔

---

(۳) الانساب ج: ۴ص: ۵، ۳، ۴۴۔ (۲) اکمال ج: ۲ص: ۲۶۲

ابو القاسم رزق اللہ بن محمد بن احمد دواتی نے عاصم بن حسن اور ابو نصر محمد بن محمد زینبی سے روایت کی اور ان سے ابو سعد سمعانی نے روایت کی۔(۱)

اہل علم کی دوات کے مناقب و فضائل کے بارے میں ایک ادیب کے یہ اشعار ہیں لہ

قناديل دين الله يسعىٰ بحملها
رجال بهم يحيىٰ حديث محمدً
هُم حملوا الأثار عن كل عالمٍ
تقيٍ صدوقٍ ،فاضلٍ متعبّد
محابر هم زُهرٌ تضيءُ كأنها
قنا ديل حبرٍ ناسكٍ وسط مسجد
تساق إلى من كان في الفقه عالماً
ومن صنّف الاحكام من كل مسند

حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ کا حال یہ تھا کہ جب طلب حدیث کے لئے ان کی مجلس میں بچے اپنے ہاتھوں میں دوات لئے آتے تو ان کو اپنے پاس بلاتے تھے، اور کہتے تھے کہ ھولاء غرس الدین یہ دین کے پودے ہیں، ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس دین میں پودے لگاتا رہے گا جن کے ذریعہ دین کو قوت دے گا یہ بچے آج تم لوگوں میں چھوٹے ہیں، اور قریب ہے کہ تمہارے بعد یہی بچے بڑے ہو جائیں گے۔(۲)

اجرت پر کتاب نقل کرنے والوں میں علم و علماء

جو اہل علم قرآن حکیم، حدیث اور دوسری کتابیں اجرت پر نقل کیا کرتے

(۱) الانساب ج ۵ ص: ۳۸۶ (حاشیہ)
(۲) شرف اصحاب الحدیث ص: ۶۵ (ترکی)

تھے یا کتابیں لکھ کر فروخت کرتے تھے، ان کو ناسخ اور روزاق کہتے ہیں، بغداد میں کاغذ بنانے والوں کو بھی وزّاق کہتے تھے، یہ پیشہ بڑا شریفانہ اور علمی تھا، اس میں مشاہیر علمائے اسلام گزرے ہیں۔

- ابو عبید اللہ اصبغ بن یزد وزّاق جہنی واسطی مصاحف لکھتے تھے انھوں نے قاسم بن ابو ایوب سے روایت کی ہے اور ان سے یزید بن ہارون نے روایت کی ۱۵۹ھ میں انتقال ہوا۔
- ابو جعفر احمد بن محمد بن ایوب وزّاق بغدادی فضل بن یحییٰ بن خالد برمکی کے یہاں مستقل طور سے نسخ و وراقت کی خدمت پر مامور تھے۔ انھوں نے ابراہیم بن سعد سے ابن اسحاق کی کتاب المغازی پڑھی اور فضل بن یحییٰ برمکی کے لئے اس کو لکھا، ذوالحجہ ۲۲۸ھ میں فوت ہوئے۔
- ابواسحاق ابراہیم بن مکتوم سلمی وزّاق مصاحف لکھتے تھے، سُرَّ مَنَ رأی میں قیام تھا، انھوں نے ابوداؤد طیالسی، وہب بن جریر، عبداللہ بن داؤد خریبی، عمرو بن عاصم، سے روایت کی، مشہور ثقہ محدث تھے، اصل وطن بصرہ تھا، بعد میں بغداد چلے گئے تھے۔
- ابو القاسم عبد اللہ بن حسین بن بالویہ صوفی وزّاق نے ابو العباس اصم وغیرہ سے روایت کی نیز ابو حامد بن شرقی اور مکی بن عبدان وغیرہ سے پڑھا اور بحالت طالب علمی ۳۷۳ھ میں انتقال کیا۔
- ابو بکر محمد بن عمر بن علی وزّاق بغدادی نے ابو القاسم بغوی، ابو بکر بن ابو داؤد، عمر بن محمد دوری، سے روایت کی اور ان سے ابو القاسم ازہری، ابو محمد خلاّل، ابو محمد بن ہزارد صریفینی وغیرہ سے روایت کی، صفر ۳۹۶ھ میں انتقال کیا۔
- ابو محمد عبد اللہ بن فضل بن جعفر وزّاق عاقولی، عبد الرحیم بن ہشیم کے وزّاق تھے اور ان کی کتابیں نقل کرتے تھے، بغداد آکر علی بن داؤد قنطری،

ابوالبختری عبد اللہ بن محمد شاکر، حسین بن محمد بن ابو معشر سندھی بغدادی، عبداللہ بن روح مدائینی وغیرہ سے روایت کی اور ان سے بہت سے محدثین نے روایت کی، ۳۲۸ھ میں انتقال ہوا۔

● ابو القاسم عبد الوہاب بن عیسی بن عبد الوہاب ورّاق بغدادی حافظ کے ورّاق تھے انھوں نے اسحاق بن ابو اسرائیل، محمد بن معاویہ بن مالج، یعقوب بن ابراہیم دورقی اور یعقوب بن شیبہ سدوسی وغیرہ سے روایت کی اور ان سے ابو الحسن دار قطنی، ابو عمر بن میویہ خزاز ابو حفص کتانی اور ابو حفص ابن شاہین نے روایت کی، رمضان ۳۱۹ھ میں انتقال ہوا۔

● ابو القاسم عیسی بن سلیمان بن عبد الملک قرشی ورّاق داؤد بن رشید کے ورّاق تھے، انھوں نے داؤد بن رشید، احمد بن ابراہیم موصلی، اور احمد منیع وغیرہ سے روایت کی، ثقہ محدث تھے شعبان ۳۱۰ھ میں فوت ہوئے۔(۱)

● ابو طاہر احمد بن احمد بن علی دقاق ناسخ بغدادی اجرت پر کتابیں لکھتے تھے، انھوں نے ابو علی حسن بن احمد بن ابراہیم بزاز سے روایت کی اور ان سے ابو القاسم اسماعیل بن احمد سمرقندی نے روایت کی ۴۷۰ھ میں انتقال کیا۔

● ابو العباس احمد بن عبد الدائم بن نعمہ مقدسی ناسخ، معمر محدث۔ مسند الوقت امام تھے زین الدین لقب تھا ۵۷۵ھ میں نابلس میں پیدا ہوئے اور ٦٦٨ھ میں فوت ہوئے آخری زمانہ میں آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے۔ صلاح الدین صفدی نے ان کے بارے میں لکھا ہے:

و کتب بخطه الملیح مالا یوصف لنفسه وبالاجرة

انھوں نے اپنے حسین و جمیل خط سے اپنے لئے اور دوسروں کے لئے اجرت پر کتابیں لکھیں جن کی تعریف نہیں کی جا سکتی ہے۔

اس کے بعد لکھا ہے کہ دن کی مصروفیات سے فراغت کے بعد نو اجزاء

---

(۱) الانساب ج: ۱۳ ص: ۳۰۰ تا ۳۰۴۔

(کراریس) یا اس سے بھی زیادہ لکھتے تھے عام حالات میں روزانہ مصروفیات کے باجود رات دن میں دو تین اجزاء لکھا کرتے تھے، ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ ایک رات میں پوری قدوری لکھا کرتے تھے، میرے نزدیک یہ محال ہے وہ پورے صفحہ پر ایک نظر ڈال کر اس کو لکھا کرتے تھے، اسی لئے ان کی لکھی ہوئی کتابوں میں غلطیاں بہت زیادہ ملتی ہیں، پچاس سال تک کتابوں کے لکھنے اور نقل کرنے کا کام جاری رکھا تھا ان کی تحریروں میں نقطہ اور اعراب نہیں ہوتا تھا۔(۱)

● اصطخر کے قریب ماھہ نامی ایک مقام کے اہل علم مصاحف لکھنے میں بہت ماہر تھے ان کے نسخ وکتابت اور خطاطی میں بڑا حسن وجمال ہوتا تھا، اور ان کے لکھے ہوئے قرآنی نسخے گراں قیمت پر شوق سے خریدے جاتے تھے، ان کے بارے میں مقدسی بشاری نے لکھا ہے:

وهم قوم جيادٌ فيهم رفق بالغرباء، وحذقٌ في كتبة المصاحف.(۲)

یہ لوگ بہت با اخلاق ہیں ان میں پردیسیوں کے ساتھ نرمی ہے، اور مصاحف کے لکھنے میں مہارت ہے اور ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن محمد اصطخری نے لکھا ہے کہ فارس میں آل حنظلہ بن تمیم اموی دور خلافت میں آکر آباد ہوا، یہ خاندان بہت مالدار تھا اور دینی کاموں میں دولت خرچ کرتا تھا اور اس کے ایک سردار عمرو بن عیینہ کے متعلق لکھا ہے۔

وبلغ من يسارهٖ انه ابتاع بالف الف درهم مصاحف فوقفها في مُدن الاسلام.(۳)

اس کی مالداری کا یہ حال تھا کہ اس نے ایک لاکھ درہم کے مصاحف خرید کر عالم اسلام پر وقف کئے۔

غالب گمان ہے کہ یہ مصاحف اصطخر کے ان ہی باشندوں کے لکھے

---

(۱) نکت الہمیانی ص:۹۹۔ (۲) احسن التقاسیم ص:۴۴۳۔ (۳) المسالک والممالک ص:۱۴۲۔

ہوئے تھے۔ جن کے حسن نسخ و کتابت کی مقدسی بشاری نے تعریف کی ہے، اندلس کے اہل علم فن وراقت میں مہارت و شہرت رکھتے تھے، مقدسی نے لکھا ہے کہ اهل الاندلس احذق الناس فی الوراقة خطوطهم مدوّرة یعنی اہل اندلس فن وراقت میں سب سے زیادہ ماہر ہیں ان کا خط گولائی لئے ہوتا ہے۔(۱)

- ابو القاسم سلمان بن ناصر بن عمران انصاری نیساپوری اپنے زمانہ کے مشہور فقیہ اور صوفی تھے، حدیث کی روایت عبد الغافر فارسی، کریمہ مروزیہ، ابوصالح مزون اور ابو القاسم قشیری سے کی تھی، ایک مدت امام قشیری کی خدمت وصحبت میں رہے ہیں، عابد وزاہد اور صالح تھے، اکل حلال کا بڑا اہتمام کرتے تھے اور اجرت پر کتابیں لکھتے تھے یہی ان کا ذریعہ معاش اور پیشہ تھا، یکتسب بالوراقة، ان کی دین داری ودیانتداری کی وجہ سے نیساپور کے مدرسہ نظامیہ کے کتب خانہ کا انتظام ان کے سپرد کیا گیا تھا، ۵۱۲ھ میں فوت ہوئے۔

- ابو حاتم وزّاق کشمیری نیساپور کے ایک گاؤں کشمیر کے باشندے تھے ان کا ذریعہ معاش وراقت یعنی اجرت پر کتابیں لکھنا تھا، وہ کتاب لکھ کر فروخت بھی کرتے تھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس پیشہ میں کامیاب نہیں تھے اور معاشی تنگی میں رہا کرتے تھے، اسی وجہ سے انھوں نے یہ اشعار کہے ہیں۔(۲)

اِنّ الوراقة حرفة مذمومة محرومة عیشی بها زمن

وراقت مذموم ومحروم پیشہ ہے اس پیشہ کی وجہ سے میری زندگی ضیق میں ہے۔

ان عشت عشت ولیس لی اکلی او متُ متُ ولیس لی کفنی

(۱) احسن التقاسیم ص: ۲۳۹۔ (۲) طبقات المفسرین ج: ۱ ص: ۱۹۴۔

اگر جیتا ہوں تو میرے لئے کھانا نہیں ہے اور اگر مرتا ہوں تو میرے لئے کفن نہیں ہے۔(۱)

- محمد بن عمران ناقط بصری جو کی قرآن شریف پر نقطہ لگاتے تھے ان کو ناقط اور نقاط کہتے ہیں محمد بن عمران بصری نے عبدہ بن عبداللہ صفار سے حدیث کی روایت کی، اور ان سے سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی نے روایت کی۔
- ابو توبہ محمد بن یعقوب نقاط بلخی مقری قرآن و حدیث کے زبردست عالم تھے، انھوں نے ابو عبدالرحمٰن محمد بن عبداللہ بن یزید مقری مکی وغیرہ سے روایت کی، اور ان سے علماء بلخ نے روایت کی۔
- ابو مسعود عبداللہ بن محمد بن احمد بن یزید نقاط ہروی مودّب نے محمد بن احمد بن سلیمان ہروی سے روایت کی ہے۔
- ان کے والد محمد بن احمد بن یزید نقاط ہروی نے اسماعیل بن یزید وغیرہ سے روایت کی اور ان سے حافظ ابو بکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ نے روایت کی(۲)

جلدسازوں میں علم وعلماء

کتابوں کی جلدبندی مستقل فن ہے جس کے ماہرین کو مجلد کہتے ہیں جلد بندی میں بڑا حسن و جمال پیدا کیا جاتا تھا اور اہل ذوق گراں قیمت پر جلدیں بنوایا کرتے تھے، مقدسی بشاری نے یمن کے اہل علم کا ذکر خاص طور سے کیا ہے۔

ویعجبهم التجلید الحسن ،ویبذلون فیه الاجرة الوافرة وربما کنت اعطی علی المصحف دینارین.

وہ لوگ خوب صورت جلد بندی کو پسند کرتے ہیں اور اس کے لئے زیادہ اجرت دیتے ہیں میں خود بسا اوقات ایک مصحف کی جلد بندی پر دو دینار دیتا تھا۔

---

(۱) معجم البلدان، کشمیر۔ (۲) الانساب ج ۱۳ ص ۱۸، ۱۹۹۔

اس کے بعد لکھا ہے کہ یہاں کے لوگ کتابوں اور دفتروں کی بندش کے لئے نشاستہ یعنی لیئی استعمال کرتے ہیں، عدن کے امیر نے میرے پاس ایک مصحف مجلد کرا کر بھیجا جس کی تجلید میں اسی کا استعمال ہوا تھا۔(۱)

مصاحف اور اہم کتابوں کی جلد بندی میں بڑا حسن پیدا کیا جاتا تھا خاص طور سے جلد کے اوپر سونے کا پانی چڑھلیا جاتا تھا اور سنہرے پھول پتے بنائے جاتے تھے ابن ندیم نے ایسے نامی گرامی جلد سازوں کے یہ نام دیئے ہیں ☆ یقطینی ☆ ابراہیم الصغیر ☆ ابو موسیٰ بن عمار ☆ ابن سقطی ☆ محمد ☆ اور ان کے بیٹے ابو عبداللہ خزیمی ☆ اور ان کے بیٹے مصاحف کی تجلید میں سنہرا کام کرنے میں مہارت و شہرت رکھتے تھے۔

اور نامی گرامی جلد سازوں میں یہ نام بیان کئے ہیں ابن ابو الحریش خلیفہ مامون کے بیت الحکمۃ میں جلد سازی کرتے تھے، نیز شفۃ المقراض عجیفی ☆ ابو عیسیٰ بن شیران ☆ دمیانہ بن حجام ☆ ابراہیم، ان کے لڑکے محمد اور حسین بن صفار اپنے اپنے زمانہ کے بہترین جلد ساز تھے۔(۲)

کتب فروشوں میں علم و علماء

جس دور کے علمائے اسلام کے ذرائع معاش کا ذکر ہو رہا ہے اس میں کتابیں ہاتھ سے لکھی جاتی تھیں اور اس کثرت سے لکھی جاتی تھیں کہ کتابوں کی بڑی بڑی دکانیں ہوتی تھیں، اور بڑے بڑے شہر میں سوق الوراقین اور سوق الکتب کے نام سے اس کے لئے مستقل بازار اور دکانیں ہوتی تھیں، عام طور سے ورّاقین کتب فروش ہوتے تھے، اور اہل علم ان کی دوکانوں پر آکر استفادہ کرتے تھے اور کتابیں خریدتے تھے۔

- امام ناصر الدین شافع بن علی بن عباس کنانی عسقلانی نے شیخ جمال الدین

---

(۱) احسن التقاسیم ص ۱۰۰۔ (۲) الفہرست ص ۱۴۔

بن مالک وغیرہ سے روایت کی، اور ان سے شیخ اثیر الدین ابو حیان، شیخ علم الدین برزالی، اور جمال الدین ابراہیم غانمی وغیرہ نے روایت کی ایک زمانہ تک مصر میں دیوان الانشاء میں رہے، ۶۸۰ھ میں ان کی کنپٹی میں تیر لگ گیا جس کی وجہ سے اندھے ہو گئے تھے، ۷۳۰ھ میں انتقال کیا۔

انھوں نے اپنے ہاتھ سے بہت سی اہم کتابیں لکھیں اور اپنے پاس بہت بڑا تجارتی کتب خانہ قائم کیا جس میں نہایت قیمتی کتابیں تھیں جو ان کے انتقال کے بعد بھی قائم رہا، اور ان کی بیوی ان کو فروخت کرتی رہی صلاح صفدی کا بیان ہے۔

خلف ثمانية عشر خزانة كتباً نفائس ادبية و كانت زوجته تعرف ثمن كل كتابٍ ،وبقيت تبيع منها الى ان خرجتُ انا من القاهرة سنةتسع و ثلاثين و سبع مائة. (۱)

انھوں نے عمدہ عمدہ ادبی کتابوں کے اٹھارہ الماریاں چھوڑی تھیں، ان کی بیوی ہر کتاب کی قیمت جانتی تھی اور میرے ۷۳۹ھ میں قاہرہ سے نکلنے تک ان کو فروخت کرتی رہی۔

اس تجارتی کتب خانہ میں کس قدر زیادہ کتابیں تھیں اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اٹھارہ کمروں میں رکھی گئی تھیں۔

● شیخ زین الدین ابو الحسن علی بن احمد بن یوسف حنبلی آمدی اوائل عمر میں بینائی سے محروم ہو گئے تھے، خواب کی تعبیر میں مشہور و ماہر تھے، کئی زبانوں کے عالم تھے، بغداد کے مدرسۂ مستنصریہ میں درس دیتے تھے، ایک مرتبہ سلطان غازان (ہلاکو خاں کا پڑپوتا) مدرسہ میں آیا، امرائے دولت شیخ زین الدین سے سلام و مصافحہ کرتے اور وہ بیٹھے بیٹھے سب کے سلام کا جواب دیتے تھے ،اور جب سلطان غازان آیا اور سلام کے بعد مصافحہ کے لئے ان کے ہاتھ پر

(۱) نکت الہمیان ص ۱۶۴۔

ہاتھ رکھا تو شیخ زین نے فوراً اٹھ کر استقبال کیا، اور مغلی پھر ترکی، پھر فارسی پھر رومی پھر عربی زبانوں میں اس کو دعا دی، سلطان غازان کو اندھے ہونے کے باوجود ان کی فطانت علمیت اور زبان دانی پر سخت تعجب ہوا، اور فوری طور سے انعام واکرام سے نواز کر ان کے لئے ہر ماہ تین سو درہم وظیفہ مقرر کر دیا، صلاح صفدی نے ان کے بارے میں لکھا ہے۔ و کان یتجر فی الکتب وہ کتابوں کی تجارت کرتے تھے۔

پھر لکھا ہے کہ ان کے یہاں بہت زیادہ کتابیں تھیں جب کوئی خریدار ان سے کتاب طلب کرتا اور وہ ان کے پاس ہوتی تو فوراً اٹھ کر کتب خانہ سے کتابیں نکالتے، جیسے ابھی رکھا ہے، اگر کوئی کتاب جلدوں میں ہوتی اور ان سے جلد اول یا جلد ثانی و ثالث طلب کی جاتی تو وہی جلد نکال کر لاتے تھے، کتاب چھو کر بتاتے تھے کہ یہ اتنے اجزاء میں ہے اور بات صحیح ہوتی تھی، کتاب کے صفحہ پر ہاتھ رکھ کر فوراً بتاتے تھے کہ اس میں اتنی سطریں ہیں، اور اس کا قلم موٹا یا باریک ہے اور اس صفحہ میں فلاں فلاں جگہ عنوانات سرخ روشنائی سے لکھے ہیں۔ اور اگر کوئی کتاب مختلف خط میں لکھی ہوتی تو بتاتے کہ یہاں سے یہاں تک ایسا خط ہے، ایسا لوگ اس بارے میں ان کا امتحان لیا کرتے تھے، اور ہر کتاب کی قیمت خرید جانتے تھے۔

جب کوئی کتاب خریدتے تو ہلکے سے کاغذ کا ٹکڑا بٹ کر جمل کے حساب سے اس کا کوئی حرف بناتے جس کا عدد کتاب کی قیمت کا ہو، پھر اس کاغذی حرف کو جلد کے ایک کنارے چسپاں کر کے اس کے اوپر باریک کاغذ چسپاں کرتے، تاکہ وہ حرف نہ گرے اور جب کسی کتاب کی قیمت ذہن میں نہیں رہتی تو اس حرفی عدد پر ہاتھ پھیر کر قیمت معلوم کر لیتے تھے ۷۱۲ھ میں ان کا انتقال ہوا۔(۱)

---

(۱) نکت الہمیان ص ۲۰۷۔

بالکل اسی قسم کے ایک کتب فروش بمبئی میں تھے، حافظ ابوالحسن دہلوی چار سال کی عمر میں چیچک کی وجہ سے اندھے ہوگئے، بمبئی آکر احجار کریمہ (نگینے) کی تجارت شروع کی اور جس رنگ اور جس قیمت کا نگینہ خریدار چاہتا نکال کر دیدیا کرتے تھے، آخر میں بھنڈی بازار روز ریلڈ نگ میں قرآن شریف اور کتابوں کی دوکان کرلی تھی، اور خریدار کو اس کی طلب کے مطابق کتابیں دیا کرتے تھے، کتابوں کی قطار پر ہاتھ رکھ کر مطلوبہ کتاب فوراً نکال دیتے تھے، اور اس کی قیمت بھی بتاتے تھے، انگریز اور امریکن ان کے یہاں امتحان کے طور پر کتابیں خریدنے آیا کرتے تھے، وہ مجھ سے اپنے خطوط لکھوا لیا کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ تم بمبئی کی جس گلی میں چلو میں آگے آگے چلتا ہوں تم میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔

اس زمانہ میں کتابوں کے دلّال بھی ہوتے تھے جو تاجروں اور خریداروں کے درمیان واسطہ بنتے تھے، اور اس کی اجرت لیتے تھے، یہ لوگ نئی پرانی کتابوں کے نام، ان کی قیمت، اجزاء، کتابت، کاغذ وغیرہ کی تفصیلی معلومات رکھتے تھے، گویا کتب خانوں کی فہرست تھے، امام ابو محمد عبدالعزیز بن حسن بن خلف کے بارے میں تصریح ہے **وکان دلاّل الکتب** یعنی وہ کتابوں کے دلال تھے فن قرأت کے امام تھے، روزانہ ایک ختم قرآن پڑھتے تھے۔ انھوں نے روایت ابونعیم عبدالملک بن محمد بن عدی اور علی بن محمد بن حاتم وغیرہ سے کی تھی۔(۱)

امام ابوالقاسم اسماعیل بن احمد سمرقندی متوفی ۵۳۶ھ اپنے زمانہ کے زبردست محدث تھے، بغداد کی جامع منصور میں تین سو سے زائد مجلس درس میں حدیث بیان کی۔ ان کے بارے میں لکھا ہے **وکان دلالاً فی بیع الکتب**، وہ امام ابن جوزی کے استاذ ہیں۔(۲)

---

(۱) تاریخ جرجان ص ۲۰۸ و الکمال ج ۳ ص ۲۴۴۔ (۲) المنتظم ج ۱۰، ص ۹۸۔

ابو المعالی کتبی متوفی ۵۶۸ھ نہایت ذکی وفہیم، ادیب و شاعر تھے اسی کے ساتھ وکان ھو دلّال بغداد فی الکتب اسی لئے الکتبی کی نسبت سے مشہور تھے۔(۱)

ہزاروں سال پہلے پورے عالم اسلام میں ہر قسم کے کپڑے بننے، رنگنے اور چھاپنے کا کام عام تھا اور ہر طبقہ کے لوگوں کی ضرورت اور حیثیت کے مطابق مال تیار کیا جاتا تھا، بصرہ میں ریشم اور سوت کے کپڑے بنے جاتے تھے، کوفہ میں ریشم سازی اور ریشم بافی کے بڑے بڑے کارخانے تھے، جن میں ہزاروں کاریگر اور ملازم کام کرتے تھے، یہاں کے ریشمی عمامے خاص طور سے مشہور تھے اُبلہ میں کتان کے اونچے قسم کے کپڑے تیار ہوتے تھے، نعمانیہ میں کمبل اور اونی کپڑے بنتے تھے جن کو عمدگی کی وجہ سے عسلی کہتے تھے، نیز یہاں ہر قسم کی رنگائی کے کارخانے تھے، یہاں کے عمامے اور چادریں بہت عمدہ مانی جاتی تھیں، صفر اور بوفی نام کے رومال نہایت عمدہ تیار ہوتے تھے۔ مقام واسط سے ہر قسم کے پردے باہر بھیجے جاتے تھے آمد میں اون اور کتان کے کپڑے رومی طرز کے تیار ہوتے تھے، بغداد کے پاس قصر، ہبیرہ بڑا شہر تھا، جہاں ہر قسم کے کپڑے بھاری مقدار میں تیار ہوتے تھے، یہاں پارچہ بافوں کی بہت بڑی آبادی تھی، تکریت اونی کپڑے کے کاریگروں کا مرکز تھا، اقلیم شام کے شہروں میں قسم قسم کے عمدہ کپڑے بنے جاتے تھے، قدس میں منیّرہ اور بلعیسی کپڑے اور دمشق بلعیسی کپڑے، اور دیبا تیار کئے جاتے تھے، رملہ میں عمدہ چادریں بنتی تھیں، اقلیم مصر کے مقام صعید میں اونی اور رنگین کپڑے، برقہ میں اونی کپڑے اور کمبل، صقلیہ میں عمدہ قسم کے باریک کپڑے تیار ہوتے تھے۔

نیسا پور میں کئی اقسام کے سفید اور دبیز کپڑے بھاری مقدار میں تیار

---

(۱) المنتظم ج ۱۰ ص ۹۸۔ (۲) ص ۲۴۱۔

کئے جاتے تھے ،حفیہ بیبان، شاجہانی عمامے دوسرے علاقوں میں بھیجے جاتے تھے ،اطراف و جوانب کی بستی میں ریشمی ملائم، عقمت، عتابی، سعیدی طرائفی، مشطی کپڑے، حلّے اور اون اور روئی کے عمدہ کپڑے تیار ہوتے تھے، ابی ورد سے ریشم اور ریشمی کپڑے ہر جگہ جاتے تھے، نسامیں بنبوری کپڑے ہرات میں سوتی کپڑے، مرومیں قزکے ملاحم اور ریشم کے مقانع، سوتی کپڑے، قوہستان میں سفید نیساپوری کپڑوں کے مانند کپڑے، عمدہ مصلیٰ اور جانمازیں، بخارامیں نرم و نازک کپڑے، جانمازیں، بسترے اشمونی کپڑے اور عمدہ قسم کے فرش بنتے تھے، دبوسہ اور وذار میں وذاری کپڑے، دبیز اور شوخ رنگ کے تیار کئے جاتے تھے ان کو دیبائے خراسانی بھی کہتے تھے، بلغار میں چادریں، فرش، چھال کے کپڑے، دیبائے بیشکش، دبیز مقانع، آرنجی کپڑے بنے جاتے تھے، اور دوسرے مقامات میں بھیجے جاتے تھے، نباکث کے ترکستانی کپڑے، شاش کے عمدہ کم خواب، جانمازیں، قولیسی کے روئی کے چھوٹے بڑے رومال اتنے عمدہ ہوتے تھے، کہ بعض اوقات ایک رومال کی قیمت دوہزار درہم تک پہونچ جاتی تھی، ان رومالوں میں سادہ اور نقش و نگار والے ہوتے تھے، یہ یہاں کی خاص صنعت تھی، اس کے علاوہ قومس میں کمبل، طیلسان، باریک کپڑے اور ریشمی مقانع تیار ہوتے تھے۔ طبرستان میں کمبل بنتے تھے، جو ایرانی کمبل سے عمدہ ہوتے تھے، اور یہاں سے طیلسان اور خیش کے کپڑے دنیا بھر میں بھیجے جاتے تھے، ان کی بڑی مقدار مکہ مکرمہ جاتی تھی جن کو اہل مغرب مکیہ کہتے تھے، ان میں چھوٹی بڑی بوٹیاں ہوتی تھیں، بیار کے سوتی کپڑے، بزوعہ کے ریشمی کپڑے، باب الابواب کے کتان کے باریک کپڑے، دیبل کے اونی کپڑے، بسترگدے، کمبل، اور عمدہ قسم کے تکئے بہت مشہور تھے یہاں سوق الاثنین (دوشنبہ بازار) میں ریشمی کپڑے اور ہر قسم کے دوسرے کپڑے بکتے تھے، خاص طور سے تکئے گدے،

قرمز اور کمبل اپنی عمدگی کی وجہ سے مشہور تھے، تستر میں بہترین دیبا، کمبل اور مروزی کپڑے تیار ہوتے تھے، بصنا کے پردے اور قرقوب کے کمبل بہت عمدہ ہوتے تھے، واسط اور آس پاس کے علاقہ میں نہایت عمدہ اور بے نظیر پردے تیار ہوتے تھے، جن پر لکھا ہوتا تھا، مما عمل بصنا و تحرج حرو جھا۔ یہاں مرد اور عورتیں روئی کاتتی تھیں، اور کمبل بنتی تھیں، از جان میں لنگی تہبند، کندلی کپڑے تیار ہو کر باہر جاتے تھے، اسی طرح سینیز میں ایسے کپڑے تیار ہوتے تھے جو نرکل کے کپڑے کے مانند ہوتے تھے، اور باہر جاتے تھے، عام طور سے یہاں کتان مصر سے آتی تھی مقامی کتان بھی استعمال کی جاتی تھی۔

فساء کے ریشمی کپڑے باریک خوب صورت کمبل، لنگیاں، تھیلیں، پردے عمدہ قسم کے ریشمی پردے، فرش، اور شیرازی رومال دنیا بھر میں بکتے تھے، گاردوں میں نرکل کے کپڑے توز کے مخملی رومال اور کپڑے باہر جاتے تھے، ماوراء النہر کے شہر کرمینیہ کے رومال نہایت عمدہ ہوتے تھے اور دنیا بھر میں ان کی مانگ رہتی تھی، اقلیم عراق کے رومال بھی عمدگی اور شہرت میں کچھ کم نہ تھے۔ (۱)

چین کے بنے ہوئے ایسے کپڑے عالم اسلام میں فروخت ہوتے تھے، جن میں سونے کے تار ریشمی دھاگوں کی طرح بنے جاتے تھے، ابن خرداذبہ نے بیان کیا ہے کہ اہل چین مسلم ممالک میں ایسے کپڑے فروخت کرتے ہیں جن کا بانا سونے کا ہوتا ہے۔ (۲)

اصطخری نے "المسالك والممالك" میں بیان کیا ہے کہ اندلس کے شہر شنترین میں سال میں ایک خاص وقت میں سمندر سے ایک جانور نکلتا ہے جو اپنے جسم کو ساحل کے پتھروں سے رگڑتا ہے اور اس کے بال

---

(۱) منتخبات از احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم مقدسی بشاری۔ (۲) المسالک والممالک ص ۲۰۳۔

گرتے ہیں جو ریشم کی طرح نرم ہوتے ہیں رنگ سنہرا ہوتا ہے، یہ بال بہت قیمتی ہوتا ہے، ایک ایک بال چن کر جمع کیا جاتا ہے، اور اس سے کپڑا بنا جاتا ہے جو دن میں کئی رنگ بدلتا ہے، ایک کپڑے کی قیمت ایک ہزار دینار سے بھی زائد ہوتی ہے۔

مقدسی بشاری نے اس جانور کا نام بوقلمون لکھا ہے، اور اس کو اندلس کے عجائب میں شمار کیا ہے، لکھا ہے کہ بوقلمون ایک جانور ہے جو اپنے جسم کو ساحل کے پتھروں سے رگڑتا ہے تو اس کا بال جو ریشم کی طرح نرم سونے کی طرح رنگین ہوتا ہے گرتا ہے، اس کو چن کر کپڑا بنا جاتا ہے جو دن میں کئی رنگ بدلتا ہے، سلطان وقت اس کپڑے کو ملک کے باہر جانے نہیں دیتا ہے، البتہ کچھ چوری چھپے چلا جاتا ہے، بعض اوقات اس کے ایک ٹکڑے کی قیمت دس ہزار دینار ہوتی ہے۔(۱)

تمام ممالک اسلامیہ میں ہر قسم کے سوتی، ریشمی، اونی اور نباتی کپڑے تیار ہوتے تھے، اور ان کی رنگائی اور چھپائی ہوتی تھی، اقلیم فارس میں بہتر سے بہتر کپڑے تیار ہوتے تھے، اور وہاں کے ہر شہر میں ان کی رنگائی اور چھپائی کے کارخانے تھے، جہاں ہر قسم کی چھینٹ، بیل بوٹے، چارخانے اور دھاری دار کپڑوں کی چھپائی ہوتی تھی۔ اصطخری نے لکھا ہے کہ گارزق اور فارس کے دوسرے شہروں میں حکومت کی طرف سے کپڑا چھاپنے اور رنگنے کے کارخانے جاری ہیں، اور یہاں سے چھپے ہوئے اور رنگے ہوئے کپڑے اسلامی ممالک میں جاتے ہیں، فساء میں بھی سلطان کی طرف سے چھینٹ، اون اور سوسنجر کی چھپائی کا کارخانہ قائم ہے، یہاں کی سنہری چھینٹ ہر جگہ سے عمدہ ہوتی ہے، جہرم میں سنہری چھینٹ کے علاوہ ہر قسم کی چھینٹیں کثرت سے تیار ہوتی ہیں اور باہر جاتی ہیں، غندجان میں بھی رنگائی اور چھپائی کا شاہی

---

(۱) احسن التقاسیم ص: ۲۴۰، ۲۴۱۔

کار خانہ ہے۔اور یہاں کے چھپے ہوئے کپڑے دنیا بھر میں جاتے ہیں خورستان کے شہر تُستر اور سوس میں بھی رنگائی اور چھپائی کا شاہی کارخانہ ہے۔

مقدسی بشاری نے اقلیم رحاب کی بے مثال چیزوں میں وہاں کے رنگ کو بھی بے مثال بتایا ہے اسی طرح مصر کی خصوصیات میں وہاں کے رنگ کو شمار کیا ہے مصر کے شہر تینس کے رنگین کپڑے خاص شہرت رکھتے تھے، بغداد میں ریشمی کپڑوں کی رنگائی بہت عمدہ اور پختہ ہوتی تھی، آرمینیہ کے دارالسلطنت دیبل میں ایک خاص قسم کا رنگ قرمز کے نام سے مشہور تھا، جس سے اون اور اونی کپڑے رنگے جاتے تھے، اصطخری نے لکھا ہے کہ دار بجر دوالوں کے یہاں بھی قرمز رنگ ہے جس سے اون رنگا جاتا ہے۔

ریشم کے کیڑے پالنے اور ریشم بنانے والوں میں علم وعلماء

قز ریشم کے کیڑے (کوے) کو کہتے ہیں اور جو لوگ ان کو پالتے تھے اور ان سے ریشم نکالتے تھے ان کو قزاز اور قزازی کے خطاب سے یاد کیا کرتے تھے، عام طور سے طبرستان اور خوارزم والے قزازی کہے جاتے تھے۔

۱- فرات قزاز تمیمی کا وطن بصرہ تھا مگر کوفہ میں سکونت اختیار کر لی تھی جہاں ریشم بنانے اور ریشمی کپڑے تیار کرنے کے بڑے بڑے کارخانے تھے، انھوں نے ابو الطفیل، ابو حازم سلمان، عبید اللہ بن قبطیہ سے حدیث کی روایت کی، اور ان سے امام شعبہ، امام سفیان ثوری، امام ابن عیینہ وغیرہ نے روایت کی ہے۔

۲- ان کے صاحبزادے حسین بن فرات قزاز سے معن بن عیسیٰ نے روایت کی ہے۔

۳- ابو المنذر اسماعیل بن عمرو اسطی قزاز بہت بڑے محدث ہیں صحیح مسلم میں ان سے حدیث مروی ہے، ان علماء و محدثین کے علاوہ جماعت کثیرہ اس کاروبار میں رہ کر علم دین کی حامل ہے۔
۴- ابو منصور عبدالرحمن بن ابو غالب محمد بن عبدالواحد شیبانی قزاز بغدادی نہایت بزرگ عالم تھے، انھوں نے محدثین کی ایک کثیر تعداد سے روایت کی ہے، جن میں ابوالحسین بن مہتدی ہاشمی ابو غنائم بن مامون ہاشمی، خطیب بغدادی وغیرہ مشہور ہیں، امام سمعانی نے ان سے بہت زیادہ حدیث کی تعلیم حاصل کی ہے ۵۳۵ھ میں انتقال کیا۔
۵- ان کے والد ابو غالب قزاز ابن زریق کی کنیت سے مشہور ہیں، مشہور محدث ہیں سمعانی نے ان سے بھی حدیث کی روایت کی ہے، یہ خاندان مغربی بغداد میں حریم ظاہری کے علاقہ میں رہتا تھا، اور وہیں ریشم سازی کرتا تھا۔
۶- ابوالحسن محمد بن سنان بن یزید قزاز بصری مولیٰ حضرت عثمانؓ بغداد کے مشہور محدثین میں سے تھے انھوں نے محمد بن ابو بکر برسانی، عمر بن یونس تمامی، ابو عاصم النبیلی، وہب بن جریر، روح بن عبادہ وغیرہ سے روایت کی اور ان سے ابراہیم حربی، یحییٰ بن محمد بن صاعد، ابو ذر بن باغندی، حسین بن اسمٰعیل محاملی اور اسماعیل بن محمد صقار وغیرہ نے روایت کی ہے، بغداد میں مستقل طور سے رہتے تھے، ۲۷۱ھ میں انتقال ہوا۔
۷- محمد بن عبدک بن سالم قزاز بغدادی نہایت ثقہ محدث تھے حجاج بن محمد الاعور، عبداللہ بن سہمی، روح بن عبادہ، ہوذہ بن خلیفہ یونس بن محمد المودب سے روایت کی، اور ان سے محمد بن عمر رزّاز، ابو عمر بن سماک، عبداللہ بن سلیمان خامی نے روایت کی ہے، ان کا بیان ہے کہ محدث زہیر سامی سے میں نے حدیث پڑھی اور رخصت ہوتے وقت ان سے پوچھا کہ اب کب ملاقات ہوگی؟ تو زہیر سامی نے یہ شعر پڑھا ؎

ان نعش نلتقی و الا فما
اشغل من مات عن جمیع الانام

شوال ۲۷۶ھ میں انتقال کیا۔(۱)

۸- ابو یحیٰ بن عیسی قزاز مدنیؒ امام مالک کے تلمیذ خاص ہیں ان کے علاوہ ائمہ حدیث کی ایک جماعت سے روایت کی ہے، حدیث میں حجت ہیں، شوال ۱۹۸ھ میں انتقال کیا۔(۲)

۹- ابو زید محمد بن فضل بن علی قزازی ہاشمی آملی طبرستانی کا خاندان علم و علماء کا معدن تھا اور اس میں علماء و محدثین پیدا ہوئے، خود محمد بن فضل نہایت فاضل اور حدیث کے حریص تھے، انھوں نے اپنے شہر آمل میں ابو المحاسن عبد الواحد بن اسماعیل بن احمد رویانی سے اور بغداد میں ابو سعد احمد بن عبد الجبار بن طیوری وغیرہ سے حدیث وغیرہ کی روایت کی، امام سمعانی نے ان سے آمل شیخ ابو العباس کی خانقاہ میں ملاقات کی اور دونوں نے ایک دوسرے سے حدیث کی روایت کی، بہت اچھے شاعر بھی تھے، محرم ۴۸۵ھ میں پیدا ہوئے تھے۔(۳)

۱۰- ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ دیو کشؒ پانچویں صدی میں شہر مرو میں ایک علمی و دینی خاندان دیو کش کے نام سے مشہور تھا جس میں ریشم کے کیڑے پالنے اور ان سے ریشم نکالنے کا پیشہ تھا، اس خاندان کو دیو کش اس لئے کہتے ہیں کہ ریشم کے کیڑوں کو دھوپ میں سکھا کر ان سے ریشم نکالا جاتا تھا، فارسی میں دیو (دود) کیڑے کو کہتے ہیں۔

اسی دیو کش خاندان میں ابو محمد عبد اللہ بن محمد مشہور فقیہ محدث تھے، سمعانی نے لکھا ہے کہ وہ نہایت نیک فقیہ و عالم اور پاکیزہ خصلت بزرگ تھے

---

(۱) الانساب ج: ۱۰، ص: ۴۰۷، ۴۰۸۔ (۲) العبر فی خبر من غبر، ج: ۱، ص: ۲۳۷

(۳) الانساب ج: ۱۰، ص: ۴۰۹۔

ابو احمد عبد الرحمٰن بن احمد اور ان کے بھائی ابو محمد عبد اللہ بن احمد سے روایت کی تھی، اور ان سے امام سمعانی کے والد اور ابوطاہر محمد بن محمد بن عبد اللہ سنجی، اور ابو بکر عتیق بن علی غازی مقری وغیرہ نے روایت کی ۴۹۰ھ کے حدود میں فوت ہوئے۔

۱۱- ان کے صاحبزادے محمد بن عبد اللہ دیوکش اس خاندان کے مشہور محدث وفقیہ تھے، سمعانی نے ان کی زبانی ان کے والد کے مذکورہ حالات سنکر بیان کئے ہیں۔(۱)

۱۲- ابو شریح اسمٰعیل بن احمد بن حسن نقاض شاشی ریشم بناتے تھے اور بٹتے تھے اس کام کے کرنے والے کو نقّاض کہتے ہیں، اپنے شہر شاش (چاچ) سے بلاد خراسان میں آکر ابوالحسن محمد بن عبد الرحمٰن دبّاس، ابو عثمان سعید بن عباس قریشی وغیرہ سے حدیث کی روایت کی اور نیساپور، مرو، طوس، وغیرہ کے اہل علم نے ان سے روایت کی ان کے اوصاف یہ ہیں۔

كان شيخاً ، عالماً ،زاهداً ،فاضلاً، ثقةً ،صدوقاً ،مشهوراً ،

وہ عالم، فاضل، بزرگ، عابد، زاہد، عالم، ثقہ، صدوق، مشہور محدث تھے۔ ان کا انتقال ۴۷۰ھ سے پہلے ہوا۔(۲)

ریشم بافوں میں علم وعلماء

خزآبریشم اور حریر ریشمی کپڑے کو کہتے ہیں اور اس کے بننے بنانے اور فروخت کرنے والے کو خزّاز آبریشمی اور حریری کہتے ہیں کوفہ اور بصرہ میں ائمۂ اسلام کی ایک بڑی جماعت یہ پیشہ کرتی تھی اور اس میں جلیل القدر فقہاء ومحدثین گذرے ہیں۔

۱- امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی خزاز تھے سمعانی نے لکھا ہے کہ :

---

(۱) الانساب ج ۵ ص ۴۵۹۔ (۲) الانساب ج ۱۳ ص ۱۶۵۔

مع تبحّره في العلم وغوصه في دقائق المعاني وخفيها كان يبيع الخز و ياكل منه طلباً للحلال(۱)

امام ابو حنیفہ اپنے علمی تبحر اور دریائے علم میں غواصی اور دقیق و باریک معانی میں غور کرنے کے باوجود ریشمی کپڑے فروخت کرکے رزق حلال کماتے تھے۔

اور ذہبی نے لکھا ہے:

له دارٌ كبيرٌ لعمل الخزّ ،وعندهٔ صُنّاعٌ و اجراءٌ (۲)

ریشمی جامہ بافی کا ان کے یہاں بہت بڑا کارخانہ تھا جس میں بہت سے کاریگر اور مزدور کام کرتے تھے۔اور امام صاحب کے قدیم سوانح نگار قاضی ابو عبداللہ صمیری نے بیان کیا ہے:

كان ابو حنيفة خزازاً،ودكانه معروف في دار عمرو بن حريث بالكوفة. (۳)

امام ابو حنیفہ خزاز تھے کوفہ میں حضرت عمرو بن حریثؓ کے مکان میں ان کی دکان بہت مشہور تھی۔

امام صاحب نے ۱۵۰ھ میں بغداد کے جیل خانہ میں وفات پائی۔

۲۔ ابوسلمہ حمّاد بن سلمہ خزاز بصری نے اپنے زمانے کے ائمہ کبار میں سے ہیں، مستجاب الدعا عباد و زہاد میں سے تھے، ان کے معاصر علماء میں کوئی عالم علم وفضل دینداری، عبادت، روایت حدیث، اتباع سنت اور اجتناب بدعت میں ان سے بڑھ کر نہیں تھا۔ذوالحجہ ۱۶۷ھ میں انتقال کیا۔

۳۔ ابو عامر صالح بن رستم خزاز بصری مشہور محدث تھے، حسن بصری اور ابن ابی ملیکہ وغیرہ سے شرف تلمذ رکھتے ہیں، ان سے روایت کرنے والوں میں صاحبزادے عامر بن صالح کے علاوہ ھشیم اور یحیٰ القطان جیسے علمائے کبار ہیں

---

(۱) الانساب ج:۵ ص:۱۱۱۔ (۲) العبر ،ج:۱، ص:۲۱۴۔ (۳) اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ۔

۱۵۲ھ میں فوت ہوئے۔

۴- ابوزکریا یحییٰ بن عیسیٰ بن عبد الرحمٰن خزاز تمیمی رملی کا وطن کوفہ تھا، شام کے شہر رملہ میں مستقل سکونت اختیار کرلی تھی اور خزازی کے ذریعہ زندگی بسر کرتے تھے، امام اعمش اور امام سفیان ثوری سے حدیث کی روایت کی تھی، اور ان سے شام کے علماء نے روایت کی ہے۔ ۲۰۱ھ میں انتقال کیا۔

۵- اسمٰعیل بن خلیل خزاز نے حماد بن سلمہ، علی بن مسہر، عبدالرحیم بن سلیمان سے روایت کی، اور ان سے امام بخاری اور علی بن ہاشم بن برید خزاز عائذی کوفی نے روایت کی۔

۶- ابوالحسین ہارون بن اسمٰعیل خزاز نے علی بن مبارک سے حدیث کی روایت کی اور ان سے امام محمد بن اسمٰعیل بخاری نے روایت کی۔

۷- ابوبکر محمد بن عبد اللہ بن غیلان خزاز سوسی کی نسبت سے مشہور ہیں ثقات محدثین میں سے تھے، انھوں نے قاضی سوّار بن عبد اللہ، محمد بن یزید ادمی، حسن بن جنید، حسن بن صباح بزاز، اور احمد بن منیع سے روایت کی ان سے روایت کرنے والوں میں امام دارقطنی، ابن شاہین، ابوبکر بن شاذان، یوسف بن عمر قواس وغیرہ ہیں، رجب ۳۲۲ھ میں انتقال کیا۔

۸- ابو عمر بن محمد عباس بن محمد خزاز بغدادی ابن حیویہ کی کنیت سے مشہور ہیں، بڑے نیک سیرت، بامروّت اور شریف آدمی تھے، طلب حدیث میں بڑی جدوجہد کی تھی، پوری زندگی طلب حدیث میں بسر کی اور ضخیم کتابوں کی روایت کر کے ان کو اپنے ہاتھ سے لکھا جن میں طبقات ابن سعد، کتاب المغازی واقدی، کتاب المغازی سعید اموی، تاریخ ابن ابی خیثمہ اور ابوبکر بن انباری کی تصانیف وغیرہ ہیں نہایت دیندار متقی اور باخدا بزرگ تھے، خود بیان کرتے ہیں کہ میں ابن صاعد کی مجلس درس میں حاضر ہوا کرتا تھا اور ربسا اوقات پیشاب کی حاجت ہوتی تو مدینۃ المنصور سے اپنے مکان قطیعۃ الربیع میں آتا،

اور رفع حاجت کے بعد وضو کر کے مجلس درس میں واپس جاتا کیوں کہ میں پائجامہ اپنے گھر کے علاوہ اور کہیں نہیں کھولتا تھا، ۳۸۲ھ میں فوت ہوئے۔

۹- ابوالحسن حمید بن ربیع بن حمید خزازلخمی نے ہشیم، عبداللہ بن ادریس، حفص بن غیاث، قاسم بن مالک مزنی وغیرہ سے حدیث کی روایت کی۔

۱۰- ابوالحسن فضل بن عنبسہ خزاز واسطی نے ہشیم سے روایت کی اور ان سے امام علی بن مدینی نے روایت کی۔

۱۱- یحییٰ بن سلیم خزاز قرشی طائفی بھی محدثین کبار میں ہیں۔

۱۲- ابو عمر نضر بن عبدالرحمٰن خزاز نے حضرت عکرمہ سے حدیث روایت کی اور ان سے اسمٰعیل بن زکریا، ابویحییٰ حمانی اور مشمعل بن ملحان وغیرہ نے روایت کی ہے۔(۱)

۱۳- ابو محمد عبداللہ بن عون خزاز بغدادی نہایت بزرگ اور عابد وزاہد عالم تھے مشہور تھا کہ وہ ابدال میں سے ہیں، امام مالک اور دوسرے ائمہ حدیث سے روایت کی ہے، رمضان ۲۳۱ھ میں انتقال کیا۔(۲)

۱۴- ابو نصر احمد بن محمد بن احمد ابریشمی نیشاپوری کے والد اپنے علاقہ کے مالدار ترین تاجروں میں تھے اور ابو نصر صلحاء و عباد کی صحبت کے گرویدہ تھے کم از کم چار مرتبہ حج و زیارت سے مشرف ہوئے ایک مرتبہ حج سے واپسی پر بغداد آئے اور وہیں ربیع الاول ۳۷۱ھ میں فوت ہوئے بہ سلسلۂ طلب علم کئی بار بغداد آئے اور وہاں کے محدثین سے روایت کی تھی۔(۳)

۱۵- ابو نصر محمد بن عبداللہ حریری غنوی بصرہ میں عثمان بن ہیثم کے پڑوس میں رہتے تھے، انھوں نے سعید بن ابو عروبہ سے روایت کی اور ان سے یعقوب بن سفیان فارسی نے روایت کی ہے وہ صاحب الحریر کی نسبت سے بھی مشہور تھے۔

۱۶- یحییٰ بن بشر بن کثیر حریری اسدی کوفی نے معاویہ بن سلام سے روایت

---

(۱) الانساب ج:۵ ص:۱۱۱۱تا۱۱۶۔ (۲) العبر ج:۱ ص:۴۱۲۔ (۳) الانساب ج:۱ ص:۹۴۔

کی، اور ان سے اہل کوفہ نے روایت کی۔

۱۷- ابو القاسم قاسم بن علی حریری بصری مقامات حریری کے مصنف ہیں وہ یا ان کے آباء واجداد ریشمی کپڑے تیار کرتے یا فروخت کرتے تھے، ۵۱۵ھ میں انتقال کیا، ان کی اولاد بغداد اور بصرہ میں آباد ہوئی۔

۱۸- برد حریری بیّاع الحریر یعنی ریشمی کپڑے فروخت کرتے تھے، ان کا شمار کوفہ کے محدثین میں ہے، انھوں نے حبیب بن ابو ثابت سے روایت کی اور ان سے محمد بن عبد طنافسی نے روایت کی ہے۔

۱۹- ابو کیب عبد ربہ بن عبید حریری بصری بھی بیاع الحریر تھے، انھوں نے حدیث کی روایت عبد العزیز ابن ابو بکرہ سے کی، اور ان سے امام وکیع بن جرّاح نے روایت کی ہے۔

۲۰- ابو بکر محمد بن جعفر بن احمد حریری بغدادی، "زوج الحرہ" کے لقب سے مشہور ہیں، واقعہ یہ ہے کہ خلیفہ مقتدر باللہ نے ایک باندی سے نکاح کیا جس کی وجہ سے وہ حرہ کہلائی مقتدر باللہ کے قتل کے بعد اس کو وراثت میں بہت بڑی دولت ملی، جب حرہ خلیفہ مقتدر کی زوجگی میں تھی، ایک نوجوان محمد بن جعفر اس کے مطبخ میں اپنے سر پر سامان لایا کرتا تھا، نوجوان بڑا سمجھ دار تھا، مطبخ کے ملازموں نے داروغہ مطبخ بنادیا، اب وہ حرہ کے پاس آنے جانے لگا، اس نے اس کی حسن کارکردگی دیکھ کر اپنی جائداد کا وکیل بنادیا اور وہ حرہ اس سے پس پردہ بوقت ضرورت بات کرنے لگی، اور اس کو نوجوان سے محبت ہوگئی اور اس کو نکاح کا پیغام دیا مگر نوجوان کی ہمت نہیں ہوئی وہ سوچتا تھا کہ کہاں میں کپڑا بننے اور بیچنے والے کا لڑکا اور کہاں یہ معزز و محترم اور مالدار خاتون؟ مگر حرہ نے اس کو مال و دولت سے اس طرح زیر بار کر دیا کہ نکاح کے لئے آمادہ ہوگیا اور اس کے گھر والوں کو اپنی غربت کا بہانہ نہ رہا، اور ان کو بھی مال و دولت دے کر راضی کرلیا نکاح کے وقت بغداد کے قضاۃ و اشراف نے

قیمتی ہدایا و تحائف پیش کیے نکاح کے چند سال بعد حرہ کا انتقال ہو گیا اور نوجوان کو اس کی دولت سے تقریباً تین لاکھ دینار ملے، اسی وجہ سے وہ زوج الحرہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔

یہی جوان امام ابوبکر محمد بن جعفر بن احمد حریری ہیں، ان کے علم حدیث میں جلالتِ شان کا یہ حال تھا کہ ان کی مجلس درس میں امام ابوالحسن دارقطنی، قاضی جراحی ابوالحسین بن مظفر، ابو عمر بن حیویہ جیسے بغداد کے محدثین کبار شریک ہوتے تھے، انھوں نے امام محمد بن جریر طبری، عبد اللہ بن محمد بغوی حسن بن یحییٰ مخرمی، وغیرہ سے تعلیم پائی تھی، صداقت و عدالت کی وجہ سے معدل تھے یعنی جس شخص کے نیک چلن ہونے کی شہادت دیتے تھے وہ عہدۂ قضاء میں معتبر مانا جاتا تھا، صفر ۳۷۲ھ میں فوت ہوئے۔

۲۱۔ ابوطالب مکی بن علی بن عبد الرزاق حریری بغدادی "المؤذن" کے لقب سے مشہور تھے، انھوں نے ابوبکر شافعی، ابو بکر بن مالک قطیعی، ابو سلیمان حرانی، ابواسحاق مزکی وغیرہ سے روایت کی تھی عظیم محدث تھے، خطیب بغدادی نے ان سے روایت کی ہے اور تاریخ بغداد میں ان کا حال لکھا ہے ۴۲۰ھ میں فوت ہوئے۔

روئی کے کاشتکاروں اور تاجروں میں علم اور علماء

روئی اور کپاس کو قطن کہتے ہیں، اور اس کی کاشت اور فروخت کرنے والے کو قطان کہتے ہیں۔

(۱) ابو سعید یحییٰ بن سعید قطان بصری امام الجرح والتعدیل، حفظ حدیث، تقویٰ، فہم و فراست، علم و فضل اور دین و دیانت میں اپنے زمانہ کے سادات میں سے تھے، ہشام بن عروہ اور یحییٰ بن سعید انصاری وغیرہ سے حدیث کی روایت کی اور ان کے تلامذہ میں احمد بن حنبل، علی بن مدینی، یحییٰ بن معین جیسے

ائمہ اسلام ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں اپنے استاذ شعبہ کی خدمت میں بیس سال تک رہا ہوں، روزانہ تین احادیث پڑھتا تھا یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید قطان بیس سال تک ہر رات ایک قرآن ختم کرتے تھے، اور چالیس سال تک دو پہر ڈھلتے ہی مسجد میں آجاتے تھے، عصر کے بعد احادیث کا درس دیتے تھے۔ ۱۹۸ھ میں انتقال کیا۔

(۲) ابوبکر محمد بن حسین بن جلیل قطان نیشاپوری، حاکم نے تاریخ نیشاپور میں ان کو ابوبکر قطان شیخ صالح نے لکھا ہے، وہ علو اسناد میں علمائے نیشاپور میں سب سے آگے تھے، انھوں نے محمد بن یحییٰ ذہلی، ابو الازہر عبدی، عبد الرحمٰن بن بشر بن حکم، احمد بن یوسف سلمی، اور احمد بن منصور مروزی سے روایت کی، ۳۳۲ھ میں فوت ہوئے۔

(۳) ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن حسین قطان نیشاپوری شیخ ابوبکر مذکور کے صاحبزادے ہیں، اپنے والد اور ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم تنوخی وغیرہ سے حدیث کی روایت کی، زبردست محدث و فقیہ اور عابد و زاہد عالم تھے، ۸۸ سال کی عمر میں ذوالحجہ ۳۵۷ھ کو انتقال کیا۔

(۴) سکین بن عبد العزیز بن قیس قطان بصری نے سیار بن سلامہ اور اپنے والد سے روایت کی، اور ان سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے روایت کی۔

(۵) غالب بن ابو غیلان قطان کے والد ابو غیلان کا نام قطان تھا، حضرت عبداللہ بن عامر بن کریزؓ کے غلام تھے، امام حسن بصری اور بکر بن عبد اللہ مزنی سے روایت کی۔

(۶) ابو محمد حسن بن ابراہیم بن یزید قطان سلمی فارسی کے بارے میں حاکم نے تاریخ نیشاپور میں شیخ صالح اور ثقہ فی الحدیث لکھا ہے اور اپنے علاقہ فارس سے ترک وطن کر کے نیشاپور میں آباد ہو گئے تھے، طلب حدیث کے لئے بغداد گئے اور عبد اللہ بن محمد بن ناجیہ اور احمد بن حسن بن عبد الجبار صوفی وغیرہ

سے حدیث کی روایت کی، ۳۴۳ھ میں فوت ہوئے۔

(۷) ابو الحسین محمد بن محمد قطان بغدادی ۳۳۵ھ میں پیدا ہوئے بغداد کے علماء ومشائخ میں صداقت وعدالت اور زہد وتقوی میں مشہور تھے، ابوعلی اسمٰعیل بن محمد صفار، ابوجعفر محمد بن یحیٰی عمر، ابو عمرو عثمان بن احمد سماک ابوبکر احمد بن سلیمان نجار سے روایت کی، آپ کے تلامذہ میں خطیب بغدادی بھی ہیں، رمضان ۴۱۵ھ میں فوت ہوئے۔

(۸) ابوالقاسم عبد العزیز بن محمد بن حسین قطان ۳۸۵ھ میں پیدا ہوئے، ابوطاہر مخلص اور ابوالقاسم صید لانی وغیرہ سے روایت کی، خطیب بغدادی ان کے تلامذہ میں ہیں، ربیع الاول ۴۵۸ھ میں انتقال کیا۔(۱)

روئی دھننے والوں میں علم وعلماء

روئی دھننے والے کو حلاج کہتے ہیں اس پیشہ میں بڑے بڑے علماء و اولیاء گذرے ہیں۔

۱۔ ابو المغیث حسین بن منصور بن محمی حلاج طبقۂ صوفیہ میں بہت مشہور ہیں ان کے دادا محمی فارس کے شہر بیضا کے مجوسی تھے، ایک قول کے مطابق وہ حلاج تھے، ایک قول یہ ہے کہ خود حسین بن منصور کا لقب حلاج الاسرار تھا، کیوں کہ وہ لوگوں کے اسرار کھول دیا کرتے تھے، اور ایک روایت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ واسط میں ایک حلاج یعنی روئی دھننے والے کے یہاں گئے اور اس کو اپنے کسی کام کے لئے بھیجنا چاہا تو اس نے معذرت کردی اور کہا کہ میں اپنے پیشہ میں مشغول ہوں، اس پر شیخ حسین بن منصور نے کہا کہ تم میرے کام کے لئے جاؤ میں تمہارا کام کرتا ہوں، چنانچہ وہ آدمی گیا اور جب واپس آیا تو دیکھا کہ اس کی دکان میں جس قدر روئی تھی وہ سب دھنی ہوئی ہے، اسی وجہ سے ان کو حلاج کہنے

---

(۱)الانساب ج ا ص ۴۴۹ ج ۴ ص ۵۳۔

لگے، ذوالقعدہ ۳۰۹ھ میں بغداد کے محلہ باب الطاق میں قتل کیے گئے۔(۱)

(۲) ابواسحاق ابراہیم بن حسین حلاج بغدادی مشہور مؤدب، فقیہ، قاری اور شاعر تھے، ان کے کئی اشعار ان سے سن کر خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں درج کیے ہیں شعبان ۳۴۲ھ میں انتقال کیا۔(۲)

(۳) ابوعلی احمد بن عبد اللہ بن محمد ابن حلاج کندی کوفی نے مصر میں سکونت اختیار کر کے وہیں نعیم بن حماد، ابراہیم بن جرّاح وغیرہ سے حدیث کی روایت کی اور ان سے ابوعلی بن ابوصغیر، قاضی حسین انطاکی اور اسحاق بن ابراہیم بن حاتم انباری نے روایت کی۔(۳)

دھاگے اور سوت بنانے والوں میں علم و علماء

جو سوت بناتا ہے یا اس کی تجارت کرتا ہے اس کو غزّال کہتے ہیں اور سوت کاتنے والے کو مغازلی بھی کہتے ہیں، یہ کام علماء کی ایک بڑی جماعت کرتی تھی۔

(۱) ابوبکر عبداللہ بن سرحان غزال سعدی بصری امام حسن بصری سے حدیث کے راوی اور ان کے صحبت یافتہ ہیں، ان سے مشہور محدث عبد الرحمٰن بن مہدی نے روایت کی ہے۔

(۲) ابوالحسین محمد بن حسین بن عمر بن برہان غزالی بصری اپنے وقت کے ثقہ محدث تھے، اسحاق بن سعد نسوی ابوعبد اللہ حسین بن علی عسکری، محمد بن عبداللہ بن خلف دقاق، ابوحفص عمر بن احمد زیّات وغیرہ سے حدیث کی روایت کی، خطیب بغدادی نے ان سے روایت کی اور تاریخ بغداد میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

(۳) ابوالفرج عبد الوہاب بن حسین غزالی ابوالحسن غزالی مذکور کے بھائی ہیں، بغداد سے ترک وطن کر کے شام کے شہر صور میں مقیم ہو گئے تھے انھوں نے

---

(۱) تاریخ بغداد ج۸، ص: ۱۱۲۔ (۲) ایضاً ج: ۶، ص: ۶۰۔ (۳) تاریخ بغداد ج: ۴، ص: ۲۱۶۔

حسین ابوالحسن بن محمد بن عبید عسکری، اسحاق بن سعد بن حسن، ابوحفص عمر بن احمد سے روایت کی، خطیب نے ان سے روایت کی ہے، شوال ۴۴۲ھ میں شہرصور میں انتقال کیا، آپ کے حال میں لکھا ہے:

سکن صورا یتجر الی مصر

صور میں سکونت اختیار کر کے مصر میں تجارت کرتے تھے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے یہاں سوت بنانے کا بڑا کارخانہ تھا اور ان کا مال مصر تک جاتا تھا، (۱)

۴۔ ابوجعفر محمد بن منصور فردی مغازلی بغدادی نہایت نیک وصالح عالم تھے، بقدر کفایت روزی پر گذر بسر کرتے تھے، اور کاتے ہوئے سوت فروخت کرتے تھے، بغداد کے مشہور بزرگ حضرت بشرحافی نے ایک مرتبہ ان سے پوچھا کہ تم روزانہ کتنے مٹھے سوت تیار کر لیتے ہو، انھوں نے کہا کہ رات دن میں دو سو مٹھے بنالیتا ہوں، حضرت بشرحافی نے فرمایا اچھا یوں بنالیا کرو! بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس تخاطب سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عرض کیا کہ میں مجرد جوان ہوں اور سوت کی کتائی کے وقت عورتیں میرے ارد گرد بیٹھتی ہیں، ایسی حالت میں کیا کروں، بشرحافی نے فرمایا کہ جب عورتیں آجائیں تو یہ دعا پڑھ لیا کرو۔

لَاحَوْلَ وَ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، اِنَّمَا سُلْطَانُهٗ عَلَی الَّذِیْنَ یَتَوَلَّوْنَ (۱)

(۵) مخہ بنت حارث مشہور بزرگ حضرت بشرحافی بغدادی متوفی ۲۲۶ھ رحمۃ اللہ علیہ کی بہن ہیں ان کے زہد وتقوی کا یہ حال تھا کہ بشرحافی کہتے ہیں کہ میں نے ورع و تقوی ان ہی سے سیکھا ہے، وہ سوت کات کر رزق حلال کماتی تھیں اور اسی سے گذر بسر کرتی تھیں، بشرحافی کی تین بہنیں مضغہ، مخہ، اور زبدہ تھیں ان میں سب سے بڑی مخہ تھیں جو بھائی کی زندگی ہی میں فوت ہوگئیں، تینوں بغداد کی پرہیزگار عابدات وزاہدات میں سے تھیں۔

---

(۱) الانساب ج ۱۰ ص ۳۱۔ (۱) الانساب ج ۴ ص ۳۶۴۔

امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے میرے والد کے پاس آکر کہا کہ ابو عبد اللہ! میں رات میں چراغ کی روشنی میں سوت کاتتی ہوں، بعض اوقات چراغ بجھ جاتا ہے تو چاند کی روشنی میں کاتتی ہوں، ایسی صورت میں کیا میرے لئے ضروری ہے کہ چراغ اور چاند کی روشنی میں کاتتے ہوئے سوت کو علاحدہ علاحدہ کروں؟ والد نے کہا کہ اگر تمہارے دیکھنے میں دونوں میں فرق معلوم ہوتا ہے تو اس کو بیان کردو، اس کے بعد مخہ نے کہا کہ کیا مریض کا کراہنا شکوہ ہے؟ والد نے کہا کہ میرے خیال میں یہ شکوہ نہیں ہے، بلکہ اللہ سے فریاد ہے، یہ سنکر وہ چلی گئی، اس کے بعد والد نے مجھ سے کہا کہ میں نے کسی آدمی کو ایسا مسئلہ معلوم کرتے ہوئے نہیں دیکھا، تم اس عورت کا پتہ چلاؤ میں اس کے پیچھے پیچھے چلا اور دیکھا کہ وہ بشر حافی کے گھر میں چلی گئی اور سمجھ گیا کہ یہ بشر حافی کی بہن ہیں، اور والد کو جب بتایا تو انھوں نے کہا کہ تم ٹھیک کہتے ہو، بشر حافی کی بہن کے علاوہ اور کوئی ایسی نہیں ہوسکتی ہے۔

ایک مرتبہ اور مخہ نے امام احمد سے سوال کیا کہ ابو عبد اللہ! میری کل پونجی دو دانق ہیں جن سے روئی خرید کر کاتتی ہوں اور نصف درہم میں فروخت کر کے ایک دانق میں ہفتہ بھر کا کام چلاتی ہوں ایک رات میں سوت کات رہی تھی کہ پہرے دار مشعل لئے گذرا، اور اس کی روشنی میں دو طاقے سوت کات لئے میں سمجھتی ہوں کہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ مجھ سے سوال کرے گا آپ میری خلاصی کی صورت بتائیں امام صاحب نے فرمایا کہ تم دونوں دانق کو خیرات کردو، اللہ تعالی اس کے عوض میں تمہارے لئے کوئی صورت پیدا کرے گا، عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے والد سے کہا کہ آپ نے اس عورت کے راس المال کو صدقہ کا حکم دیا ہے، فرمایا بیٹے! اس عورت کا سوال تاویل کی گنجائش نہیں رکھتا تھا، یہ کون عورت تھی؟ میں نے کہا کہ یہ بشر حافی

کی بہن مخہ ہیں والد نے فرمایا یہ تقویٰ وہیں سے آیا ہے۔(۱)

۶- ابو منصور محمد بن عبد العزیز بن صالح بزاز ابن المغازلی کی کنیت سے مشہور ہیں، کتائی ان کا خاندانی پیشہ تھا، بغداد کے مال دار ترین تاجروں میں تھے، اور اس کام میں بڑی خیر و برکت تھی، انھوں نے مصر جاکر ابو مسلم محمد بن احمد بن علی کاتب سے روایت کی، ثقہ اور صدوق محدث تھے، خطیب بغدادی نے ان سے روایت کی اور تاریخ بغداد میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔(۲)

چرخہ اور رہٹ بنانے والوں میں علم و علماء

ریشم، اون، سوت کاتنے کے لئے چرخہ اور رہٹ بنانے والے کو فِلکی کہتے ہیں فلکہ چرخہ کو کہتے ہیں اس کو حلالہ بھی کہتے ہیں۔

۱- ابوالحسین علی بن محمد بن حمزہ فلکی اصفہانی نہایت بزرگ نیک سیرت اور پاکیزہ خصلت عالم تھے، حافظ قرآن تھے، تلاوت میں مصروف رہ کر چرخہ بناتے تھے، ان کا خط نہایت پاکیزہ تھا، ابو علی حسن بن احمد حداد سے حافظ ابونعیم اصفہانی کی کتاب حلیۃ الاولیاء کی اور امام طبرانی کی کتاب المعجم کی روایت کی تھی، ۵۵۰ھ میں سمرقند کا علمی و دینی سفر کیا تھا۔(۳)

پارچہ بافوں میں علم و علماء

ہر قسم کے پارچہ بافوں کو حائک اور نسّاج کہتے ہیں اس پیشہ اور طبقہ میں علماء، فقہاء، محدثین اور مشائخ بکثرت گذرے ہیں۔

۱- مدینہ منورہ میں پارچہ بافی کا پیشہ انصار کا تھا، خاص طور سے بنو نجار اس پیشہ میں شہرت و مہارت رکھتے تھے، اور عمدہ عمدہ کپڑے تیار کرتے تھے،

---

(۱) وفیات الاعیان ج:۱ص:۹۵ ذکر بشر حافی۔ (۲) الانساب ج:۱۲ص:۳۶۵۔

(۳) الانساب ج:۱۰ص:۳۴۳۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا لباس مبارک بنو نجار سے بنواتے تھے اور ان کے یہاں تشریف لیجایا کرتے تھے، عبد اللہ بن حسن کا بیان ہے۔

كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم ثوبان ينسجان في بني نجار ،وكان يختلف اليها يقول عجلوا بهما علينا نتجمل بهما في الناس(١)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو کپڑے (حلے) قبیلہ بنی نجار میں بنے جاتے تھے، آپ ان کے لئے وہاں آتے جاتے تھے، اور فرماتے تھے کہ ہمارے لئے ان کو جلدی تیار کرو، ہم ان خوب صورت کپڑوں کو پہن کر لوگوں کے سامنے آئیں گے۔

مدینہ منورہ میں ایک کپڑہ قطا نام کا تیار کیا جاتا تھا اس کے اوپر کالی کالی چھوٹی چھوٹی بوٹیاں ہوتی تھیں، اسی میں سونے کے تار ہوتے تھے، ایک مرتبہ قبا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ کپڑا پیش کیا گیا تو مسلمانوں نے اس کو دیکھ کر حسن ونفاست کی وجہ سے تعجب کا اظہار کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اس کو دیکھ کر تعجب کرتے ہو؟ حضرت سعد کے رومال جنت میں اس سے زیادہ حسین وجمیل ہیں۔(۲)

صحیح بخاری میں حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ریشمی کپڑا (ثوب حریر) پیش کیا گیا ہم لوگ اس کو چھو کر تعجب کرنے لگے تو آپ نے فرمایا کہ جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے عمدہ ہیں (۳)

۲- مدینہ منورہ میں انصار کی عورتیں بھی پارچہ بافی کرتی تھیں، ایک مرتبہ ایک صحابیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چادر لائیں اور کہا۔

---

(۱) آداب الاملاء والاستملاء، سمعانی ص: ۲۶۔ (۲) الاشتقاق ص: ۴۷۲، ابن درید۔

(۳) بخاری کتاب اللباس ج: ۴ ص: ۲۲ بحاشیہ سندی۔

یا رسول اللہ انی نسجتُ ھذہ بیدی اکسو کھا

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اس چادر کو اپنے ہاتھ سے بنا ہے تاکہ آپ کو پہناؤں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یوں لیا جیسے آپ کو اس کی ضرورت تھی، بعد میں آپ باہر تشریف لائے اور وہ چادر آپ کے جسم مبارک پر تھی، ایک صحابی کو وہ چادر بہت بھلی معلوم ہوئی اور انھوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس چادر کو مجھے عطا فرمادیں آپ کچھ دیر مجلس میں رہے اور واپسی پر اس کو لپیٹ کر ان صحابی کے یہاں بھیج دیا، صحابہ نے ان سے کہا کہ تم نے اچھا نہیں کیا کہ آپ سے اس کا سوال کر دیا، تم کو معلوم ہے کہ آپ کسی سائل کو واپس نہیں کرتے ہیں، انھوں نے جواب دیا کہ میں نے اس لئے اس چادر کو مانگ لیا کہ میرا کفن بنے، اس واقعہ کے راوی حضرت سہیل بن سعد کہتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا اور یہ چادر ان کا کفن بنی۔(۱)

۳- ابویحییٰ معن بن عیسیٰ بن معن مدنی مولی اشجع نہایت ثقہ، ثبت، مامون اور کثیر الحدیث عالم تھے ان کے یہاں مدینہ منورہ میں ریشم کے کیڑے خرید کر ان سے ریشم تیار کر کے کپڑا بننے کا بہت بڑا کاروبار تھا، اور اس کام کے لئے بہت سے ملازم اور مزدور تھے، ابن سعد نے تصریح کی ہے۔

وکان یعالج القز بالمدینة و یشتریه ،وکان له غلمانٌ حاکة و کان یشتری ،و یلقی الیهم.(۲)

مدینہ منورہ میں شوال ۱۹۸ھ میں انتقال کیا۔(۳)

۴- عطاء سلمی اولیائے کاملین میں سے تھے ان کے بارے میں تصریح ہے

---

(۱) بخاری کتاب اللباس ج: ۴ ص: ۲۰ بحاشیہ سندی۔

(۲) وہ مدینہ منورہ میں ریشم کے کیڑے پالتے اور اس کو خریدتے تھے ان کے پاس ریشمی کپڑا بننے کے لئے کئی ایک لڑکے تھے، وہ ریشمی سوت خرید کر انھیں

(۳) طبقات ابن سعد ج: ۵ ص: ۴۳۷۔

وکان حائکاً یعنی پارچہ باف تھے، ان کے سامان میں یہ دو اشعار لکھے ہوئے پائے گئے۔

الا انما التقوی هو الشرف والکرم
وفخرك بالدنیا هوالذل والعدم
ولیس علی عبدٍ تقی نقیصة
اذاصحح التقوٰی و ان حاك اوحجم (۱)

۵- ابو حمزہ مجمع بن سمعان حائک تیمی کوفی اپنے زمانہ کے مشہور عابد، زاہد اور بزرگ محدث وفقیہ تھے، ابن قتیبہ نے صنعات الاشراف کے ذیل میں لکھا ہے کہ وکان مجمع الزاهد حائکاً (۲) یعنی مجمع زاہد حائک تھے۔

انھوں نے ماہان زاہد اور ابو صالح سے حدیث کی روایت کی اور ان سے ابن عیینہ اور سفیان ثوری نے روایت کی، یحیٰی بن معین نے کہا ہے کہ مجمع تیمی ثقہ ہیں، ابو حیان تیمی کہتے ہیں کہ میرا سب سے نیک عمل مجمع تیمی کی محبت ہے۔ (۳)

۶- ابوعلی مرزوقی حائک اصفہانی اپنے زمانہ کے مشہور مہندس ہیں اور مواسیم واوقات کے عالم تھے وزیر الصاحب بن عباد کا قول ہے کہ سرزمین اصفہان سے تین آدمی علم میں بہت آگے گئے ایک حائک، ایک حلاج، اور ایک اسکاف، حائک ابوعلی مروزقی ہیں حلاج ابومنصور ماجد ہیں اور اسکاف ابوعبد اللہ خطیب ہیں، ابوعلی مرزوقی کی شہرۂ آفاق کتاب الازمنۂ والامکنہ ہے جس کو انھوں نے ۴۵۳ھ میں مکمل کیا تھا، یہ کتاب ۱۳۳۲ھ میں حیدرآباد میں طبع ہوئی ہے۔

۷- ابو محمد حسن بن احمد بن یعقوب ابن الحائک ہمدانی یمنی یمن کا مشہور

---

(۱) روضۃ العقلاء، ابن حبان ص: ۱۷۔ (ترجمہ) یاد ہے کہ تقوی شرافت اور نجابت کا نام ہے دنیا پر فخر کرنا ذلت کا عنوان اور فنا ہونے والا ہے۔ پرہیز گار شخص کے لئے اس میں کوئی عیب کی بات نہیں اگر اس نے تقوی کو درست کر لیا تو چاہے تو کپڑا بنے یا لوگوں کی حجامت بنائے۔

(۲) المعارف ص: ۲۵۰۔ (۳) الانساب ج، ۴ص: ۳۲۔

مؤرخ ماہر انساب، جغرافیہ داں، کتاب الاکلیل اور صفۃ جزیرۃ العرب کا مصنف ہے، یمن قدیم زمانہ سے پارچہ بافی کی صنعت میں مشہور رہا ہے، کہتے ہیں کہ اس کا باپ مقام ریدہ کے پارچہ بافوں میں تھا اس لئے ہمدانی ابن الحائک کی نسبت سے مشہور ہوا، ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ شاعر تھا اس لئے ابن الحائک مشہور ہوا، ۲۸۰ھ میں پیدا ہوا اور ۳۶۰ھ میں قتل ہوا۔(۱)

۸- ابو محمد حرثومہ بن عبد اللہ نساج بصری، بلال بن ابو بردہ کے غلام اور تابعی ہیں، حضرت انسؓ کی زیارت کا شرف رکھتے ہیں، اور حسن بصری، ثابت، بنانی، بکر بن عبد اللہ مزنی سے روایت کی ہے اور ان سے حماد بن زید، اور علی بن عثمان لاحقی وغیرہ نے روایت کی، ثقہ محدث تھے۔

۹- ابو یعقوب فرقد بن یعقوب حائک سنجی بصری تابعی ہیں حضرت انسؓ کے علاوہ سعید بن جبیر ابراہیم نخعی سے بھی حدیث کی روایت کی ہے، ان سے حماد بن سلمہ، حماد بن زید وغیرہ نے روایت کی ہے، ابن حجر نے تصریح کی ہے کہ وکان حائکاً یعنی وہ پارچہ باف تھے، ابن عدی نے کہا ہے کہ ان کا شمار بصرہ کے صلحاء و عباد میں تھا وہ کثیر الحدیث عالم نہیں تھے، ابو حاتم نے ان کی ثقاہت میں کلام کیا ہے۔(۲)

۱۰- ابو القاسم بکر بن احمد بن مخمی نساج واسط میں سکونت رکھتے تھے اور وہیں یعقوب بن تحیہ سے روایت کی، اور ان سے حافظ ابو نعیم بن عبد اللہ اور قاضی ابو العلاء محمد بن علی واسطی نے روایت کی، ۳۵۰ھ میں فوت ہوئے۔

۱۱- ابو الحسن خیر بن عبد اللہ نساج صوفی، کاملین میں سے ہیں ان کے صحبت و تربیت یافتہ میں جنید بغدادی، ابو العباس ابن عطاء، ابو محمد جریری، ابو بکر شبلی جیسے اولیاء و مشائخ ہیں حضرت خیر نساج کا مستقل حلقہ وعظ و تذکیر تھا، جس میں وہ زہد و تصوف کے اسرار اور رموز بیان کرتے تھے۔ایک سو بیس سال

---

(۱) مقدمہ صفۃ جزیرۃ العرب۔ (۲) تہذیب التہذیب ج: ۷ ص: ۱۳۱۔

کی عمر میں ۴۲۲ھ میں انتقال کیا۔

۱۲- ابو منصور مقرب بن حسن بن حسین نساج بغدادی نہایت بزرگ تلاوت قرآن میں منہمک رہتے تھے، انھوں نے ابو یعلی محمد بن حسین بن فرار، ابو الحسین محمد بن علی بن مہتدی باللہ، ابو جعفر محمد بن احمد بن مسلمہ سے روایت کی اور ان سے ابو البرکات اسمٰعیل بن ابو سعد صوفی نے روایت کی، ربیع الاول ۵۲۳ھ میں فوت ہوئے۔

۱۳- ان کے صاحبزادے ابو بکر احمد بن مقرب نساج شیخ صالح اور فقیہ تھے، انھوں نے ابو الخطاب نصر بن احمد بن بطر قاری، اور ابو عبد اللہ حسین بن احمد بن طلحہ لغامی سے روایت کی اور ان سے امام سمعانی نے روایت کی ہے(۱)

۱۴- عطاء بن ازرق نساج اپنے زمانہ کے مشہور عابد و زاہد عالم تھے، ان سے جعفر بن سلیمان اور مخلد بن حسین نے حدیث کی روایت کی ہیں۔(۲)

۱۵- خواجہ بہاء الدین نقشبندیؒ سلسلۂ نقشبندیہ کے امام و بانی ہیں، ان کے بارے میں خواجہ عبیداللہ احرار کے صاحبزادے خواجہ عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ خواجہ بہاء الدین نقشبند بحکم شریعت بکسب قالین بافی مشغول بودند، از ان جہت اورا نقشبند گویند، یعنی خواجہ بہاء الدین نقشبند بحکم شریعت قالین بافی میں مشغول رہا کرتے تھے، اس وجہ سے ان کو نقشبند کہتے ہیں، ۷۹۱ھ میں انتقال کیا۔(۳)

۱۶- شیخ احمد نہر والی (پٹن گجرات) قاضی حمید الدین گوری کے مرید تھے، قاضی ان پر فخر کرتے تھے، اور ان کی ملاقات کے لئے ان کے مکان پر اکثر تشریف لے جاتے تھے، شیخ احمد کسب حلال اور اخفائے حال کے لئے پارچہ بافی کرتے تھے اور گھر میں کپڑا بنتے تھے، ایک دن قاضی حمید الدین ان کی

---

(۱) الانساب ج: ۱۳ ص: ۸۳۔ (۲) الجرح والتعدیل ج: ۳ قسم: ۱ ص: ۳۴۰۔

(۳) مشکوۃ النبوت قلمی ورق ۶۲۔

ملاقات کے لیے گئے اور کہا کہ احمد! تم کب تک اس کام میں لگے رہوگے؟
دوسرے دن شیخ احمد تانا تننے کا انتظام کر رہے تھے، کہ ہاتھ میں موچ آگئی
اسی دن سے بنائی تنائی سے الگ ہوکر عبادت و ریاضت میں مصروف ہوگئے،
ایک رات شیخ احمد کے گھر میں چور آیا کچھ نہیں پایا، شیخ احمد نے کپڑے کا ایک
تھان راستہ میں ڈال دیا تاکہ ان کے گھر آنے والا محروم نہ جائے صبح کو وہ چور
اپنے لڑکوں کو لے کر ان کی خدمت میں آیا اور توبہ کر کے بیعت کی اور صلحاء و
عباد میں سے ہوگیا، ان کا مدفن بدایوں ہے اور مولد نہروالہ پٹن ہے۔(۱)

۱۷- شیخ عارف ہندوستان کے اہل اللہ میں سے تھے، ان کے حال میں
لکھا ہے کہ درقصبہ بوندی جامہ بافی را پردۂ احوال خود ساختہ در خدا پرستی
بسرمی برد یعنی وہ قصبہ بوندی میں اخفائے حال کے لئے پارچہ بافی میں خدا
پرستی کی زندگی بسر کرتے تھے، سلطان علاء الدین غوری کے حملہ کے وقت
ان کی کرامت کا تذکرہ ہے جس کی وجہ سے بہت سے لوگ ان کے معتقد
ہوکر راہ راست پر آگئے تھے۔(۲)

۱۸- سید محمد جامہ باف میر رباعی کے لقب سے مشہور ہیں، رباعی میں
خیام زمانہ تھے، ان کی رباعیات بہت مشہور ہیں۔

ابو عبد الرحمٰن نے طبقات الصوفیہ میں لکھا ہے کہ ان کا نام محمد بن
اسمٰعیل سامری ہے، خیر النساج نام کی وجہ یہ تھی کہ وہ حج کے لئے روانہ ہوئے
تو کوفہ کے قریب ایک شخص نے ان کو پکڑ کر کہا کہ تم میرے غلام ہو اور تمہارا
نام خیر ہے انھوں نے اس سے کوئی تعرض نہیں کیا، وہ شخص کئی سال تک ان
سے ریشمی کپڑے بنوا تا رہا کچھ دنوں کے بعد اس نے کہا کہ میں نے غلطی کی،
تم میرے نہیں غلام ہو کہ تمہارا نام خیر ہے، مگر خیر نساج نے یہ نام نہیں بدلا
اور کہا کہ میرا نام ایک مسلمان نے رکھا ہے میں اس کو نہیں چھوڑوں گا۔(۳)

---

(۱) اخبار الاصفیاء قلمی ورق ۷۸،۳۔ (۲) ایضاً ورق ۹۳۔ (۳) طبقات الصوفیہ ص ۳۲۲۔

خافی خان نے لکھا ہے کہ سید محمد جامہ باف از سادات ستودہ صفات و صاحب طبع بودہ در رباعی شہرت دارد۔ ملاّ عبد القادر بدایونی نے لکھا ہے کہ ان کا انتقال ۹۷۳ھ میں جونپور کے سفر کے دوران ہوا۔(۱)

مُلحم ایسے کپڑے کو کہتے ہیں کہ جس میں تانا ریشم اور بانا سوت وغیرہ ہو، اور اس کے بننے والوں کو ملحمی کہتے ہیں قدیم زمانہ میں مقام مریہ میں کپڑا بہت عمدہ تیار کیا جاتا تھا، اور قدیم علماء کی ایک بڑی جماعت اس پیشہ میں مشہور ہے۔

ابوعبد اللہ محمد بن علی بن محمد ملحمی صوفی بہت بزرگ عالم و محدث تھے، انھوں نے امام سمعانی کے دادا ابو مظفر سمعانی کے ساتھ عبد العزیز بن موسیٰ قسّاب سے مسند ابو مسلم کجی کا سماع کیا تھا، اور خود سمعانی نے ان کے مرض الموت میں ان سے احادیث کی روایت کی۔

ابو تغلب عبد الوہاب بن علی بن حسن ملحمی فارسی ابو حنیفہ فارسی کے لقب سے مشہور تھے، فقیہ، حافظ قرآن، قاری و مقری اور محدث کے ساتھ فرائض اور مواریث کے زبردست عالم تھے، قاضی ابو الفرج معافی بن زکریا جریری سے روایت کی اور ان سے ابو المعالی ثابت بن بندار بقال اور خطیب بغدادی نے روایت کی، ۴۳۹ھ میں فوت ہوئے۔

ابو سعید علی بن محمد بن علی ملحمی بلدی بغداد کے اس علاقہ میں سکونت پذیر تھے جہاں یہ کپڑے تیار کیے جاتے تھے، انھوں نے جعفر بن محمد بن حجّاج موصلی ثواب بن یزید بن ثواب موصلی اور یوسف بن یعقوب بن محمد ارموی سے روایت کی(۲)

منادیل مندیل کی جمع ہے جس کے معنی رومال کے ہیں جو خاص طور سے لوگ رومال بنتے اور فروخت کرتے تھے ان کو منادیلی کہتے تھے۔

---

(۱) منتخب اللباب ج:۱ ص: ۲۴۲۔ (۲) الانساب ج: ۱۲ ص: ۴۱۹۔

ابو طیب محمد بن احمد بن حسن منادیلی موذن جبری "کان من الصالحین" یعنی بزرگان دین میں سے تھے، انھوں نے علمائے نیشاپور میں ابو احمد محمد بن عبد الوہاب عبدی، محمد بن عبد الرحیم قہندری، احمد بن معاذ سلمی، سے اور علمائے عراق میں قاضی اسمٰعیل بن اسحاق سے اور علمائے حجاز میں ابو یحییٰ بن ابو میسرہ سے روایت کی اور ان سے ابو عبد اللہ حاکم نے روایت کی ہے ۳۴۱ھ میں انتقال کیا۔(۱)

دھاگا بیچنے والوں میں علم و علماء

جو لوگ کپڑے کی سلائی کے لئے ہر قسم کے دھاگے بناتے اور فروخت کرتے تھے اور یہی ان کا ذریعہ معاش تھا، ان کو خیوطی کہتے ہیں، خیوط خیط کی جمع ہے جس کے معنی دھاگے کے ہیں۔

۱- ابو العباس احمد بن مسلم خیوطی لبار دھاگے کے ساتھ سوئی بھی بناتے تھے اور ان کے یہاں سوئی دھاگا دونوں چیزیں ملتی تھیں، انھوں نے علی بن عثمان لاحقی، مسدد بن مسرہد، عبید اللہ بن محمد عیش سے روایت کی، اور ان سے اسمٰعیل بن علی خطبی، دعلج بن احمد سجزی، اور احمد بن سلمان نجار نے روایت کی۔

۲- ابو حامد احمد بن عیسیٰ بن عباس خیوطی بغدادی نے عمر بن محمد بن حسن کوفی، حسن بن عرفہ، ابو اسمٰعیل ترمذی سے روایت کی، اور ان سے محمد بن عبید اللہ بن شخیر اور علی بن عمر حربی نے روایت کی۔

۳- ابو الحسن علی بن فضل بن عباس بغدادی فقیہ خیوطی کی نسبت سے مشہور ہیں، انھوں نے اصفہان میں ابو القاسم بغوی اور عمر بن حسن اشنانی سے روایت کی، ان سے حافظ ابو نعیم اصفہانی اور ابو نصر اسمٰعیلی نے روایت کی ۳۵۳ھ میں فوت ہوئے۔

---

(۱) الانساب ج: ۱۲ص: ۴۳۴۔

۴- قاضی ابوجعفر احمد بن محمد بن علی خیوطی نے علی بن محمد بن سعید موصلی سے روایت کی، ان سے ابوالحسن علی بن احمد نعیمی نے روایت کی۔
۵- قاضی ابوالفرج احمد بن علی خیوطی نے یوسف بن سہل بادرائی سے روایت کی، اور ان سے ابوالعلاء واسطی نے روایت کی۔(۱)

سوزن گروں میں علم وعلماء

اِبرہ کے معنی سوئی ہیں، جس سے کپڑے سلے جاتے ہیں، اس کے بنانے والے اور فروخت کرنے والے کو ابار اور ابری کہتے ہیں۔
۱- ابوحفص عمر بن عبدالرحمٰن بن قیس لاَبّار قرشی کوفی کے بارے میں ان کے شاگرد یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ: **كان له غلمان يعملون الإبَر و يبيعونها فنُسِبَ إلى الإبر.**
. ان کے کچھ ملازم لڑکے تھے جو سوئی بناتے اور اس کو فروخت کرتے تھے اس لئے ان کو ابار کہا گیا۔
ایک مرتبہ یحییٰ بن معین سے ان کے ابار کہنے کی وجہ معلوم کی گئی تو انھوں نے بتلایا کہ:
كان يعمل الإبر يضرب بمطرقته وہ خود اپنے ہتھوڑے سے سوئی بناتے تھے۔ کوفہ سے بغداد جاکر وہیں مستقل آباد ہوگئے، اور سوئی کی صنعت کو ذریعہ معاش بنایا، انھوں نے امام اعمش، حمید الطویل، منصور بن معتمر، لیث بن ابوسلیم، محمد بن جحارہ اور ابن ابو خالد سے روایت کی اور ان سے یحیٰ بن معین، ابوالربیع زہرانی، سریج بن یونس، حسن بن عرفہ نے روایت کی، آخری عمر میں آنکھوں سے معذور ہوگئے تھے، ثقہ محدث تھے۔(۲)
۲- ابوالقاسم عمر بن منصور بن محمد اِبری بغدادی نے ابوالقاسم بغوی، اور

---

(۱) الانساب ج: ۵ ص: ۲۶۴،۲۶۳۔ (۲) الانساب ج: ۱ ص: ۸۶۔

یحییٰ بن صاعد وغیرہ سے روایت کی ہے۔

ابو علی حسن بن محمد بن عبد اللہ ابری اصفہانی نے محمد بن عبد الرحمٰن بن سہل غزالی سے روایت کی، اور ان سے خطیب بغدادی نے روایت کی اور ان کو ثقہ محدث کہا ہے۔

ابو نصر احمد بن فرج بن عمر ابری دینوری بغداد کے اشراف واعیان اور مشہور محدثین میں تھے، انھوں نے ابو یعلی محمد بن حسین بن فرا ابوالحسین بن مہتدی باللہ ہاشمی، ابوالغنائم بن مامون ہاشمی، خطیب بغدادی سے روایت کی، ان سے ابو طاہر سلفی، عبد اللہ بن احمد حلوانی اور علامہ سمعانی کے والد نے روایت کی ۵۰۶ھ میں فوت ہوئے۔

۴۔ ان کی صاحبزادی شہدہ بنت ابری کے نام ونسب سے مشہور ہے یعنی سوئی والے کی بیٹی، ان کا خط نہایت حسین وجمیل تھا اسی وجہ سے خلیفہ مقتفی لامراللہ سے ان کو خاص قربت تھی، ان کو کاتبہ کے لقب سے پکارا جاتا تھا، شہدہ نے اپنے والد اور ابو عبد اللہ حسین بن احمد بن طلحہ نعالی وغیرہ سے حدیث کی روایت کی، ان کا مکان بغداد میں رحبۃ الجامع میں تھا۔(۱)

دھوبیوں میں علم و علماء

ہر قسم کے نئے پرانے کپڑے اور لباس دھونے اور صاف کرنے والوں کو قصار و قصاری کہتے ہیں اس پیشہ سے بڑے بڑے علماء واولیاء نے حلال روزی کمائی ہے۔

۱۔ ابو صالح حمدون بن احمد بن عمارہ قصار نیشاپوری ابدال میں سے ہیں، شیخ مسلم بن حسن اور شیخ ابو تراب نخشبی اور علی نصر آبادی کی صحبت اٹھائی ہے، ساتھ ہی محدث وفقیہ تھے اور امام سفیان ثوری کے فقہی مسلک کے عالم ومفتی تھے، اسحاق بن راہویہ، محمد بن رافع، جابر بن کردی، حسن بن علی

---

(۱) الانساب ج ۱ ص ۹۵، ۹۶۔

حلوائی، اور محمد بن بشار سے روایت کی تھی ان کے بارے میں ابوعبد الرحمٰن سلمی نے طبقات الصوفیہ میں لکھا ہے کہ وہ نیشاپور میں سلسلۂ ملامتیہ کے شیخ تھے، اور ان ہی سے یہ سلسلہ پھیلا ہے۔

ایک مرتبہ لوگوں نے ان سے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ سلف کی باتوں میں ہماری باتوں سے زیادہ اثر اور نفع ہے تو انھوں نے اس کا جواب دیا کہ:

لأنهم تكلموا العز الإسلام، ونجاة النفوس، ورضا الرحمن ونحن نتكلم لغنى النفس و طلب الدنيا، وقبول الخلق.

شیخ حمدان قصار ۲۷۱ھ میں نیشاپور میں فوت ہوئے۔(۱)

۲- ابو اسحاق ابراہیم بن داؤد قصار رقی ملک شام کے اکثر مشائخ ان کی صحبت و تربیت سے فیض یاب ہیں، فقر و تجرید میں زندگی بسر کی۔

ان کا قول ہے:

القدرة ظاهرة، والاعين مفتوحة، ولكن انوار البصائر قد ضعفت.

طویل عمر پائی تھی، ۳۲۶ھ میں انتقال کیا۔(۲)

۳- ابو حاتم نوح بن ایوب بن نوح قصار بخاری نے حفص بن داؤد ربعی، عبد الرحمٰن بن محمد بن ہاشم وغیرہ سے روایت کی اور ان سے ابو صالح خلف بن محمد خیام نے روایت کی ۲۹۳ھ میں انتقال کیا۔(۳)

۴- ابو الحسن معاویہ بن ہشام قصار ازدی نے امام مالک اور سفیان ثوری سے حدیث کی روایت کی ہے اور ان سے امام احمد، اسحاق بن راہویہ وغیرہ نے روایت کی ہے، امام شریک کی احادیث کے سب سے بڑے عالم تھے، ان کے پاس سفیان ثوری کی روایت سے تیرہ ہزار حدیثیں تھیں، کثیر الحدیث، ثقہ اور محدث ہیں۔ ۲۵۴ھ میں انتقال کیا۔(۴)

---

(۱) طبقات الصوفیہ ص ۱۲۳۔ (۲) طبقات الصوفیہ ص: ۳۱۹
(۳) الانساب ج ۱۰ ص ۲۳۲ (۴) تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۲۱۸۔

۵- ابو طاہر احمد بن محمد بن ابراہیم قصاری خوارزمی بغداد میں قیام کرتے تھے، ان کی فہم و فراست کا یہ حال تھا کہ خلافت کی طرف سے غزنی سفیر بنا کر بھیجے گئے، علماء بغداد میں ابوالقاسم بن سمرقندی، عبدالوہاب حافظ مفلح بن احمد وزاق، عبدالخالق بن بدن، نے ان سے حدیث کی روایت کی، ۴۹۵ھ میں فوت ہوئے۔

۶- ان کے صاحبزادے ابوعبداللہ محمد بن احمد قصاری بغدادی کو ان کے والد نے ابومحمد بن ہزارمرد صریفینی خطیب کی مجلس میں درس میں لاکر باپ بیٹے دونوں نے ایک ساتھ ان سے احادیث کا سماع کیا، ۵۴۴ھ میں فوت ہوئے (۱)

۷- ابوعمر محمد بن ابراہیم بن عمر قصاری جرجانی مشہور فقیہ تھے، انھوں نے اسمٰعیل اور غطریفی سے روایت کی۔(۲)

کانجی بنانے والوں میں علم و علماء

کپڑے کو تاؤدار اور چمک دار بنانے کے لئے گیہوں کے نشاشتہ سے لیئی اور کانجی بنانے والے کو نشاستجی اور نشائی کہتے ہیں کانجی کو نشا کہتے ہیں اس کے خاص خاص ماہرین ہوتے تھے، اور یہی پیشہ کرتے تھے۔

۱- ابوعبداللہ محمد بن حرب نشاستجی واسطی کو نشائی بھی کہتے ہیں نہایت بزرگ ثقہ صدوق محدث تھے، یزید بن ہارون وغیرہ سے روایت کی ہے، ان سے امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، وغیرہ نے روایت کی ہے۔

۲- ابوحفص عمر بن محمد بن علی نشائی رفّاء کے یہاں کانجی تیار کرنے کے ساتھ رفوگری کا کام بھی ہوتا تھا، نہایت نیک سیرت فقیہ اور واعظ تھے، اطراف و جوانب میں وعظ کہا کرتے تھے، امام سمعانی کے والد کے شاگردوں میں تھے، انھوں نے دیگر محدثین و مشائخ کی طرح ابوعبداللہ محمد بن عبدالواحد دقاق

---

(۱) الانساب ج ۱۰، ص ۳۰۵۔ (۲) تاریخ جرجان، ص ۴۱۹۔

سے روایت کی تھی اور ان سے سمعانی نے روایت کی، ۵۳۹ھ میں انتقال کیا۔
۳۔ ابو الفتح محمد بن ابو بکر بن ریحان نشائی دلال ہروی نہایت بزرگ متقی عالم تھے، ابو اسمٰعیل عبد اللہ بن محمد انصاری اور ابو عبد اللہ محمد بن علی معمری وغیرہ سے روایت کی، بیماری اور بڑھاپے کی وجہ سے چھکڑے پر سوار ہوکر آتے جاتے تھے، اور اس کو کبھی خود چلاتے، کبھی دوسرا شخص چلاتا تھا۔ حدود ۵۴۶ھ میں انتقال کیا(۱)

اِستری کرنے والوں میں علم و علماء

جندر کے معنی کتاب کے مٹے ہوئے حروف پر قلم چلانا ہے، اور مُجندِر کپڑے استری (پریس) کرنے والے کو کہتے ہیں ھٰذہ اللفظة لمن یجندر الثیاب، وھو ان یضع علیه شیئاً ثقیلاً یحصل له الصقال یعنی مُجندر کا لفظ ایسے شخص کے لئے ہے جو کپڑوں پر استری کرتا ہے، اس طرح کہ کوئی بھاری چیز رکھے جس سے کپڑے میں چمک دمک پیدا ہو، قدیم زمانہ میں نئے پرانے کپڑوں کو کندی کے ذریعہ تاؤدار اور چمکدار کرتے تھے۔

۱۔ ابو القاسم یحییٰ بن احمد بن بدر مُجندِر بغدادی نہایت بزرگ اور پاک باطن عالم تھے، انھوں نے ابو الحسن علی بن حسین بزّار سے حدیث کی روایت کی تھی، امام سمعانی ان کا تعارف ایک عالم ابو الفتوح روزنی نے کرایا اور سمعانی نے ان سے چند احادیث کی روایت کی، ۵۳۷ھ کے بعد انتقال کیا۔
۲۔ ابو عثمان سعید بن سعد بن عبد اللہ مُجندِر بغدادی نے ابو العباس محمد بن یونس کدیمی سے حدیث روایت کی، اور ان سے ابو القاسم بن ثلاّج نے ۳۲۱ھ میں روایت کی(۱)

صابون سازوں میں علم و علماء

نہانے اور دھونے کے لئے طرح طرح کے صابون سازوں اور اس

---

(۱) الانساب ج ۱۳ ص ۹۸۔ (۲) الانساب، ج ۲، ص ۵۰۷

کے تاجروں کو صابونی کہتے ہیں، نیشاپور میں ایک بہت بڑا خاندان صابونیہ کی نسبت سے مشہور تھا، جس کا صابون سازی آبائی پیشہ تھا، عالم اسلام میں ہر قسم کے عمدہ صابون تیار کئے جاتے تھے۔

۱- اس خاندان کے شیخ الاسلام ابو عثمان اسمٰعیل بن عبد الرحمٰن بن احمد صابونی نیشاپوری حدیث کے مشہور امام، قرآن کے مفسر، فقیہ، خطیب اور واعظ تھے، ساٹھ سال تک مسلمانوں کو اپنے وعظ و تذکیر سے ہدایت کی، اور نیشاپور کے منبر پر بیس سال وعظ سنایا، ان کی علمیت و شہرت کا یہ حال تھا کہ خراسان، غزنیں، ہندوستان، جرجان، طبرستان، عراق، شام، بیت المقدس، حجاز اور آذربیجان میں جاکر روایت و تذکیر کی خدمت انجام دی اور بے شمار اہل علم نے ان سے حدیث کی روایت کی، محرم ۴۴۹ھ میں فوت ہوئے اور اپنے والد کے پہلو میں سکۂ حرب نیشاپور میں دفن کئے گئے، علامہ سمعانی کہتے ہیں کہ میں نے بارہا ان کی قبر کی زیارت کی ہے، اور وہاں ہر دعا کی قبولیت کا اثر دیکھا ہے۔

۲- ان کے بھائی ابو یعلی اسحاق بن عبد الرحمٰن صابونی بھی اپنے زمانہ کے مشہور محدث و فقیہ تھے۔

ابو محمد عبید اللہ بن حسینی بن عبد الرحمٰن صابونی انطاکی نے سلیمان بن شعیب کیسانی سے روایت کی اور ان سے ابو الحسین محمد بن احمد بن جمیع غسانی نے روایت کی۔

ان کے بھائی حسین بن عبد الرحمٰن صابونی انطاکی بھی مشہور محدث و فقیہ تھے۔

ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن محمد صابونی جرجانی نہایت بزرگ اور عابد و زاہد عالم تھے، ابو جعفر محمد بن نصر صائغ، اور محمد بن ایوب رازی سے روایت کی، اور ان سے ابو نصر محمد بن ابو بکر اسماعیلی اور ابو بکر بن شباک نے روایت کی۔

۳- ابو الطیب محمد بن عمر بن محمد صابونی بغدادی نے عبد اللہ بن محمد بن ناجیہ سے روایت کی، اور ان سے محمد بن فرج بن علی بزار نے روایت کی۔

۴- ابو الحسین محمد بن جعفر بن عبد اللہ صابونی برذعی۔(۱)

سوتی کپڑوں کے تاجروں میں علم و علماء

سوتی کپڑے کے تاجروں کو کرابیسی، بزّاز، بزّی اور طاطری کہتے ہیں اور مختلف علاقوں میں ان کے مختلف نام تھے۔

۱- امام دار الہجرہ مالک بن انسؒ باقاعدہ طالب علمی سے پہلے اپنے بھائی نضر بن انس کے ساتھ بزازی کرتے تھے، یعنی سوتی کپڑے کی تجارت میں ان کے شریک کار تھے، قاضی عیاض نے تصریح کی ہے۔

و کان اخوہٗ النضر یبیع البزّ، و کان مالك معه بزازاً، ثم طلب العلم.

امام مالک کے بھائی سوتی کپڑے فروخت کرتے تھے اور امام مالک ان کے ساتھ بزازی کرتے تھے، بعد میں تحصیل علم کی۔

اسی وجہ سے ابتدائی دور میں ان کا تعارف بھائی کی نسبت (مالک اخو النضر) سے ہوتا تھا، اور امام صاحب کی دینی و علمی شہرت ہو گئی، تو اس کے برعکس نظر کا تعارف ان کی نسبت (النضر اخو مالک) سے ہونے لگا۔(۲)

ائمہ اربعہ میں امام ابو حنیفہ خزّاز اور امام مالک بزّاز تھے، امام مالک کا انتقال ۱۷۹ھ میں ہوا۔

۲- ابو سلیمان ایوب بن سلمان کرابیسی بصری صاحب الکرابیس کی نسبت سے مشہور ہیں، معمر بن سعد ان کے غلام تھے، انھوں نے ابو عوانہ سے اور ان سے عمر بن علی خلاس نے روایت کی ہے۔

۳- ابو علی حسین بن علی کرابیسی بغدادی حدیث و فقہ کے مشہور عالم اور

---

(۱) الانساب ج ۸ ص ۲۲۷، ۲۲۸۔ (۲) ترتیب المدارک ج ۱ ص ۱۲۸

جامع و مصنف تھے، ان سے حسن بن سفیان نے روایت کی ہے، علم کثیر کے باوجود ان کی ناسمجھی کی وجہ سے بے فیض رہے۔

۴۔ ابو الحسن عباد بن لیث کرابیس صاحب الکرابیس جن رولیات میں وہ منفرد ہیں ان کا اعتبار نہیں ہے، البتہ جو ثقات کی رولیات کے موافق ہیں وہ معتبر ہیں۔(۱)

۵۔ احمد بن محمد کرابیسی ہندی کی کتاب الوصایا کا ذکر کشف الظنون میں ہے۔

۶۔ مروان بن محمد طاطری دمشقی نے امام مالک، سلیمان بن بلال، یزید بن سمط سے روایت کی ہے اور ان سے ان کے صاحبزادے ابراہیم بن مروان محمد بن عبد الرحمٰن جعفی اور علمائے شام کی ایک جماعت نے روایت کی ہے۔

احمد بن ابو الحواری نے امام احمد بن حنبل سے کہا کہ آپ مروان بن محمد کی تعریف کیا کرتے ہیں، امام صاحب نے کہا کہ وہ اہل علم کے طور وطریقہ پر ہیں۔

۷۔ ہیثم بن رافع طاطری باہلی بصری نے عطاء بن ابی رباح سے روایت کی اور ان سے ابوسلمہ موسی بن اسمٰعیل اور قتیبہ بن سعد نے روایت کی۔(۲)

مصر اور دمشق میں سوتی اور سفید کپڑے کے تاجر کو طاطری کہتے تھے۔

۸۔ابوعوانہ وضاح بزاز واسطی مشہور حافظ حدیث اور اعیان محدثین میں سے ہیں، حسن بصری کی زیارت کی ہے۔اور قتادہ اور تابعین کی ایک جماعت سے حدیث کی روایت کی ہے یزید بن عطاء یشکری کے غلام تھے، ۱۷۶ھ میں انتقال کیا۔(۳)

۹۔ عبد الصمد بن نعمان بزاز کبار محدثین میں ہیں، عیسٰی بن طہمانی اور ان کے معاصرین سے روایت کی ہے، ثقہ محدث تھے، ۲۱۶ھ میں انتقال کیا۔(۴)

ابو جعفر محمد بن صباح بزاز دولابی بغدادی نے امام شریک اور ان کے معاصرین سے روایت کی ان کی تصانیف میں سنن پر ایک مختصر سی کتاب ہے، ۲۲۷ھ میں فوت ہوئے۔(۵)

---

(۱) الانساب ج ۱۱، ص ۵۸۔ (۲) الانساب ج ۹ ص ۶۔ (۳) العبر ج ۱، ص ۲۶۹۔
(۴) العبر ج ۱ ص ۳۶۹۔ (۵) ایضا ۳۹۹۔

ابوالحسن احمد بن محمد بزی مقری مسجد حرام کے موذن تھے، قراءت کی تعلیم عکرمہ بن سلیمان اور ابوالاخریط سے حاصل کی، آپ کا حلقۂ تجوید و قرأت بہت وسیع تھا، اور بہت سے اہل علم نے ان سے اس کی تعلیم حاصل کی، ۱۷۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۵۰ھ میں انتقال کیا۔(۱)

پرانے کپڑے کے تاجروں میں علم و علماء

جو لوگ پرانے کپڑے سلے ہوئے یا بغیر سلے ہوئے فروخت کرتے تھے، ان کو خُلقانی کہا جاتا تھا، ایسے کپڑوں کی مستقل دکانیں اور مستقل تاجر ہوتے تھے۔

۱- ربیع بن سلیم خلقانی ازدی بصری نے لمازہ سے اور ان سے عبد اللہ بن مبارک، اور مسلم بن ابراہیم نے روایت کی ہے۔

۲- ابو زیاد اسمٰعیل بن زکریا خُلقانی نے عاصم الاحول اور محمد بن سوقہ وغیرہ سے روایت کی، صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ان کی روایات موجود ہیں۔

۳- ابوسعید حسن بن خلف بن سلیمان استرآبادی جرجانی خلقانی کی نسبت سے مشہور ہیں، عمران سختیانی کی مسجد میں زبانی حدیث کا درس دیتے تھے، ابو بکر احمد بن ابراہیم اسمٰعیلی نے ان سے روایت کی ہے۔

۴- ابو عبد اللہ موسیٰ بن داؤد ضبی خُلقانی کوفی طرطوس کے قاضی تھے، انھوں نے سفیان ثوری، محمد بن مسلم، وغیرہ سے روایت کی، اور ان سے ابراہیم بن دینار، محمد بن ابو عتاب، منذر بن شاذان، موسی بن سہل رملی نے روایت کی۔(۲)

کپڑے کے ٹکڑوں کے تاجروں میں علم و علماء

جو لوگ کپڑے کے ٹکڑوں اور کٹ پیس کی تجارت کرتے تھے ان کو

(۱) العبر: ۴۵۵۔ (۲) الانساب ج:۵ ص:۱۷۹۔

قطعی کہتے تھے اس کی بھی مستقل تجارت تھی، اور لوگ اپنی ضرورت کے مطابق ان کو خریدتے تھے۔

۱- ابو عبد اللہ حسین بن محمد بن فرزدق کوفی کے بارے میں امیر ابن ماکولا نے تصریح کی ہے۔

كان يبيع قطع الثياب لاالثياب الصحيحة فقيل له القطعي.

کوفہ کے مشہور محدث ہیں، انھوں نے بکر بن سہل دمیاطی، حسن بن علی بن بزیع، علی بن رجاء اور خلق کثیر سے روایت کی۔

۲- عبد اللہ بن علی بن قاسم قطعی کوفی سے محدث تمیمی اور ہروانی نے روایت کی ہے۔(۱)

قمیص فروشوں میں علم و علماء

بہت سے اہل علم ہر قسم کے سلے سلائے کپڑے اور لباس فروخت کرتے تھے، اور ان کے یہاں ان کی سلائی اور تجارت ہوتی تھی، اس کی مثال آج کل کے ریڈی میٹ کی دکانوں کی سی ہے، جو لوگ قمیص یعنی کرتہ فروخت کرتے تھے ان کو قماصی کہتے تھے۔

ابو الفتح حسین بن قاسم ابن ابو سعد قماصی نیشاپوری اپنے کاروبار میں مصروف رہتے ہوئے اہل علم کی مجالس میں حاضری دیتے اور ان سے فیض اٹھاتے تھے، خیر کے کاموں میں پیش پیش رہتے تھے، نیشاپور میں ابو سعید عبد الواحد بن ابو القاسم قشیری، ابو الحسن احمد بن محمد شجاعی، ابو عبد اللہ اسمٰعیل بن عبد الغافر فارسی سے اور بلخ میں ابو علی اسمٰعیل بن احمد بن حسین بیہقی سے، بغداد میں ابو القاسم علی بن احمد بن بیان رزاز وغیرہ سے روایت کی، ۵۴۷ھ میں انتقال کیا۔(۲)

---

(۱) الانساب ج: ۱۰ ص: ۴۵۷۔ (۲) الانساب ج: ۱۰ ص: ۴۷۹۔

کلاہ فروشوں میں علم و علماء

ہر قسم کی ٹوپیاں سلنے اور فروخت کرنے والوں کو قلانسی کہتے ہیں، علماء و صلحاء کا یہ ایک مستقل ذریعہ معاش تھا۔

ابو احمد مصعب بن احمد ابن مصعب قلانسی صوفی مَروزی شیخ جنید بغدادی اور شیخ رویم کے معاصر تھے مدتوں صحراؤں اور مسجدوں میں زندگی بسر کی، اور مدتوں مجرّد رہنے کے بعد شادی کی، اپنے زمانہ کے مشہور عابد و زاہد اور باخدا بزرگ تھے، ان کا بیان ہے کہ بغداد کے ایک تاجر نے ایک مرتبہ چالیس ہزار درہم فقراء و مساکین پر تقسیم کیے، یہ دیکھ کر سعون نے مجھ سے کہا کہ ابو احمد! ہمارے پاس اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کیلئے کچھ نہیں ہے، کہیں چلئے جہاں ہم ہر درہم کے بدلے ایک رکعت نماز پڑھیں، چنانچہ ہم لوگ مدائن گئے اور چالیس ہزار رکعت نماز پڑھی اور حضرت سلمان فارسی کی قبر کی زیارت کر کے واپس ہوئے شیخ ابو احمد نے ۲۷۰ھ میں حج کیا اس کے بعد مکہ مکرمہ ہی میں انتقال کیا۔(۱)

لحاف اور رضائی کے تاجروں میں علم و علماء

جو لوگ ہر قسم کے لحاف و گدے اور رضائیاں سلتے اور ان کی تجارت کرتے تھے ان کو نجّاد کہتے ہیں **هٰذه النسبة الى خياطة اللحف والحشايا**، اس طبقہ میں کئی نامی گرامی اہل علم و فضل گذرے ہیں۔

۱- ابوبکر احمد بن سلمان بن حسن نجّاد حنبلی بغدادی حنبلی مسلک کے بہت بڑے فقیہ و محدث تھے جمعہ کے دن جامع منصور میں آپ کے دو حلقے ہوتے تھے، ایک نماز سے پہلے اور ایک اس کے بعد، ایک حلقہ میں حنبلی مسلک پر

---

(۱) الانساب: ص: ۵۳۱۔

فتوی دیتے تھے، اور دوسرے میں حدیث کا درس دیتے تھے، ان کے علوم کی خوب اشاعت ہوئی اور ان سے حدیث کو فروغ ملا، ۸ ۴ ۳ھ میں انتقال کیا۔

۲۔ ابو بکر محمد بن حسن بن سلیم نجّاد بغدادی نہایت معتبر و ثقہ محدث تھے، ان کے پاس بہت بڑا کتب خانہ تھا، احادیث کی روایت ابو العباس احمد بن محمد بن عقدہ، محمد بن جعفر مطیری، علی بن محمد مصری سے کی تھی، ان سے ابو القاسم ازہری اور احمد بن محمد عتیقی نے روایت کی، ۳۹۱ھ میں فوت ہوئے۔

۳۔ ابو موسی ہارون بن حسین بن سعید نجّاد بغدادی نے زید بن اخزم طائی، محمد بن عبد اللہ بن مبارک مخرمی سری بن عاصم ہمدانی اور علی بن عبدہ تمیمی وغیرہ سے روایت کی، اور ان سے محمد بن مخلد دوری، اور احمد بن جعفر خلاّل اور ابو الفضل زہری نے روایت کی۔(۱)

فرش وغیرہ کے تاجروں میں علم وعلماء

زمین تخت اور چارپائی وغیرہ پر بچھائے جانے والے فرش اور بستر کو نمط کہتے ہیں جس کی جمع انماط ہے اور اس کے بنانے فروخت کرنے والے کو انماطی کہتے ہیں۔

۱۔ حبیب بن ابو حبیب جرمی انماطی صاحب الانماط بصری نے امام حسن بصری، امام ابن سیرین بصری، سے روایت کی اور ان سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے روایت کی، یہ مشہور محدث عبدالرحمٰن بن محمد بن حبیب کے دادا ہیں۔

۲۔ حیان بن سلیمان جعفی انماطی کوفی بیّاع الانماط یعنی فرش فروشی کے تاجر ہیں، انھوں نے سوید بن غفلہ سے روایت کی اور ان سے منصور بن معتمر، سفیان ثوری نے روایت کی۔

۳۔ ابو الحسین زید بن حسن قرشی انماطی کوفی صاحب الانماط نے معروف

---

(۱) الانساب ج: ۱۳، ص: ۲۲۳۰۔

بن خربوذ، علی بن مبارک، اور جعفر بن محمد بن علی سے روایت کی، اور ان سے سعید بن سلیمان واسطی، نصر بن عبد الرحمٰن وشاء اور علی بن مدینی اور اسحاق بن راہویہ نے روایت کی، محدثین کے نزدیک غیر معتبر ہیں۔

۴۔ ابوالعباس محمد بن حسین بن عبد الرحمٰن انماطی بغدادی نے سعید بن سلمان واسطی، یحییٰ بن یوسف زمی، داؤد بن عمرو، عبد الرحمٰن بن صالح ازدی اور یحییٰ بن معین سے روایت کی، اور ان سے یحییٰ بن محمد بن صاعد، محمد بن مخلد، علی بن محمد مصری، عبد الباقی بن قانع، اور ابو بکر بن خلاد نے روایت کی، ثقہ محدث تھے، ان کی ثقاہت و صالحیت کی وجہ سے علماء نے ان سے بہت زیادہ استفادہ کیا، رمضان ۲۹۳ھ میں انتقال کیا۔(۱)

رنگ سازوں اور رنگ فروشوں میں علم و علماء

جو لوگ طرح طرح کے رنگ تیار کر کے ان کی تجارت کرتے تھے ان کو صِبغی کہتے ہیں۔

۱۔ ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن محمد صبغی نیشاپوری شافعی مسلک کے ائمہ و فقہاء میں سے تھے، انھوں نے نیشاپور میں ابو حامد ابن شرقی، بکی بن عبدالدیان سے، سرخس میں ابو العباس محمد بن عبد الرحمٰن دغولی سے رَے میں عبد الرحمٰن بن ابو حاتم رازی سے، بغداد میں ابو عبد اللہ محاملی، اور ابوعبداللہ بن مخلد دوری اور ان کے معاصرین سے روایت کی، ابو عبد اللہ حاکم نے تاریخ نیشاپور میں لکھا ہے:

كان حانوتـه مجمعاً للحفاظ والمحـدثين في مربعـة الكرمانيين على باب خان بكى، وكنا نقرء على ابى عبد الله بن يعقوب على باب حانوته.

---

(۱) الانساب ج:۱، ص:۳۷۸۔

ابو بکر صبغی کی دکان کرمانی چوک میں یکی سرائے کے دروازے پر تھی جہاں حفاظ حدیث اور محدثین کی بھیڑ رہا کرتی تھی، اور ہم لوگ ان کی دکان کے دروازے پر ابو عبداللہ ابن یعقوب سے حدیث پڑھتے تھے۔

انھوں نے صحیح مسلم کی شرط پر ایک کتاب المستخرج علی صحیح مسلم لکھی تھی، ۳۴۴ھ میں فوت ہوئے۔

۲- ابو بکر احمد بن اسحاق بن ایوب صبغی نیشاپوری اپنے زمانہ میں نیشاپور کے علماء میں علم وفضل کے امام تھے، ان کے مناقب وفضائل کے بیان کے لئے ایک دفتر چاہئے نیشاپور میں اسمٰعیل بن قتیبہ سلمٰی سے، رَے میں یعقوب بن یوسف قزوینی سے، بغداد میں حارث بن ابواسامہ سے، بصرہ میں ہشام بن علی سدوسی سے، واسط میں محمد بن عیسیٰ بن سکن سے، مکہ مکرمہ میں علی بن عبدالعزیز اور جماعت کثیرہ سے روایت کی، شعبان ۳۴۲ھ میں ۸۴ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

۳- ان کے بھائی ابوالعباس محمد بن اسحاق صبغی نے حسین بن علی بن سری، ابراہیم بن عبداللہ سعدی، ابوزکریا یحییٰ بن محمد بن یحییٰ ہمکان، وغیرہ سے روایت کی، اور ان سے ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن محمد سرّاج اور ابو عبداللہ حاکم نے روایت کی، اپنے بھائی سے بڑے تھے، ۳۵۴ھ میں سو سال چھ ماہ کی عمر میں انتقال کیا۔

۴- مذکورہ بالا دونوں بزرگوں کے والد ابو یعقوب اسحاق بن ایوب بن یزید صبغی کے بارے میں تصریح ہے۔

وقیل له الصبغی لانهٗ کان بیاع الصبغ و بهٰذا اعرف فقیل له الصبغی۔

ان کو صبغی اس لئے کہا گیا کہ وہ صبغ یعنی رنگ فروخت کرتے تھے اور اس سے مشہور ہو کر صبغی کہلائے۔

انھوں نے محمد بن یحییٰ فرہلی، احمد بن یوسف سلمی، ابو زرعہ رازی، ابن وارہ سے روایت کی، اور ان سے ابو عمرو مستملی نے روایت کی، ۲۷۱ھ میں فوت ہوئے۔

۵- ابو منصور محمد بن قاسم بن عبد الرحمٰن صِبغی عتکی نیشاپوری نہایت سمجھدار، صدوق اور صحیح الاصول محدث تھے، سری بن خزیمہ، حسن بن فضل بجلی، فضل بن حکم معدل، محمد بن اشرس سلمی اور بشر بن سہل اباد سے روایت کی، اور ان سے ابو القاسم عبد الرحمٰن بن محمد بن عبد اللہ سرّاج اور ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بیّع نے روایت کی ہے، ذوالحجہ ۳۴۶ھ میں انتقال کیا۔

۶- ابو الحسن علی بن حسین صِبغی نیشاپوری محدث و فقیہ ہیں، انھوں نے ابو العباس محمد بن اسحاق سراج سے اور ان سے ابو معاذ عبد الرحمٰن بن محمد بن علی بجستانی نے روایت کی۔

۷- ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن ابو بکر بن اسحٰق صِبغی فقیہ اور ادیب تھے، والد کے انتقال کے بعد ان کے مدرسہ میں ایک زمانہ تک مفتی رہے۔

ابو عبد اللہ حاکم کا بیان ہے کہ ہم لوگ ان کے پاس ان کے والد کے مدرسہ میں جمع ہوا کرتے تھے، انھوں نے بتایا کہ میں ابو العباس سراج کے پاس چھپ کر جاتا اور ان سے پڑھتا تھا کیوں کہ وہ فتنۂ خلق قرآن کے زمانہ میں کھل کر حدیث کا درس نہیں دے سکتے تھے، ان کے والد کی تصنیف کتاب الفضائل کا درس ان سے بیرونی محدثین نے لیا تھا، ۳۰۵ھ میں انتقال ہوا۔

۸- ابو الحسن علی بن محمد بن ایوب صبغی امام ابو بکر بن اسحاق صبغی کے چچا زاد بھائی تھے، خراسان رَے، بغداد بصرہ، وغیرہ میں محدثین سے حدیث کی روایت کی، ۳۴۰ھ میں انتقال کیا۔(۱)

---

(۱) الانساب ج: ۸ ص: ۲۷۶ تا ۲۷۹۔ وطبقات الشافعیہ الکبریٰ ج ۳ ص ۳۱۸۔

رنگریزوں میں علم و علماء

رنگ بنانے اور بیچنے والوں کو صبغی کہتے ہیں اور جو لوگ کپڑا رنگتے ہیں اور مختلف قسم کے رنگوں سے کپڑوں کو زینت دیتے ہیں انکو صبّاغ کہتے ہیں۔

۱- ابو خریم یوسف بن میمون صبّاغ حضرت عمرو بن حریثؓ کے خاندان کے غلام تھے، انھوں نے عطاء بن ابی رباح سے روایت کی ہے، محدثین کے نزدیک فاحش الخطا اور کثیر الوہم تھے، اسی لئے ان کے معیار پر پورے نہیں اترتے۔

۲- ابو نصر محمد بن فضل بن محمود صبّاغ اصفہانی کا تذکرہ امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں الحافظ، العالم، مفید الجماعۃ کے القاب سے کیا ہے، انھوں نے عبد الرحمٰن بن ہندہ، ان کے بھائی عبد الوہاب بن مندہ، ابو الفضل برانی، ابو بکر بن ماجد، عائشہ بنت حسن ورکانیہ، وغیرہ سے روایت کی ہے، نہایت سریع الخط تھے، ضخیم کتابوں کو کم وقت میں لکھ لیا کرتے تھے، اس قدر کتابیں نقل کی ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہے، احادیث کے عاشق تھے اور ہر قسم کی عالی اور نازل احادیث لکھ لیا کرتے تھے، نہایت نیک سیرت اور صالح عالم تھے ۵۱۲ھ میں انتقال کیا، سلفی کا بیان ہے کہ حافظ ابو نصر صبّاغ کے انتقال کے بعد میں نے ان کو خواب میں دیکھا اور پوچھا آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا؟ انھوں نے آستین سے حدیث کا ایک جز نکال کر کہا کہ اسی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت کر دی۔(۱)

۳- ابو الحسن علی بن عبد الواحد بن محمد صباغ خطیب بغداد کے شیوخ میں سے ہیں ابن الصبّاغ البیع کی کنیت سے مشہور ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ان کا خاندانی پیشہ تھا اسی کے ساتھ دوکانداروں اور خریداروں کے

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ج: ۴ ص: ۴۸،۴۷۔

درمیان بیع وشراء کا معاملہ طے کرتے تھے۔ انھوں نے ابوحفص ابن شاہین سے حدیث کی روایت کی تھی۔ رمضان ۴۴۴ھ میں فوت ہوئے۔(۱)

چھینٹ بنانے والوں میں علم وعلماء

جو لوگ کپڑوں پر چھاپ کر نقش ونگار، پھول پتے بناتے تھے، ان کو وشاء، مطرز اور طرازی کہتے تھے، چھینٹ کی مختلف قسموں اور شکلوں کی وجہ سے ان کے چھاپنے اور بنانے والوں کو مختلف ناموں سے یاد کرتے تھے۔

۱- ابو یزید دثیمہ بن موسیٰ وشا فسوی فارسی اپنے شہر فسا سے مصر گئے اور وہاں سے بسلسلۂ تجارت اندلس پہونچے اور پھر مصر واپس آئے یہ تجارتی سفر موشی اور مطرز کپڑوں کے لئے ہوا تھا، ان کے حال میں تصریح ہے۔ وخرج الی الاندلس تاجراً، وکان یتجّر فی الوشی۔

انھوں نے ردت کے بیان میں ایک نہایت عمدہ کتاب تصنیف کی تھی، مصر میں ان سے روایت کی گئی اور وہیں جمادی الاخری ۲۳۷ھ میں فوت ہوئے، ان کی اولاد مصر میں آباد ہوگئی تھی۔

۲- ابو اسحاق ابراہیم بن عبد السلام بن محمد وشاء بغدادی نے احمد بن عبدہ ضبی، جراح بن ملیح، ابو کریب محمد بن علاء، حسین بن علی بن اسود، یونس بن عبد الاعلیٰ بصری سے روایت کی، ان سے احمد بن عثمان ادمی، اسمٰعیل بن علی خطبی، ابو بکر شافعی وغیرہ نے روایت کی بغداد سے مصر منتقل ہوگئے تھے، آخر عمر میں آنکھوں سے معذور ہوگئے تھے مصر میں ۲۸۲ھ میں انتقال کیا۔

۳- ان کے چچازاد بھائی ابو علی حسن بن محمد بن عنبر وشاء بغدادی نے علی بن جعد، عبد اللہ بن عون خزاز، حکم بن موسیٰ، یحییٰ بن ایوب عابد، ابو الربیع زہرانی وغیرہ سے روایت کی، ابو بکر برقانی نے ان کو ثقہ محدث کہا ہے اور

---

(۱) تاریخ بغداد ج ۱۲، ص ۴۵۔

بعض دوسرے محدثین نے تضعیف کی ہے۔ ۳۰۸ھ میں انتقال کیا۔

۴- ابو الطیب محمد بن اسحاق بن یحییٰ وشاء بغدادی ابن الوشاء کی کنیت سے مشہور ہیں، ان کے خاندان میں کپڑوں کی چھپائی کا کام ہوتا تھا، اہل ادب اور اچھے مصنف ہونے کے ساتھ علم وفضل میں مرجع تھے، ان سے روایت کرنے والوں میں خلیفہ معتمد علی اللہ کی ام الولد باندی بھی تھی۔

۵- ابو عمران موسیٰ بن سہل بن کثیر وشاء حرنی نے اسمٰعیل بن علیہ، علی بن عاصم، یزید بن ہارون وغیرہ سے روایت کی، ان سے ابو عمرو بن سماک، قاضی ابو الحسین بن اشتانی، احمد بن عثمان بن یحییٰ دمی وغیرہ نے روایت کی، محدثین نے ان کی تضعیف کی ہے، ذوقعدہ ۲۷۸ھ میں انتقال کیا۔(۱)

۶- ابو الحسن محمد بن ابراہیم بن محمد مطرز اصفہانی کے دادا اصفہان کے تھے، اور ان کے والد بغداد میں پیدا ہوئے، نہایت معتبر صحیح الاصول محدث تھے، بغداد کے دار القضاء کے وکیل تھے، خطیب بغدادی کے شیخ ہیں اور خطیب نے ان کا ذکر تاریخ بغداد میں کیا ہے، شوال ۴۳۸ھ میں انتقال کیا۔

۷- ابو یعلی محمد بن حسن بن عباس مطرز، ابن الکرخی کے بارے میں خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ وہ ہمارے مخصوص دوستوں میں تھے، ہمارے ساتھ ابو عمر بن مہدی، ابو الحسن بن مقیم، ابو الحسن بن صامت، اہوازی سے بہت زیادہ روایت کی تھی، حافظ قرآن اور ثقہ محدث تھے، عین جوانی میں رمضان ۴۲۷ھ میں فوت ہوئے، میں نے ان کو انتقال کے تقریباً ایک سال کے بعد خواب میں نہایت اچھی حالت میں دیکھا، انھوں نے سلام کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی۔

۸- ابو القاسم عبد الواحد بن محمد بن یحییٰ مطرز بغداد کے مشہور شعراء میں تھے، تمام اصناف سخن میں ان کے بہت زیادہ اشعار ہیں، خطیب بغدادی نے ان

---

(۱) الانساب ج ۱۳ ص ۳۴۳۔

کے بہت سے اشعار پڑھے اور نقل کیے ۴۳۹ھ میں انتقال کیا۔

۹- ابو بکر قاسم بن زکریا بن یحیی مطرز مقری بغدادی نہایت ثقہ عالم و فاضل تھے، اور باوقار محدث تھے تجوید و قرأت میں امامت کا درجہ رکھتے تھے، مسند، ابواب اور رجال پر الگ الگ بہت سی حدیث کی کتابیں لکھیں تھیں، صفر ۳۰۵ھ میں فوت ہوئے۔

۱۰- ابو بکر محمد بن یحییٰ بن سہل مطرز نیشاپوری ورع و تقویٰ، عبادت و ریاضت میں مشائخ کبار میں سے تھے، نیشاپور کی بڑی اور خوب صورت مسجد انہی کی طرف منسوب ہے انھوں نے اس کو بنایا تھا، ۳۰۰ھ بعد انتقال کیا۔

۱۱- ان کے صاحب زادے ابو محمد عبد اللہ بن ابو بکر مطرز نے اپنے والد اور اسمٰعیل بن قتیبہ وغیرہ سے روایت کی، داد و دہش اور سخاوت و دریا دلی میں ان کی مثال دی جاتی تھی۔(۱)

۱۲- ابو بکر محمد بن محمد بن احمد طرازی مقری بغدادی مشہور قاری، مقری ابو بکر احمد بن موسیٰ بن مجاہد مقری کے مخصوص تلامذہ میں تھے، نیشاپور میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی، کثیر الحدیث محدث کے ساتھ ادیب و شاعر تھے، دینداری، خوش خلقی اور عبادت و ریاضت میں بہت آگے تھے، بصرہ اور اصفہان میں حدیث کی روایت کرتے ہوئے ۳۳۲ھ میں نیشاپور پہنچے تو وہیں کے ہو رہے، حفظ حدیث، قرأت اور نحو میں مشہور تھے، ذی الحجہ ۳۸۵ھ میں انتقال کیا۔

۱۳- ان کے صاحبزادے ابو الحسن علی بن ابو بکر طرازی نیشاپوری بھی مشہور عالم و محدث تھے۔(۲)

درزیوں میں علم و علماء

ہر قسم کے کپڑے سلنے والے کو خیاط یعنی درزی کہتے ہیں، اس پیشہ

---

(۱) الانساب ج ۱۲ ص ۳۰۶، ۳۰۹۔ (۲) ایضاً ج ۹ ص ۵۹، ۶۰۔

میں نامی گرامی محدثین اور اہل اللہ گذرے ہیں، علامہ سمعانی نے لکھا ہے کہ وجماعة من شیوخنا یعملون عمل الخیاطة یعنی ہمارے اساتذہ و شیوخ کی ایک بڑی جماعت سلائی کا کام کرتی ہے۔

۱۴- ابو بکر عماد الدین محمد بن معالی بن غنیمہ خیاط بغدادی ابو بکر بن حلاوی کے لقب سے مشہور ہیں، حنبلی مذہب کے امام اور بہت بڑے محدث، قاری، و فقیہ، مقری اور زہد و عبادت میں بلند مقام کے مالک ہیں، بغداد کے محلّہ مامونیہ کی ایک مسجد میں رہتے تھے، اور صرف دینداروں سے ملاقات کرتے تھے، نہ کسی کا ہدیہ قبول کیا اور نہ زندگی بھر کسی کے دروازہ پر گئے، ان کے بارے میں ابن رجب حنبلی نے لکھا ہے کہ:

وکان احد الابدال الذین یحفظ بهم الارض ومن علیها و کان زاهداً عالماً فاضلاً مشتغلاً بالکسب بالخیاطة و مشتغلاً بالعلم یقرئ القرآن احتساباً.

۲۸ رمضان ۶۱۱ھ جمعہ کی رات میں انتقال کیا، اور نماز جمعہ سے پہلے دفن کئے گئے۔(۱)

۱۵- ابوعبد اللہ احمد بن محمد بن علی ابن خیاط تغلبی دمشق کے مشہور شعراء میں سے تھے، امراء و سلاطین کی مدح کی، وہ ایک مرتبہ حلب کے مشہور شاعر ابو الغثیان بن حیوس کے پاس گئے اور اپنے اشعار سنائے جن کو سن کر ابو الغثیان نے کہا کہ اس جوان نے میری موت کا پتہ دیدیا، جب کوئی جوان کسی فن میں ماہر ہو جاتا ہے تو اس فن کا بوڑھا ماہر مر جاتا ہے اور اس کی عزت و شہرت ختم ہو جاتی ہے، ابن خلکان نے کہا ہے کہ اگر ان کا یہی ایک قصیدہ ہوتا تو ان کے کمال کے لئے کافی ہوتا جس کا مطلع یہ ہے۔

خذا من صبا نجد اماناً لقلبه
فقد کادریّا ها یطیر بلبه

---

(۱) طبقات الحنابلہ ج ۲ ص ۷۷

رمضان ۲۵۷ھ میں انتقال ہوا۔(۱)

۱۶- ابو محمد قاسم بن احمد بن یوسف خیّاط تمیمی کوفی حافظ اور قاری تھے، قرآن کی تعلیم ابو یوسف اعشیٰ کے شاگرد محمد بن حبیب سے حاصل کی تھی، اور ان سے ابو بکر بن عیاش نے اس کی تعلیم پائی، ایک مرتبہ بغداد آئے تو یہیں ربیع الاول ۲۹۱ھ میں انتقال کیا۔(۲)

۱۷- ابو القاسم عثمان بن سعد بن صالح خیاط خلقانی ثقہ محدث تھے، انھوں نے محمد بن بکر برسانی، ابو زکریا سیلمینی، ابو عامر عقدی، یزید بن ہارون، وہب بن جریر، واقدی وغیرہ سے روایت کی اور ان سے احمد بن محمد بن یزید زعفرانی، ابو عبید محاملی، محمد بن مخلد، ابن عیاش قطانی، نے روایت کی اور، وہ خیاط، اور خلقانی کے ساتھ حذّاء کی نسبت سے بھی مشہور ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے یہاں کپڑوں کی سلائی ہوتی تھی، پرانے کپڑے کی تجارت تھی، اور جوتے بھی بنائے جاتے تھے ۲۵۶ھ میں انتقال کیا۔(۳)

رفوگروں میں علم و علماء

جو لوگ پھٹے ہوئے کپڑوں اور لباسوں کی رفوگری کرتے تھے اور اس فن میں شہرت و مہارت رکھتے تھے اور اسی پیشہ کو ذریعۂ معاش بناتے تھے، ان کو رفّاء کہتے ہیں۔

ابو الحسن سری بن احمد بن سری زفّا کندی موصلی بہترین شاعر تھے، سیف الدولہ اور امرائے بنی حمدان کی مدح میں قصائد لکھے، مگر ابو بکر محمد بن ہاشم اور ابو عثمان سعید بن ہاشم دونوں بھائیوں نے ان کے خلاف ہنگامہ کر کے سیف الدولہ سے ان کا وظیفہ بند کرایا اور اذیت دی جس سے تنگ آکر وہ

---

(۱) وفیات الاعیان ج ۱ ص ۷۔ (۲) تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۴۳۸۔

(۳) تاریخ بغداد ج ۱۲، ص ۲۸۹۔

بغداد چلے آئے اور وزیر ابو محمد مہلبی سے منسلک ہوکر اس کی مدح کی۔ یہاں بھی دونوں بھائیوں نے آکر ابو محمد مہلبی سے قربت حاصل کر کے سری بن احمد کو وہاں سے جدا کرلیا، جس کی وجہ سے مجبور ہوکر انہوں نے اپنے اشعار لکھ کر فروخت کئے اور دوسروں کے لیے اجرت پر کتابت، اور قرض دار ہوگئے۔ الغرض حسد کی آگ نے ان کو کہیں چین نہ لینے دیا۔ اسی حال میں ۳۶۰ء میں بغداد میں انتقال کیا۔

۲- ابو علی حامد بن محمد بن عبد اللہ رفاء واعظ ہروی نہایت ثقہ مقبول اور کثیر الحدیث محدث تھے۔ ہرات، عراق اور مکہ مکرمہ وغیرہ میں حدیث کی روایت کی۔ محدث خراسان کے لقب سے مشہور تھے۔ ان کا وعظ بڑا دل نشین اور مؤثر ہوتا تھا۔ کئی بار نیساپور آئے گئے اور وہاں کے اہل علم نے ان سے استفادہ کیا۔ ہرات میں رمضان ۳۵۶ھ میں فوت ہوئے۔(۱)

۳- ابو الحسن علی بن احمد بن علی رفاء مقری بغدادی نے مشہور بزرگ عالم و محدث ابن ابی الدنیا سے ان کی تصانیف کی روایت کی۔ تجوید و قراءت کی تعلیم اپنے گھر پر دیتے تھے اور ابن ابی الدنیا کی کتاب بھی روایت کرتے تھے قراءت کے ساتھ خواب کی تعبیر میں بھی ماہر تھے۔

۴- حفص بن عمر رفاء نے امام شعبہ سے حدیث کی روایت کی اور ان سے ابو حاتم رازی نے روایت کی، مگر انہوں نے ان کی تکذیب کی ہے۔

۵- ابو حفص عمر بن محمد بن علی رفاء مروزی نہایت بزرگ، فقیہ اور واعظ تھے سمعانی کے والد کے شاگرد تھے اور سمعانی نے ان کی قرءات سے حدیث کا سماع کیا ہے۔ انہوں نے ابوجعفر محمد بن محمد ماہانی اور ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد دقاق اصفہانی سے بھی روایت کی۔ ۵۳۹ھ میں انتقال کیا۔

۶- عقبہ بن عطیہ رفاء نے حضرت قتادہ سے اور ان سے زید بن حباب نے روایت کی۔

---

(۱) تاریخ بغداد ج ۱ ص ۲۰۴

صفاروں یعنی ٹھٹھیروں میں علم و علماء

تانبے (نحاس) اور پیتل (صفرہ) کے برتن بنانے والے کاریگروں اور ان کے فروخت کرنے والے تاجروں کو نحاس اور صفار کہتے ہیں اور عام طور سے تانبے اور پیتل کے بنانے اور بیچنے والوں کو صفار کہتے ہیں۔ اس پیشہ میں نامی گرامی علماء و محدثین اور اولیاء و مشائخ گذرے ہیں۔

۱- عبد اللہ بن حمران صفار عبدی بصری نے حسن بصری وغیرہ سے روایت کی۔ تبع تابعی ہیں اور بصرہ کے مشاہیر علماء میں ان کا شمار ہے۔

۲- ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن احمد صفار اصفہانی نیساپور کے عباد و زہاد محدثین میں سے ہیں، نہایت نیک متقی اور کثیر الخیر بزرگ ہیں مستجاب الدعوات تھے، چالیس سے زائد سال تک آسمان کی طرف نہیں دیکھا۔ اصفہان بغداد، عراق، حجاز میں احادیث کی روایت ان مقامات کے مشائخ و محدثین سے کی۔ ادھیڑ عمر میں نیساپور سے حسن بن سفیان کی مجلس درس میں گئے، تو ان کے ساتھ وراقوں کی ایک جماعت تھی۔ عباد و زہاد کی صحبت میں زیادہ رہتے تھے۔ ۳۳۹ھ میں انتقال کیا۔

۳- ابو الحسن محمد بن محمد بن یحییٰ صفار اسفرائینی اپنے شہر اسفرائین کے مفتی و فقیہ اور مستند عالم دین تھے۔ خراسان کے شافعی مسلک کے علماء میں ممتاز مقام کے مالک تھے۔ خراسان اور عراق کے محدثین سے روایت کی تھی۔ ان کا زیادہ قیام نیساپور میں رہا۔ آخر میں اپنے وطن میں رہنے لگے اور وہیں ۳۴۵ھ میں انتقال کیا۔

۴- ابو الحسین محمد بن محمد سری صفار نیساپوری کے جد اعلیٰ سابور نے نیساپور کو آباد کیا تھا۔ اپنے شہر کے اکابر مدرسین میں تھے، مگر مدرسی چھوڑ کر دوسرے کاموں میں لگ گئے، جو ان کی علمی شان کے خلاف تھے۔ اس سلسلے میں کئی

سال تک بخارا میں رہے اور بڑھاپے میں اپنے وطن لوٹے، تو ان کی برتنوں کی دکان پر ان کے ساتھیوں نے قبضہ کررکھا تھا۔ نوے سال کی عمر میں ۴۰۷ھ میں انتقال کیا۔

۵- ابو نصر اسحاق بن احمد بن شیث صفار بخاری کا گھرانا مدتوں بیت العلم رہا ہے اور اس میں نسل درنسل علماء پیدا ہوتے رہیں ہیں۔ وہ فقیہ اور ادیب کے ساتھ زبردست محدث تھے۔ مکہ مکرمہ میں سکونت اختیار کرلی تھی، جہاں کتابیں تصنیف کیں اور ان کا علمی فیض عام ہوا۔ طائف میں انتقال کیا۔

۶- ان کے صاحبزادے ابو ابراہیم اسمٰعیل بن ابو نصر صفار امام فاضل اور حق گوئی میں بے باک تھے۔ اس بارے میں کسی چھوٹے بڑے کی پروا نہیں کرتے تھے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں پیش پیش تھے۔ اس جرم میں شمس الملک خاقان نصر بن ابراہیم نے ان کو بخارا میں قتل کر دیا۔

۷- ان کے صاحبزادے ابو اسحاق ابراہیم بن اسمٰعیل بن ابو نصر صفار اپنے زہد وتقویٰ کی وجہ سے زاہد صفار کے لقب سے مشہور ہیں۔ اپنے والد کی طرح یہ بھی حق گوئی وبے باکی میں بہت آگے تھے۔ امراء وسلاطین کی مداہنت سے سخت نفرت رکھتے تھے۔ سلطان سنجر بن ملک شاہ نے ان کو مرو میں بھیج کر ان کے قیام کا انتظام کیا تھا، تاکہ ماوراء النہر کے علاقہ کی اصلاح کریں۔ ان کا انتقال بخارا میں ہوا۔

۸- ان کے صاحبزادے ابو المحامد حماد بن ابراہیم بن اسمٰعیل صفار بخارا کی جامع مسجد میں جمعہ کے امام تھے۔ ہر جمعہ کو پہلے پہر جامع بخاری میں حدیث کا درس دیتے تھے۔ انہوں نے اپنے والد اور امام بیہقی وغیرہ سے روایت کی ہے(۱)

۹- ابو عمیر عیسیٰ بن محمد نحاس رملی نے ایوب بن سوید رملی سے روایت کی اور ان سے محمد بن عبید بن آدم عسقلانی اور محدثین کی ایک جماعت نے

---

(۱) الانساب ج۸ ص ۲۱۵ تا ۲۱۹

روایت کی ہے۔

۱۰۔ ابو جعفر احمد بن محمد بن اسمٰعیل نحاس نحوی مصری ان کی تفسیر اور نحو میں کئی کتابیں ہیں۔ جن میں معانی القرآن مشہور ہے۔ انہوں نے محمد بن جعفر بن اعین اور ابو عبد الرحمٰن نسائی اور اخفش نحوی سے تعلیم حاصل کی ۳۳۸ھ میں انتقال کیا۔

۱۱۔ ابو محمد عبداللہ بن ہاشم نحاس نے محمد بن خلاد اسکندرانی وغیرہ سے روایت کی۔ ۳۲۶ھ میں اسکندریہ میں فوت ہوئے۔

۱۲۔ ابو العباس فضیل بن عبد اللہ بن ہاشم نحاس نے اپنے والد سے روایت کی ۳۳۸ھ میں انتقال کیا۔

۱۳۔ ابو محمد عبد الرحمٰن بن عمر بن محمد بزاز نحاس اپنے زمانہ میں محدث مصر تھے۔ مکہ مکرمہ جاکر ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بن الاعرابی سے مصر میں سلیمان بن داؤد عسکری اور محمد بن بشر عسکری وغیرہ سے روایت کی اور ان سے حافظ ابو علی حسن بن علی وخشی بلخی، احمد بن ابو نصر کوخانی ہروی، ابوالحسن علی بن یوسف جوینی وغیرہ نے روایت کی ہے۔ ۴۱۶ھ میں انتقال کیا۔

۱۴۔ ابو المعالی عبد الخالق بن عبد الصمد بن بدن نحاس سمعانی کے شیخ اور استاذ حدیث ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ :

کان یقعد فی سوق الصفر ببغداد و یبیع و یشتری المتاع و کنت أکتب له النحاس ثم صار یجلس فی سوق الغزل .

نہایت ثقہ، کثیر الحدیث اور نیک عالم و بزرگ تھے۔ آتش زدگی میں ان کی کتابیں ضائع ہو گئی تھیں۔ انہوں نے ابوالحسین بن مہتدی باللہ ہاشمی، ابو الغنائم بن مامون، ابوالحسین بن نقور وغیرہ سے حدیث کی روایت کی تھی۔ بغداد میں ۵۶۸ھ میں انتقال کیا۔(۱)

---

(۱) الانساب ج ۱۳ ص ۴۴ تا ۴۶

کمہاروں میں علم و علماء

ظروف گری، یعنی مٹی کے برتن بنانے اور بیچنے والے کو خزّاف اور خزفی کی نسبت سے یاد کیے جاتے ہیں اور مٹی کی رکابی اور کونڈے وغیرہ بنانے بیچنے والوں کو غضائری کہا جاتا ہے۔ اس نسبت کے علماء و محدثین کے آباء و اجداد اور خاندان والے یہ پیشہ رکھتے تھے یا خود وہ حضرات براہ راست یہ کام کرتے تھے۔

۱- سعید بن زرعہ خزّاف نے ابو عبد اللہ ثوبان سے حدیث کی روایت کی ہے اور ان سے حسن بن ہمام نے روایت کی ہے۔

۲- امام ابو بکر محمد بن علی راشدی خزفی سرخسی نہایت بزرگ، دیندار فقیہ اور فقہ میں مرجع تھے۔ اسی کے ساتھ علم نحو اور ادب کے زبردست عالم تھے۔ فقہ کی تعلیم محمد بن احمد سانواجردی اور ابو محمد زیادی سے حاصل کی اور حدیث کی روایت حافظ ابو الفتیان عمر بن عبد الکریم بن سعدویہ روّاسی سے کی۔ ۵۴۰ھ میں انتقال کیا۔

۳- ابو الحسن محمد بن فضل بن علی خزفی بغدادی نے عبد اللہ بن محمد بقوی اور یحییٰ بن محمد بن صاعد سے روایت کی۔ ان کا قیام بغداد کے محلہ باب حرب میں رباط الخزف میں تھا، جہاں مٹی کے برتن بنتے تھے۔ ۳۸۲ھ میں انتقال کیا۔

۴- ابو الحسن علی بن عبد الحمید بن عبد اللہ غضائری حلبی ثقہ محدث اور عابد و زاہد عالم تھے۔ انہوں نے عبد اللہ بن معاویہ جمحی، عبید اللہ بن عمر قواریری، محمد بن ابو عمر عدنی، عبد الاعلیٰ بن حماد نرسی وغیرہ سے روایت کی اور ان سے حافظ ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی اور احمد بن عاصم مقری وغیرہ نے روایت کی ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی برکت سے میں نے چالیس حج پیدل کیے ہیں اور حلب اور مکہ کے درمیان چلا ہوں۔

۴۱۳ھ میں انتقال کیا۔

۵- ابوعبداللہ حسین بن حسن بن محمد غضائری مخزومی بغدادی خطیب بغدادی کے استاذ ہیں۔ نہایت ثقہ اور فاضل محدث تھے۔ انہوں نے ابوبکر محمد بن یحییٰ صوفی، اسمٰعیل بن محمد صفار، محمد بن عمر ازّاز، ابو عمرو بن سماّک، احمد بن سلمان نجّاد اور جعفر بن نصیر خلدی سے روایت کی ہے۔ ان کے شیوخ میں اکثر کسی نہ کسی صنعت و حرفت سے منسوب ہیں ۴۱۴ھ میں انتقال کیا۔

۶- ابوبکر طیب بن محمد بن احمد غضائری صوفی مقام ابی ورد کے شیخ الصوفیہ ہیں۔ نہایت بزرگ، صالح، کثیر العبادت، خوش اخلاق، متواضع اور دست کاری کے ماہر تھے۔ راہ سلوک میں صحرانوردی کی اور دور دراز مقامات کا سفر کر کے صوفیہ کی خدمت کی۔ انہوں نے حدیث کی روایت ابوالحسن علی بن احمد فاروزی، ابوعبداللہ محمد بن حامد مروزی، ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم تبریزی وغیرہ سے کی اور ان سے امام سمعانی نے روایت کی ہے۔ ۵۳۳ھ میں انتقال کیا۔

۷- ابو فتوح نصر بن حسین بن ابراہیم مقری غضائری خراسان کے مشہور قرّاء میں سے ہیں۔ تجوید و قراءت میں خوش الحانی اور حسن صوتی میں مشہور تھے۔ خراسان کے اکثر قاری ان کے شاگرد تھے۔(۱)

آہن گروں اور لوہاروں میں علم و علماء

زمین سے لوہا نکالنے اور اس کو قابل استعمال بنانے والے کو حدّادی کہتے ہیں اور جو شخص لوہے کی خرید و فروخت کرتا ہو یا اس کا سامان بناتا ہو اس کو حدّاد یعنی آہن گر اور لوہار کہتے ہیں۔ اہل علم کی ایک بڑی جماعت یہ پیشہ کرتی تھی اور اس میں بہت سے علماء گذرے ہیں، جو بذات خود یہ کام کرتے تھے، یا یہ ان کا آبائی پیشہ تھا۔

---

(۱) الانساب ج ۵ ص ۱۱۸ و ۲۲ او ج ۱۰ ص ۵۱ و ۵۲

۱- ابو بکر محمد بن احمد بن محمد بن جعفر حدّاد شافعی قاضی مصر، فقہ شافعی کے مشاہیر فقہاء میں سے ہیں۔ ایک مدت تک مصر کے قاضی رہے۔ امام نسائی وغیرہ سے روایت کی ہے ۳۴۴ھ میں انتقال کیا۔

۲- حسن بن یعقوب بن یوسف حدّاد نیشاپوری صوفی نہایت بزرگ انسان تھے۔ زہد و تقویٰ میں مشہور تھے۔ ان کی مستقل خانقاہ تھی، جس میں صوفیہ ومشائخ کا اجتماع رہا کرتا تھا۔ انہوں نے ابراہیم بن ابوطالب سے ان کی بعض تصانیف کی روایت کی ہے۔ تریسٹھ سال کی عمر میں ۳۳۶ھ میں انتقال کیا۔

۳- ابوحفص حدّاد نیشاپوری صوفی کا نام عمرو بن مسلم یا عمرو بن سلمہ ہے۔ علم و فضل، زہد و تقویٰ اور صلاح حال میں خراسان کے معدودے چند حضرات میں سے تھے۔ وہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ ایک مرتبہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گئے۔ واپسی پر بغداد کے مشائخ نے ان سے دریافت کیا فتوت (شرافت و جوانمردی) کیا چیز ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ:

الفتوّۃ تو خذا ستعمالاً و معاملۃً و لا نطقاً یعنی فتوّت استعمال اور معاملہ سے حاصل ہوتی ہے، الفاظ سے بیان نہیں کی جا سکتی۔ ان کی اس جامع تعریف پر بغداد کے مشائخ بہت متعجب ہوئے۔ ۲۶۵ھ میں انتقال کیا۔

۴- ابو المقدام ثابت بن ہرمز حدّاد نے سعید بن مسیّب تابعی، زید بن وہب تابعی اور سعید بن جبیر تابعی سے روایت کی ہے اور ان سے ان کے صاحبزادے عمرو بن ثابت اور سفیان ثوری نے روایت کی ہے(۱)

۵- ابوبکر احمد بن سندی حسن بن بحر حدّاد بغدادی نہایت بزرگ عالم و محدث تھے خطیب بغدادی نے ان کا تذکرہ کر کے لکھا ہے کہ ان کا شمار ابدال میں تھا اور وہ مستجاب الدعوات بزرگ تھے ۳۵۹ھ میں انتقال کیا۔

۶- ابو الفضل محمد بن حسین بن محمد حاکم حدّادی مروزی، مرو اور بخارا میں

---

(۱) الانساب ج ۴ ص ۷۴ تا ۷۹

سرکاری عہدے پر تھے۔ نہایت مستند فقیہ تھے۔ حدیث کی تعلیم محمد بن علی بن ابراہیم اور اسحاق بن ابراہیم تاجر وغیرہ سے حاصل کی اور ان سے حدیث، قضاء، تصوّف اور حفظ میں مرو کے سب سے بڑے عالم تھے۔۸۸ ۳ھ میں انتقال کیا۔

۷۔ ابو عبد اللہ طاہر بن محمد بن احمد حدّادی مطوی بخاری صوفی اور واعظ تھے۔ زہد و تذکیر میں ان کی تصانیف ہیں۔ ان کے آباء و اجداد میں سے کوئی بزرگ یہ پیشہ کرتے تھے۔ اپنے زمانہ کے محدثین سے روایت کی۔ ۴۰۶ھ میں انتقال کیا۔

۸۔ محمد بن خلف حدّادی مقری نے ابو اسامہ، عبیداللہ بن موسیٰ، حسین الاشقر وغیرہ سے روایت کی اور ان سے امام دار قطنی وغیرہ نے روایت کی ہے۔(۲)

جفت سازوں اور جفت فروشوں میں علم و علماء

جو لوگ جوتے بناتے اور فروخت کرتے تھے، ان کو حذّاء اور نعالی کہتے ہیں۔ عالم اسلام میں ہر قسم کے عمدہ عمدہ جوتے بنتے تھے اور خاص خاص مقامات کے چمڑے استعمال ہوتے تھے۔ بعض جوتہ ایک خاص قسم کا بہترین جوتا ہوتا تھا، جو بال والے چمڑے سے بنتا تھا اور اعیان و اشراف پہنتے تھے۔ نعال کنبائتیہ کے ہندوستان کے شہر کھمبائت کے جوتے بہت مشہور تھے۔ ان میں ایک قسم کے جوتے کو صرّارہ کہتے تھے، جو چلتے وقت آواز دیتا تھا۔ اسی طرح نعالِ سندیہ یعنی سندھ کے جوتے عراق اور بغداد وغیرہ میں اونچے طبقہ کے لوگ استعمال کرتے تھے۔ امام احمد بن حنبل نعالِ سندیہ کے استعمال کو پسند نہیں کرتے تھے، کیونکہ اس میں نمائش و زیبائش زیادہ تھی۔ علماء و محدثین کی ایک بڑی جماعت اس پیشہ سے رزق حلال حاصل کرتی تھی۔

---

(۲) الانساب ج ۴ ص ۸۱ و ۸۲

۱- عبداللہ بن عبد الرحمٰن بن معاویہ حذاء واسطی کالقب بلبل ہے

۲- محمد بن سالم حذّاء واسطی کالقب حمدون ہے۔

۳- جابر حذّاء تابعی ہیں۔ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی اور ان سے محمد بن سیرین نے روایت کی۔

۴- قاسم بن لمیۃ حذاء نے حفص بن غیاث سے بہت زیادہ منکر احادیث کی روایت کی ہے۔ محدثین کے نزدیک معتبر نہیں ہیں۔

۵- ابو عقیل یحییٰ بن متوکل حذاء مدینی نے بہیۃ سے روایت کی اور ان سے علماء عراق نے روایت کی ہے۔ ان کے بارے میں محدثین نے کلام کیا ہے۔ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور پروان چڑھے، پھر کوفہ چلے گئے اور وہیں ۱۶۷ھ میں فوت ہوئے۔ آنکھوں سے معذور تھے۔

۶- ابو اسحاق عاصم بن سلیمان حذاء تمیمی بصری

۷- ابو جعفر محمد بن عبد اللہ حذاء انباری نہایت ثقہ وصدوق محدث تھے۔ انہوں نے فضیل بن عیاض، سفیان بن عیینہ، شعیب بن حرب سے روایت کی اور ان سے امام احمد بن حنبل، حنبل بن اسحاق، اسحاق بن بہلول اور عبد الکریم بن ہیثم نے روایت کی ہے۔

۸- ابو عمرو احمد بن محمد بن عمر حذّاء مقری بخاری نے محمد بن یوسف فربری، ابو بکر احمد بن عبد الواحد بن رفید اور ابو سعید بکیر بن منیر بن خلید وغیرہ سے روایت کی اور ان سے حافظ ابو عبد اللہ غنجار نے روایت کی۔ ۳۶۰ھ میں انتقال کیا۔

۹- مشہور محدث خالد بن مہران حذاء بصری ایک جفت ساز کی دوکان پر بیٹھنے کی وجہ سے حذاء کی نسبت سے مشہور ہوئے۔ انہوں نے نہ کبھی جوتا بنایا اور نہ اس کی تجارت کی۔ اسی طرح ابو عبد الرحمٰن عبیدہ بن حمید حذّاء ضبّی کوفی جفت سازوں کے یہاں بیٹھا کرتے تھے، اس لیے وہ بھی حذّاء مشہور ہوئے۔(۱)

---

(۱) الانساب ج ۴ ص ۹۵ تا ص ۹۷

۱۰- عبیدہ بن حمید حذّاء کوفی حافظ الحدیث ہیں۔ انہوں نے اسود بن قیس اور دیگر اعیان محدثین سے روایت کی۔ امام کسائی کے بعد خلیفہ امین کے مؤدِّب و معلِّم تھے۔ قرآن، حدیث اور نحو کے علوم میں شہرت و مہارت رکھتے تھے۔ اسّی سال سے زائد عمر میں ۱۹۰ھ میں انتقال کیا۔(۱)

۱۱- کثیر بن عبید حذّاء حمصی مذحجی نے ساٹھ سال تک حمص کی جامع مسجد میں امامت کی ہے۔ سفیان بن عیینہ اور محدثین کی ایک بڑی جماعت سے روایت کی۔ نہایت بزرگ عالم تھے۔ ۲۵۰ھ میں انتقال کیا(۲)

۱۲- یحییٰ بن سلیم حذّاء طائفی ثقہ محدث تھے۔ عبد اللہ بن عثمان بن ہیثم اور ان کے معاصرین سے روایت کی۔ ۱۹۷ھ میں مکہ مکرمہ میں انتقال کیا۔(۳)

۱۳- ابو جعفر احمد بن حسین بن نصر حذّاء ہمدانی نے علی بن عبد اللہ مدینی، صلت بن منصور مجددی، محمد بن حمید رازی اور اسمٰعیل بن عبید حرّانی سے روایت کی اور ان سے اسمٰعیل بن علی خطبی، عبد الباقی بن قانع، احمد بن کامل وغیرہ نے روایت کی۔ دار قطنی نے ان کو ثقہ بتایا ہے۔ ۲۹۹ھ میں فوت ہوئے۔(۴)

۱۴- ابو علی حسن بن حسین بن عباس بن مغیرہ بن دومانعالی بغدادی نے ابوبکر محمد بن عبد اللہ شافعی، احمد بن یوسف بن خلّاد نصیبی، ابو سعید احمد بن محمد بن رمیح اور بہت سے محدثین سے روایت کی اور ان سے خطیب بغدادی وغیرہ نے روایت کی۔ ۴۳۱ھ میں انتقال کیا۔

۱۵- ان کے خالو ابوبکر محمد بن اسحاق بن محمد نعالی نے علی بن دُلیل ورّاق، ابوسعید احمد بن محمد بن رُمیح وغیرہ سے روایت کی اور ان سے ان کے بھانجے ابو علی ابن دومانعالی نے روایت کی ۴۰۷ھ میں انتقال کیا۔

۱۶- ابوالحسن محمد بن طلحہ بن محمد بن عثمان نعالی بغدادی خطیب بغدادی کے

---

(۱) العبر: ج:۱، ص:۳۰۶ (۲) العبر: ج:۱، ص:۴۵۶

(۳) العبر: ج:۱، ص:۳۲۰ (۴) تاریخ بغداد: ج:۴، ص:۹۷

ہم سبق اور استاذ بھی ہیں مرتے دم تک تحصیل علم میں لگے رہے۔ ۴۱۳ھ میں انتقال کیا۔

۱۷- ان کے پوتے ابو عبد اللہ حسین بن احمد بن محمد بن طلحہ نعالی حمامی بغداد کے محلہ کرخ میں رہتے تھے (۱)

۱۸- ابواسحاق ابراہیم بن غیاث بن علی نعالی کو طرائفی بھی کہتے ہیں۔ انہوں نے عبد اللہ بن محمد بن ناجیہ، عبد اللہ بن عباس طیالسی، محمد بن محمد باغندی، ابوالقاسم بغوی وغیرہ سے روایت کی اور ان سے عبد اللہ بن عثمان بن خثیم وغیرہ نے روایت کی۔ نہایت ثقہ محدث تھے۔ ۱۹۶ھ میں انتقال کیا۔ (۲)

موچیوں میں علم و علماء

جوتے کی مرمت کرنے والے کو خصّاف کہتے ہیں۔

امام ابوالطیب طاہر بن عبد اللہ طبری بغداد کے قاضی تھے۔ ایک مرتبہ موچی کو اپنے چمڑے کا موزہ درست کرنے کو دیا۔ جب لینے جاتے تو موچی ان کو دیکھ کر موزے کو پانی میں ڈال کر کہتا ہے کہ ابھی ٹھیک کر دیتا ہوں۔ کئی بار ایسا ہوا، تو امام صاحب نے اس سے کہا کہ میں نے تم کو موزہ درست کرنے کے لیے دیا ہے، تیراکی سکھانے کے لیے نہیں دیا ہے۔ (۳) اس طبقہ میں یہ مشہور علماء ہیں۔

امام ابو بکر احمد بن عمر خصّاف شیبانی امام ابو حنیفہ کے تلمیذ التلامیذ ہیں۔ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ نہایت عابد و زاہد بزرگ یا کل من کسبہ یعنی اپنی کمائی سے کھاتے تھے۔ ایک مرتبہ غلط فتویٰ دے دیا، تو تین دن تک اعلان کرایا کہ قاضی ابو بکر خصاف نے فلاں مسئلہ میں غلط فتویٰ دیا اور صحیح فتویٰ یہ ہے۔ ۲۶۱ھ میں بغداد میں انتقال کیا۔

---

(۱) الانساب، ج: ۱۳، ص: ۱۴۰ تا ۱۴۳ (۲) تاریخ بغداد: ج: ۴، ص: ۱۴۰ (۳) طبقات الشافعیہ کبریٰ ج ۸ ص ۱۵

ابو الخلیل بزیع بن حسان بصری نے ہشام بن عروہ سے روایت کی اور ان سے عبد الرحمٰن بن مبارک نے روایت کی۔ تبع تابعی ہیں۔ ثقہ راوی سے منکر احادیث بیان کرتے تھے، اس لیے محدثین نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے

مشہور بزرگ حضرت ابو بکر شبلی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے دل میں یہ خیال گذرا کہ میں بخیل اور گری ہوئی طبیعت والا ہوں۔ اس کے بعد سوچا کہ میں خود اپنے بارے میں اس کا تجربہ کروں گا اور نیت کی کہ آج میرے پاس جو کچھ آئے گا، اس کو ایسے شخص کو ہبہ کر دوں گا، جو سب سے پہلے مل جائے گا۔ ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ دار الخلافہ کے ایک ملازم نے آکر میرے سامنے ایک تھیلی رکھ دی، جس میں پچاس دینار تھے۔ میں اس کو لے کر باہر نکلا اور دیکھا کہ ایک حجام ایک اندھے کا سر مونڈ رہا ہے۔ میں نے دینار کی تھیلی اندھے کو دی۔ اس نے کہا کہ یہ تھیلی حجام کو دے دو۔ میں جب حجام کو تھیلی دینے لگا تو اس نے کہا کہ میں نے اللہ کے لیے اس اندھے کی حجامت کی نیت کی ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ اس میں سونے کے دینار ہیں۔ یہ سنتے ہی اندھے نے کہا کہ یہ کیا بخیلی کی بات کرتے ہو اور تھیلی لے کر حجام کو دے دیا، مگر حجام نے لینے سے انکار کرتے ہوئے پھر وہی بات کہی؛ الغرض اس تھیلی کو نہ حجام نے لیا اور نہ اندھے نے قبول کیا۔(۱)

مزیّنوں یعنی بال بنانے والوں میں علم و علماء

سر اور چہرے کے بال کی تراش و خراش کر کے چہرے کی آبرو اور زینت میں اضافہ کرنے والے کو عربی میں مُزَیِّن کہتے ہیں، یعنی زیب و زینت دینے والا، جس کو یہاں نائی یا حجام کہتے ہیں۔ نائی لفظ نعی سے بنا ہے،

(۱) نکت الہمیان فی نکت العمیان ص ۴۰

جس کے معنی موت کی خبر دینے والے کے ہیں۔ یہی لفظ عوام کی زبان میں نائی بن گیا۔ مسلمانوں کے تمدنی ذوقِ لطیف نے ایسے شخص کے لیے حقیقت پر مبنی لقب مزیّن رکھا ہے۔ اس پیشہ میں بڑے اولیاء اللہ، علماء و محدثین اور بزرگانِ دین گذرے ہیں۔(۱)

۱۔ ابو جعفر مزیّن کبیر مکہ مکرمہ کے مشہور عباد و زہاد میں تھے۔ وطن کہیں اور تھا، بعد میں مکہ مکرمہ میں مقیم ہو گئے تھے۔ ان کا واقعہ جعفر خلدی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک سفرِ حج کے موقع پر مزیّن کبیر کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ آپ مجھے کوئی توشۂ سفر دیجئے۔ انہوں نے کہا کہ اگر تمہاری کوئی چیز گم ہو جائے یا کسی انسان سے ملاقات کرنا چاہو تو یہ دعا پڑھو: يا جامعَ النّاسِ ليومٍ لا ريبَ فيهِ . إنَّ اللّٰهَ لا يخلِفُ الميعادَ . إجمعْ بيني و بين كذاً و كذا . ان شاء اللہ تعالیٰ اس دعا کی برکت سے تم اس شخص یا اس چیز کو پا جاؤ گے۔ اس کے بعد میں شیخ کتانی کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے بھی توشۂ سفر کی خواہش کی۔ انہوں نے مجھے ایک نگینہ دیا؛ جس پر طلسم قسم کا نقش تھا اور کہا کہ اگر تم کو غم یا پریشانی لاحق ہو، تو اس میں دیکھ لینا، اللہ تعالیٰ اس سے نجات دے گا۔

اس کے بعد میں نے جس کام کے لیے یہ دعا کی، مقبول ہوئی اور مجھے وہ چیز یا وہ شخص مل گیا۔ اسی طرح نگینہ دیکھنے سے غم دور ہو گیا۔

(۱) آپ بھی حضرت مزیّن کبیر کی اس دعا سے استفادہ کر سکتے ہیں اور کذا و کذا کی جگہ اپنی حاجت کا نام لیں۔ ۳۲۸ھ میں انتقال کیا۔

۲۔ ابو الحسن علی بن محمد مزیّن صغیر بغدادی اولیائے کبار میں سے ہیں۔ جنید بغدادیؒ، سہل بن عبد اللہ تستریؒ اور بنان حمّالؒ جیسے اہلِ زہد و تقویٰ اور صوفیہ و مشائخ کی صحبت اٹھائی ہے۔ ابو عبد اللہ حنیف بیان کرتے ہیں

(۱) المنتظم ج ۶ ص ۳۰۵

کہ ابو الحسن مزیّن نے مجھ سے مکہ مکرمہ میں بیان کیا۔ ایک مرتبہ بادیہ تبوک میں سفر کر رہا تھا، ایک کنویں سے پانی بھرنے کے لیے گیا، مگر پیر پھسل گیا اور میں کنویں میں گر گیا۔ دیکھا کہ اس کی دیوار میں ایک گڈھا ہے۔ میں اس میں اطمینان سے بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد کچھ آہٹ معلوم ہوئی۔ دیکھا تو ایک اژدہا میرے سامنے آ رہا تھا۔ میں نے بڑے سکون سے اس کو آتے دیکھا۔ اس نے مجھ کو لپیٹ لیا اور کنویں کے اوپر لا کر مجھ سے علیحدہ ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے اس کو نہیں دیکھا، معلوم نہیں زمین اس کو نگل گئی، یا آسمان نے اٹھا لیا۔ میں نے اٹھ کر اپنا راستہ لیا۔(۱)

ایک مرتبہ عمرہ کے احرام کے لیے تنعیم گئے، تو واپسی پر راستہ میں روتے جاتے تھے اور یہ شعر پڑھتے جاتے تھے۔

أنا فعي دمعي فأبكيك　　　هيهات مالي طمع فيك

اے آنسو! کیا تو مجھے نفع دے گا کہ روؤں۔ افسوس کہ مجھ کو تم سے کوئی امید نہیں ہے۔(۲)

ان کا قول ہے کہ گناہ کے بعد گناہ پہلے گناہ کی سزا ہے اور نیکی کے بعد نیکی پہلی نیکی کی جزا ہے۔ ۳۲۸ھ میں فوت ہوئے۔ بعض کتابوں میں ان کو مزیّن کبیر لکھا ہے۔(۳)

ابو یوسف یعقوب بن سادہ بن اسحاق بن ابراہیم مزیّن اصفہانی ثقہ وصدوق محدث ہیں۔ انہوں نے عبید بن حسن، عبد اللہ بن محمد بن زکریا نے، احمد بن ابو عاصم وغیرہ سے روایت کی اور ان سے حافظ ابو بکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ نے روایت کی ہے(۴)

---

(۱) المنتظم ج: ۶، ص: ۳۰۴
(۲) طبقات الصوفیہ ص: ۳۸۲
(۳) الانساب، ج: ۱۲، ص: ۲۳۳
(۴) روضۃ العقلاء، ابن حبان ص: ۱۸

حجاموں میں یعنی پچھنے لگانے والوں میں علم و علماء

حجامت یعنی پچھنے لگاکرخون نکالنے والے کو حجّام کہتے ہیں۔ یہ فن جراحت میں ماہر ہوتے تھے۔ یہ کام بھی کئی ائمہ حدیث اور اہل علم وفضل نے کیا ہے۔
ایک بزرگ عطاء سلمی حائک یعنی جامہ باف تھے۔ ان کے یہاں یہ اشعار لکھے ہوئے تھے۔

إنّما التقوٰی هو الشرف و الكرم
و فخرك بالدنيا هو الذّل و العدم

تقویٰ ہی شرافت اور نجابت ہے اور تمہارا دنیاوی فخر ذلت اور بے وقعتی ہے۔

و ليس على عبدٍ تقيٍّ نقيصةٌ
إذا صحّح التقوٰی و إن حاك او حجمَ

متقی بندے کے لیے جب اس کا تقویٰ صحیح ہو تو کوئی عیب نہیں ہے، چاہے وہ جامہ بافی کرے یا حجامت کرے۔

۲- حضرت ابوطیبہ حجّام مولی انصار رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پچھنے لگاکر آپ کے جسم مبارک سے خون نکالا ہے۔ ان کا نام دینار یا نافع ہے(۱)

دینار حجام حضرت جریر بن عبد اللہؓ کے غلام ہیں۔ انہوں نے حضرت زید بن ارقمؓ کو پچھنی لگائی ہے۔ ان سے یونس بن عبد اللہ جرمی نے روایت کی ہے۔

۲- دینار حجام نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو پچھنی لگائی ہے، ان سے نضر بن شمیل نے روایت کی ہے۔ ابو حاتم بن حبّانی کے نزدیک یہ ابو طالب حجّام ہیں، جن سے حضرت قتادہ نے روایت کی ہے۔

۳- ابوسعد سیما حجّام سمرقندی نے امام عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی کو پچھنی

(۱) روضۃ العقلاء، ابن حبان ص ۱۸

لگائی ہے، ان سے حدیث کی روایت کی ہے اور ان سے محمد بن اسحاق کرابیسی نے روایت کی ہے اور امام دارمی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جس شخص کا معاملہ لوگوں سے ہو، اس کو لوگوں کی خاطرداری کرنی چاہیے۔(۱)

ابوعبد اللہ جنید بن عبد اللہ حجام کوفی نے اپنے استاذ زید ابو اسامہ حجام اور مختار بن منیح ثقفیؒ سے روایت کی اور ان سے ابونعیم، قتیبہ، ابوسعید اشج، حسن بن علی بن عفان وغیرہ نے روایت کی ہے۔(۲)

ابو اسامہ زید حجام کوفی جنید حجام کے استاذ ہیں۔ انہوں نے عکرمہ، شعبی، قاسم بن محمد، ابوحازم اشجعی، سالم بن عبد اللہ بن عمر اور مجاہد وغیرہ سے روایت کی اور ان سے جنید حجام، عیسیٰ بن یونس، ابو اسامہ، ابو معاویہ، ابونعیم نے روایت کی۔(۳)

موزہ بنانے والوں میں علم و علماء

سردی سے بچانے کے لیے پیروں میں خفؔ یعنی چمڑے کے موزے پہنے جاتے ہیں۔ خفؔ سازوں میں بھی بڑے بڑے علماء گذرے ہیں ان کو خفاف کہتے ہیں۔

۱- عطاء بن مسلم خفاف کوفی کا قیام حلب میں تھا۔ محمد بن سوقہ اور دوسرے محدثین سے روایت کی۔ علم حدیث کے زبردست عالم تھے ۱۹۰ھ میں فوت ہوئے(۴)

۲- ابو نصر عبد الوہاب بن عطاء خفاف بصری نے امام حمید، خالد حذّاء اور دوسرے محدثین سے روایت کی۔ نہایت ثقہ محدث تھے ۲۴۹ھ میں انتقال کیا(۵)

۳- ابوعثمان، بشّار بن موسیٰ خفاف عجلی بصری کا قیام بغداد میں تھا۔ ابوعوانہ، عبید اللہ بن عمرو رقیؔ، یزید بن زریع وغیرہ سے روایت کی اور ان سے امام احمد بن حنبل اور دوسرے بہت سے محدثین نے روایت کی۔ خطیب بغدادی نے کہا

(۱) الانساب ج ۴ ص ۶۹ (۲) تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۱۲۰ (۳) تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۴۲۹

(۴) العبر ج ۱ ص ۳۰۶ (۵) العبر ج ۱ ص ۳۴۶

ہے کہ بشار حدیث کا درس دیتے تھے اور متبع سنت تھے۔ امام احمد کا قول ہے کہ وہ متبع سنت مشہور عالم دین تھے۔ علی بن مدینی کہتے ہیں کہ بغداد میں سنت پر ان سے زیادہ سخت کوئی نہیں تھا۔ ۲۲۸ھ میں فوت ہوئے۔

سقاؤں یعنی بہشتیوں میں علم و علماء

بازاروں، راستوں اور عام جگہوں پر پیاسے لوگوں کو پانی پلانے اور گھروں میں پانی پہونچانے والوں کو سقاء کہتے ہیں۔ اہل بغداد ان کو شاربی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ مشکیزے سے مکانوں میں پانی پہنچاتے تھے۔ اور صاف ستھرے آبخورے اور صراحی میں سرد و شیریں پانی یا شربت پلاتے تھے۔ یہی ان کا مستقل ذریعۂ آمدنی تھا۔

بحرین کے قریب ساحلی تجارتی شہر سیراف اور قاہرہ کے قریب شہر فسطاط میں آٹھ آٹھ منزلہ مکانات اور بلڈنگیں تھیں اور ان کے نیچے کی منزل میں کئی سو سقے رہتے تھے؛ جو اجرت پر ان بلڈنگوں میں پانی پہونچاتے تھے۔ اسی طرح ہر بڑے شہر میں ان کی بڑی تعداد ہوتی تھی۔

اس دور میں پانی پینے پلانے کا انتظام نہایت معقول تھا اور اس میں بڑی لطافت و نظافت کا اہتمام تھا۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جس کو مروّت و شرافت سیکھنی ہو، بغداد کے سقاؤں سے سیکھے۔ لوگوں نے پوچھا وہ کیسے؟ تو بتایا کہ جس وقت مجھے قید کر کے بغداد لے جایا گیا، ایک شخص میرے پاس سے گذر رہا تھا، جس کے بدن پر مصری چادر اور سر پر دیبقی رومال تھا اور اس کے ہاتھ میں مٹی اور شیشے کے خوبصورت کوزے تھے۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا یہ سلطان کا ساقی ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، یہ عام لوگوں کو پانی پلاتا ہے۔ میں نے ہاتھ کے اشارے سے اس سے پانی مانگا۔ اس نے کوزے میں پانی دیا، جس سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ میں

نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اس کو ایک دینار دے دو۔ اس نے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ تم قیدی ہو۔ یہ بات مروّت و شرافت کے خلاف ہے کہ تم سے میں کچھ وصول کروں۔ میں نے اس کی یہ بات سن کر کہا کہ اس شخص میں کمال درجہ کی شرافت ہے۔(۱)

امام وکیع بن جراحؒ دوپہر کا قیلولہ و آرام چھوڑ کر کوفہ کے سقاؤں کے پاس جاکر ان کو قرآن و حدیث کا درس دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ لوگ اپنے ذریعۂ معاش کی وجہ سے میرے پاس نہیں آسکتے ہیں (۲) دوسری روایت میں ہے کہ وکیع بن جراح نماز ظہر کے بعد اس جگہ جاتے تھے، جہاں سے مشک میں پانی بھر کر شہر میں لے جاتے تھے اور ہر ایک سے معلوم کرتے تھے کہ تم کو کتنا قرآن یاد ہے؟ جس کو یاد نہ ہوتا یا کم یاد ہوتا، اس کو اتنی سورتیں یاد کراتے تھے، جو نماز کے لیے کافی ہوں۔(۳)

انسانوں کی تشنگی بجھانے والے سقاؤں نے علم کے چشمہ سے اپنی تشنگی بجھا کر بہت سے لوگوں کی علمی و دینی تشنگی بجھائی ہے اور ان میں بہت سے علماء و فقہاء اور محدثین پیدا ہوئے ہیں۔

۱- ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ مزنی واسطی ابن السقاء کی کنیت سے مشہور ہیں۔ حدیث کے زبردست عالم تھے۔ حافظہ بہت قوی تھا۔ انہوں نے ابو خلیفہ فضل بن حباب جمحی، زکریا، بن یحییٰ ساجی، ابو یعلی احمد بن علی موصلی اور دوسرے بہت سے محدثین سے روایت کی تھی۔ ان کے شاگردوں میں امام ابو الحسن دار قطنی، حافظ ابو نعیم اصفہانی اور ابو القاسم بن ثلاج وغیرہ ہیں۔ ۳۷۳ھ میں انتقال کیا۔

۲- ابو حفص عمر بن علی بن بحر سقاء بصریؒ حدیث میں امامت کا درجہ رکھتے

---

(۱) تاریخ بغداد ج: ۱، ص: ۵۰ (۲) الجامع لاخلاق الراوی، ص: ۶

(۳) تاریخ بغداد ج ۲

ہیں۔ ۲۱۶ھ، ۲۲۴ھ اور ۲۳۶ھ میں بصرہ سے اصفہان آکر حدیث کا درس دیا۔ ابوزرعہ رازی نے ان کو علم حدیث کا شہ سوار کہا ہے اور ابو سعید رازی کا قول ہے کہ میرے علم میں ابوحفص سے زیادہ مستند عالم اصفہان میں نہیں آیا۔

۳- احمد بن مسلم سقاء مصری شامی نے سفیان بن عیینہ، معن بن عیسیٰ، شبابہ بن سوّار سے حدیث کی تعلیم پائی ہے اور ان سے صالح بن بشر بن سلمہ طبرانی اور ابو عامر حمّصی نے روایت کی ہے۔

۴- ابوبکر احمد بن محمد بن بشر مقری مروزی بغدادی اہل بغداد کی اصطلاح کے مطابق شاربی کی نسبت سے مشہور ہیں۔ بغداد میں مستقل قیام تھا۔ انہوں نے ابوبکر محمد بن محمد بن سلیمان باغندی سے روایت کی اور ان سے ابو بکر احمد بن محمد برقانی نے روایت کی ہے۔(۱)

اُستخواں بندوں میں علم و علماء

ٹوٹی ہڈیوں اور کمر کولھوں کو درست کرنے والے کو مُجبّر کہتے ہیں۔ اس فن میں بھی اہل علم گذرے ہیں، جنہوں نے اپنے علم و حکمت سے اللہ اور بندوں کے ٹوٹے ہوئے رشتہ کو جوڑا ہے۔ مثلاً:

۱- ابوالحسن احمد بن محمد بن موسیٰ مجبّر بغدادی نے ابراہیم بن عبد الصمد ہاشمی، حسین بن اسمٰعیل محاملی، ابوبکر محمد بن قاسم انباری وغیرہ سے حدیث کی روایت کی ہے اور ان سے ابوالقاسم عبیداللہ بن احمد ازہری اور محدثین کی ایک جماعت نے روایت کی ہے۔ ۴۰۵ھ میں انتقال کیا۔

۲- ابوالحسین عبدالرحمٰن بن سیما بن عبد اللہ مجبّر بغدادی مولی بنی ہاشم کا مستقل قیام بغداد کے غالب بازار میں تھا۔ انہوں نے ابوالعباس برتی، محمد بن یونس کدیمی، اسمٰعیل بن محمد فسوی وغیرہ سے روایت کی اور ان سے محمد بن

(۱) الانساب ج ۷ ص ۳۴۹ و ج ۸ ص ۱۲

اسمٰعیل وراق، ابوالحسن محمد بن احمد بن زرق، ابو علی حسن بن احمد بن شاذان بزاز نے روایت کی۔ ثقہ محدث تھے۔ ۳۵۰ھ میں انتقال کیا۔(۱)

رسی بٹنے والوں میں علم و علماء

ہر قسم کی رسی بٹنے اور بیچنے والے کو حبال کہتے ہیں اور کشتیوں اور جہازوں میں کام آنے والی موٹی موٹی رسیوں اور رسوں کے بنانے بٹنے والے کو قلوسی اور قلاس کہتے ہیں۔ اس پیشہ کے چند مشہور علماء و مشائخ یہ ہیں:

۱- قاضی بکر بن عبد اللہ بن محمد حبال رازی کے والد ابوبکر امیر اسمٰعیل بن احمد کی طرف قاصد بنا کر نیشاپور آئے تھے اور بکر بن عبد اللہ نے نیشاپور آکر منکر احادیث کی روایت کی۔

۲- ابوالحسن علی بن عبد اللہ بن ابراہیم حبال اصفہانی نے ابوعبد اللہ محمد بن ایوب رازی سے روایت کی ہے۔(۲)

۳- ابویوسف یعقوب بن اسحاق زیاد قلوسی بصری نے ابو عاصم ضحاک بن مخلد نبیل، محمد بن عبد اللہ انصاری، عثمان بن عمر بن فارسی، حجاج بن منہال وغیرہ سے روایت کی اور ان سے ابو بکر بن ابی الدنیا، حسن بن علیل عنزی، قاسم بن زکریا، مطرز، یحییٰ بن محمد بن صاعد اور ابوبکر بن ابوداؤد نے روایت کی۔ نہایت ثقہ حافظ حدیث تھے۔ نصیبین کے قاضی تھے اور وہیں ۲۷۱ھ میں انتقال کیا۔

۴- ان کے پوتے ابو یوسف یعقوب بن مسدد بن یعقوب بن اسحاق قلوسی بصری نے بغداد میں اپنے دادا کی کتاب سے حدیث کی روایت کی۔ ان سے ابن شاہین نے روایت کی ہے۔

۵- ان کے والد ابوالحسین مسدد بن یعقوب بن اسحاق قلوسی نے اپنے

---

(۱) الانساب ج ۱۲ ص ۸۸ (۲) الانساب ج ۴ ص ۳۷۔

والد سے روایت کرکے مصر اور حرّان میں حدیث کا درس دیا۔ ان کے شاگرد سعد بن علی بن جلیل کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور کہا کہ یا رسول اللہ! قلوسی نے آپ کی یہ حدیث ہم سے بیان کی ہے، تو آپ نے فرمایا کہ قلوسی نے صحیح بیان کیا ہے۔(۱)

رسی بٹوں کا یہ پورا گھرانا حدیث میں امامت کا مرتبہ رکھتا تھا اور اس پیشہ میں رہ کر دینی علوم کا مخزن تھا۔

۶- ابوعبد اللہ محمد بن خزیمہ قلّاس بلخی نے محدثین کی ایک جماعت سے روایت کی ہے۔

۷- ابویحییٰ زکریا قلّاس عابد و زاہد بزرگ اور محدث تھے۔ ان سے عبد الصمد بن فضل بلخی نے روایت کی ہے۔

۸- حسین یا حسن قلّاس بغدادی امام شافعیؒ کے اقوال و آراء کے زبردست عالم اور بڑے پایہ کے حافظ حدیث تھے۔

۹- ابویحییٰ جعفر بن ہاشم بن حلبس قلّاس نے معلیٰ بن اسد سے اور ان سے ابن مخلد عطّار نے روایت کی۔

۱۰- ابو ابراہیم اسحاق بن عبد اللہ بن ربیع قلّاس بخاری نے محمد بن امیّہ ساوی، کعب بن سعید، محمد بن سلام اور سریج بن موسیٰ موذّن سے روایت کی اور ان سے عمران بن موسی بن ضحاک، موسیٰ بن عیسیٰ اور سہل بن بشر محمد بن کندی بخاری نے روایت کی۔

۱۱- ابو محمد عنبر بن یزید قلّاس نے ابراہیم بن اشعث، محمد بن سلّام وغیرہ سے روایت کی اور ان سے حامد بن سہل بن حارث نے روایت کی ہے۔

۱۲- ابو بکر محمد بن یعقوب بن قلّاس بغدادی نے علی بن جعد اور حماد بن اسحاق موصلی سے روایت کی اور ان سے محمد بن مخلد دوری اور ابو بکر احمد بن

---

(۲) الانساب ج ۱۰ ص ۴۷۷

جعفر بن سلم فستلی نے روایت کی۔ ۲۹۵ھ میں انتقال کیا۔

۱۳- امام ابو نصر احمد بن محمد بن نصر قلاّس نسفی اپنے شہر نسف کے امام تھے۔ سمرقند میں حدیث و فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ ان سے ابو حفص عمر بن محمد بن احمد نسفی نے روایت کی۔ سمرقند میں ذوالحجہ ۴۹۳ھ میں فوت ہوئے۔

۱۴- ان کے والد کے چچا ابوالحسن علی بن احمد بن محمد قلاّس نسف کے رئیس تھے۔ اپنے دادا ابو بکر محمد بن ابراہیم قلاّس، ابو علی حسین بن صدیق نسفی اور ابو اسحاق ابراہیم بن محمد رازی وغیرہ سے روایت کی۔ رجب ۴۴۷ھ میں فوت ہوئے۔

۱۵- ابو طاہر محمد بن نصر بن احمد قلاّسی نسفی نے ایک زمانہ تک سمرقند میں بڑے بڑے سرکاری عہدوں پر رہ کر خدمت انجام دی، مگر آخری عمر میں سب سے الگ ہو کر نسف میں حدیث کا درس دینے لگے اور وہیں ۴۷۸ھ کو انتقال کیا۔

۱۶- ان کے صاحبزادے ابو بکر محمد بن محمد بن نصر قلاسی نے سمرقند میں فقہ کی تعلیم پائی اور نسف میں ذوالحجہ ۴۱۸ھ کو انتقال کیا۔

۱۷- ان کے بھائی ابو محمد ناصر بن محمد بن نصر قلاّسی نے نسف اور سمرقند میں حدیث کی تعلیم بہت زیادہ حاصل کی۔ امام عمر نسفی کا بیان ہے کہ میں نے ان کو بچپن میں دیکھا ہے۔ نسف میں حدیث کا درس دیتے تھے۔ کم عمری کی وجہ سے میں ان سے استفادہ نہیں کر سکا تھا۔ ۴۷۲ھ میں انتقال کیا۔

یہ پورا خاندان نسلاً بعد نسلٍ رسّی بافی کا پیشہ رکھتا تھا اور اسی کے ساتھ نسلاً بعد نسلٍ حدیث و فقہ میں امامت و سیادت رکھتا تھا۔

۱۸- ابو سعید حاتم بن عقیل بن مہتدی قراری لولوی نے عبداللہ بن حماد آملی، فتح بن ابو علوان، یحییٰ بن اسمٰعیل سے روایت کی اور ان سے قاسم بن محمد بن قاسم بن خلیل نے روایت کی۔ ۳۳۳ھ میں انتقال کیا۔

۱۹- ابو احمد محمد بن احمد بن محمد بن حمدان مزاری نیشاپوری نے حسین بن

اسمٰعیل محاملی، یوسف بن یعقوب بن بہلول، حافظ ابو العباس بن عقدہ وغیرہ سے روایت کی اور ان سے ابوسعد عبد الرحمٰن بن علیک، ابو عثمان سعید بن محمد بحیری وغیرہ نے روایت کی۔ مدتوں حدیث کا درس دیا۔ ۳۹۵ھ میں انتقال کیا

۲۰- ابو حامد احمد بن محمد بن حمدان مراری نے ابو العباس محمد بن اسحاق سراج سے بغداد میں، ابو العباس احمد بن محمد بن عقدہ سے کوفہ اور ابوعبد اللہ محمد بن مخلد عطار سے بغداد میں روایت کی اور ان سے ابوعبد اللہ حاکم نے روایت کی۔(۱)

۲۱- ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن محمد بن مندہ مفتولی اصفہانی نے حاجب بن ارکین فرغانی دمشقی وغیرہ سے روایت کی اور ان سے حافظ ابو بکر بن مردویہ نے روایت کی ہے۔ نرئی (پانی میں جمنے والی بڑی گھاس) کو بٹ کر مسجد وغیرہ کے لیے فرش کو مفتول اور اس کے بنانے والے کو مفتولی کہتے ہیں۔(۲)

چٹائی بنانے والوں میں علم و علماء

بوریہ اور حصیر یعنی چٹائی بنانے اور فروخت کرنے والے کو بورانی، بورائی، حصری اور حصائری کہتے ہیں۔ رزق حلال کمانے والے علماء و مشائخ کا یہ خاص پیشہ رہا ہے۔

۱- ابوعلی حسن بن ربیع بورانی بجلی کوفی نے عبد اللہ بن مبارک اور ابو اسحاق فرازی سے روایت کی ہے اور ان سے اہل عراق نے روایت کی۔ ان کو عبد اللہ بن مبارک کے وصال کے وقت ان کی آنکھیں بند کرنے اور ان کو غسل دینے کا شرف حاصل ہے۔ ۲۲۰ھ میں انتقال کیا۔ ایک قول کے مطابق وہ بخاری و مسلم کے استاذ ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن مبارک نے ان سے پوچھا کہ حسن! تمہارا پیشہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں بورانی ہوں، تو انہوں نے دریافت کیا کہ

---

(۱) الانساب ج ۱۲ ص ۱۶۹ (۲) الانساب ج ۱۲ ص ۳۷۴

بورانی کس کو کہتے ہیں۔حسن نے بتایا کہ

لی غلمان یصنعون البواری یعنی میرے یہاں نوکر اور مزدور چٹائیاں بناتے ہیں۔ یہ سن کر ابن مبارک نے فرمایا لو لم یکن لك صناعة ما صحبتني یعنی اگر تم کوئی پیشہ نہ کرتے تو میرے ساتھ نہیں رہ سکتے تھے۔ ان کو خشاب بھی کہتے ہیں، کیونکہ اسی کے ساتھ بانس بھی فروخت کرتے تھے۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے یہاں بانس کی چٹائیاں بنتی تھیں۔

۲- ابوبکر احمد بن محمد بن خالد بورانی قاضی تکریت نے بغداد آکر ابی عماد مروزی، لوین محمد بن سلیمان، حسین بن عبد الرحمٰن احتیاطی سے روایت کی اور ان سے ابوبکر احمد بن جعفر بن مالک قطیعی، محمد بن مظفر، محمد بن زید بن مروان وغیرہ نے روایت کی۔ان سب حضرات نے ان کا نام محمد بتایا ہے۔ ۳۰۴ھ میں فوت ہوئے۔

۳- احمد بن محمد بورانی حدیثی جزیرہ کے شہر حدیثہ کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے جعفر بن محمد مدائنی سے روایت کی اور ان سے ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی نے روایت کی ہے۔

۴- ابو عبد اللہ راشد بن ملیک بن حمائل بورائی کا مکان مغربی بغداد میں دار الدقیق کی شاہراہ پر تھا۔ کبیر السن، نہایت بزرگ مستور الحال عالم تھے۔ انہوں نے حافظ ابوعلی احمد بن محمد بن احمد بردانی سے روایت کی ہے۔سمعانی نے لکھا ہے کہ میں نے ان سے دو حدیث کی روایت کی ہے۔۵۳۶ھ میں میں نے ان کو زندہ چھوڑا تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ ۵۴۳ھ میں فوت ہوئے۔

۵- ابوعبد الرحمٰن سلمان بن حردمان بورائی ماکسینی کے بارے میں سمعانی نے تصریح کی کان یعمل البواری ببغداد بناحیة باب الشام یعنی وہ بغداد کے محلہ باب الشام کے علاقہ میں چٹائیاں بناتے تھے۔ نہایت بزرگ اور خیر کے کاموں میں آگے تھے۔اپنی روزی خود کماتے تھے۔انہوں نے

ابو سعد محمد بن عبدالکریم کرخی اور ابو غالب شجاع بن فارس ذہلی وغیرہ سے روایت کی۔ سمعانی نے ان سے حدیث حاصل کی۔ موصل سے کچھ دور ۵۴۴ھ میں انتقال کیا۔

۶- ابواحمد محمد بن ابراہیم بن ادریس بورائی نے محمد بن حسین بن اشکاب سے روایت کی اور ان سے ابوالحسن علی بن عمر بن محمد سکری نے روایت کی ہے(۱)

۷- سعید بن ایوب بن ثواب خصری بصری نے بغداد آکر موئل بن اسمٰعیل، ازہر بن سعد سمان، ابو عتاب دلال، محمد بن عبد اللہ انصاری سے روایت کی اور ان سے اسمٰعیل بن فضل بلخی، عبد اللہ بن محمد بن یاسین، یحییٰ بن محمد بن صاعد، محمد بن احمد بورانی اور قاضی ابو عبد اللہ محاملی نے روایت کی ہے۔

۸- علی بن محمد خصری۔

۹- احمد بن ہشام بن حمید حصری نے محمد بن یونس کدیمی سے روایت کی اور ان سے حافظ ابو علی بن لیث شیرازی نے روایت کی ہے۔

۱۰- ابوالحسن علی بن ابراہیم صوفی خصری بغدادی مشائخ کبار میں بڑے مقام ومرتبہ کے بزرگ ہیں۔ بغداد میں جامع منصور کے دروازے پر واقع رباط و خانقاہ ان ہی کی طرف منسوب ہے، جو بعد میں ان کے ایک مرید ابوالحسن زوزنی کی طرف منسوب ہوکر، رباط زوزنی مشہور ہوئی۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک ہزار مشائخ کی صحبت اٹھائی ہے اور ہر ایک کا ایک واقعہ مجھے یاد ہے۔ ان میں سے شیخ خصری بھی ہیں۔ ۳۷۱ھ میں فوت ہوئے۔

۱۱- ابو القاسم عبد اللہ بن عثمان بن زیدان خصری بغدادی نے احمد بن سندی حدّاد، ابو احمد محمد بن احمد بن مطلب ہاشمی، ابو بکر احمد بن جعفر بن مالک قطیعی سے روایت کی اور ان سے ابوالحسن علی بن عبد الغالب ضراب نے روایت کی۔ ثقہ محدث تھے۔ حدود ۴۱۰ھ میں انتقال کیا۔(۱)

---

(۱) الانساب ج ۲ ص ۳۵۰ تا ص ۳۵۲

(۱) الانساب ج ۴ ص ۱۷۱ تا ۱۷۴

۱۲- ابو علی حسن بن حبیب حصائری دمشقی کو حصری بھی کہتے ہیں۔ ان کی ایک کتاب "الزہد و الرقائق" ہے، جس میں امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے صالح سے روایت کی ہے۔

۱۳- ابو محمد جعفر بن احمد بن نصر حصیر نیشاپوری حافظ حدیث ہیں۔ اسحاق بن راہویہ وغیرہ سے روایت کی ہے اور ان سے ابو مصعب زبیری، احمد بن خضر شافعی، محمد بن سُرتی، محمد بن ابراہیم شافعی اور ابو عمرو بن حمدون نے روایت کی ہے۔ تین دن تک مرض الموت میں رہے، مگر قرآن کی تلاوت نہیں چھوڑی۔ ۳۰۳ھ میں انتقال کیا(۱)

۱۴- ابو الفتوح نصر بن ابو الفرج محمد بن علی حصری بغدادی حنبلی کا لقب برہان الدین ہے۔ حرم محترم میں حطیم کے امام تھے۔ ذہبی نے ان کو "الإمام الحافظ، المفید، شیخ القراء کے القاب سے یاد کیا ہے۔ اپنے زمانہ کے ائمہ حدیث و فقہ کی ایک جماعت کثیرہ سے روایت کی ہے۔ تجوید و قراءت میں امامت کا درجہ رکھتے تھے، اسی کے ساتھ عبادت و ریاضت میں بہت آگے تھے۔ ۶۱۹ھ میں انتقال کیا۔(۲)

ٹوکری وغیرہ بنانے والوں میں علم و علماء

کھجور کے پتوں، درخت کی چھالوں اور بانس وغیرہ سے ٹوکری، ماعونی اور استعمالی ظروف اور پنکھے بنانے اور بیچنے والے کو خوّاص کہتے ہیں۔ یہ اولیاء و مشائخ کا خاص پیشہ تھا۔

۱- مسلم بن میمون خوّاص ملک کے عبّاد و زہّاد میں سے بڑے مقام و مرتبہ کے بزرگ ہیں۔ ان پر صلاح و تقویٰ کا اس قدر غلبہ تھا کہ حدیث کے حفظ و اتقان کی طرف توجہ نہ ہو سکی اور حسب ثقہ راویوں کی حدیث سے ان کی بیان کردہ حدیث

(۱) تذکرۃ الحفاظ، ج: ۲، ص: ۲۴۴ (۲) تذکرۃ الحفاظ، ج: ۴، ص: ۱۶۹

کی مطابقت نہ ہو، اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے ابو خالد احمر سے روایت کی اور ان سے احمد بن ابراہیم بن ملاس نے روایت کی ہے۔

۲- ابو سلمہ عیسیٰ بن میمون خوّاص واسطی نے مشہور مفسر سدّی سے عجائب و غرائب کی روایت کی اور ان سے احمد بن سہل ورّاق نے روایت کی۔ جب یہ کسی روایت میں منفرد ہوں تو اس سے احتجاج واستدلال نہیں کیا جائے گا۔

۳- ابو عتبہ عبّاد بن عبّاد خوّاص فارسی نے فلسطین کے مقام ارسوف میں سکونت اختیار کر لی تھی، ان پر بھی عبادت و ریاضت اور تقشف کا اس قدر غلبہ ہو گیا تھا کہ حدیث کے حفظ و اتقان کا خیال نہیں رہا۔(۱)

۴- ابو عبید خوّاص مشائخ عظام میں بڑے عالی مرتبہ بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ سے حیاء کی وجہ سے ستر سال تک آسمان کی طرف نظر نہیں اٹھائی۔ خشیت خداوندی کا یہ حال تھا کہ سورۃ القارعہ نہ خود پڑھ سکتے تھے اور نہ دوسرے کو پڑھتے ہوئے سن سکتے تھے (۲)

ابو الحسن سمنون بن حمزہ خوّاص اولیائے کاملین میں سے ہیں۔ حضرت سری سقطی کی صحبت اٹھائی ہے۔ حضرت جنید بغدادی کے بعد انتقال کیا۔ بے نفسی کا یہ حال تھا کہ خود اپنے کو سمنون کذّاب کہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ دریائے دجلہ کے کنارے وجد و کیف کے عالم میں یہ اشعار پڑھتے رہے۔

کان لی قلب اعیش بہ ضاع منی فی تقلّبہ
رب اردُدہ علیّ فقد عیل صبری فی تطلّبہ
و أغِث ما دام لی رمقٌ یا غیث المستغیث بہٖ (۳)

۶- ابو اسحاق ابراہیم بن احمد بن اسمٰعیل خواص کے حالات تفصیل سے خطیب بغدادی اور امام شعرانی نے بیان کیے ہیں۔ اپنے وقت کے اولیاء

---

(۱) الانساب، ج:۵، ص:۲۱۹ (۲) الطبقات الکبریٰ شعرانی، ج:۱، ص:۱۵۳

(۳) الطبقات الکبریٰ شعرانی، ج:۱، ص:۹۹

کبار میں سے ہیں۔ حضرت جنید بغدادی کے معاصر ہیں۔ ابوالحسن نجرانی کا بیان ہے کہ میں صوفیہ کے سخت خلاف تھا اور ان کے یہاں آنے جانے والوں کو اچھا نہیں سمجھتا تھا۔ ایک مرتبہ میں بغداد گیا اور محدثین سے حدیث کا درس لیا۔ اسی زمانہ میں دیکھا کہ ابراہیم خوّاص کے یہاں لوگ آجارہے ہیں، میں نے ان کے یہاں جاکر ان کی باتیں سنیں تو معلوم ہوا کہ ان کے پاس صحیح علم ہے جو مخلوق کے لیے ضروری ہے۔ میں نے اپنی دو بار (بوجھ) کتابیں دوسروں کو دے دیں اور ان کے یہاں آنے جانے لگا۔ وہ بہت دنوں تک میری طرف متوجہ نہیں ہوئے، مگر دیکھا کہ میرے اندر طلب صادق ہے تو پوری توجہ کی اور اپنے قریب کر لیا۔ ان کا انتقال ۲۹۱ھ میں ملک رے میں ہوا۔(۱)

۷۔ جعفر بن محمد بن نصیر خوّاص خلدی بغدادی سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ سے فیضیاب ہیں۔ نیز توری، رویم، میمون، جریری اور دوسرے مشائخ کی صحبت پائی ہے۔ صوفیہ، مشائخ کی کتابوں کے شارح و ترجمان ہیں۔ تقریباً ساٹھ حج کیے ہیں۔ امام قشیری نے ان کو ان حضرات میں شمار کیا ہے جن پر طریقت کا مدار ہے۔ ۳۴۸ھ میں بغداد میں انتقال کیا۔(۲)

۸۔ علی خواص برسی اولیائے کاملین میں سے ہیں، لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ اس کے باوجود قرآن و حدیث کے معانی و مطالب اس طرح بیان کرتے تھے کہ علماء اس کو سن کر حیرت میں پڑ جاتے تھے۔ ابتداء میں گھوم گھوم کر صابون وغیرہ بیچتے تھے۔ چند سال روغن فروشی کی دوکان لگائی اور آخر میں خوّاصی کا کام اختیار کیا اور درختوں کے پتوں، ڈالیوں اور چھالوں سے ٹوکری اور پنکھا وغیرہ بنانے لگے اور آخری وقت تک اس پیشہ سے تعلق رکھا۔ ایک مرتبہ آشوب چشم میں مبتلا ہو گئے۔ ایک شخص نے کچھ رقم دی اور کہا کہ جب تک صحت نہ ہو، اسی رقم سے اپنا کام چلائیے، مگر حضرت علی خوّاص نے یہ کہہ

---

(۱) طبقات کبریٰ: ج:۱، ص:۱۰۷، تاریخ بغداد، ج:۶، ص:۷ (۲) طبقات کبریٰ شعرانی ج ۱ ص ۱۳۱

کر لینے سے انکار کر دیا کہ میں اپنی کمائی سے مطمئن نہیں ہوں کہ جائز ہے یا ناجائز ہے، تو دوسرے کی کمائی سے کیسے مطمئن ہو سکتا ہوں۔ امام شعرانی نے ان کے مناقب و فضائل بہت زیادہ بیان کیے ہیں۔ اور لکھا ہے کہ:

و كان يعظّم ارباب الحرف النافعة فى الدنيا كالسقاء، و الزبّال، والطبّاخ، و الفيخراني، ومقدم الوالي، ومقدم امير الحاج، والمعدّاوى، والطّوّافين على رؤسهم بالبضائع، و يدعو لهم، و يكرمهم. (۲)

پنکھا بنانے والوں میں علم اور علماء

جیسا کہ معلوم ہوا ٹوکری اور پنکھا بنانے والے کو خوّاص کہتے ہیں اور جو لوگ خاص طور سے پنکھا بناتے تھے، ان کو مَراوِحی کہتے ہیں۔ مَراوح، مِروحہ کی جمع ہے، جس کے معنی پنکھے کے ہیں۔

۱۔ ابو نصر عبد الصمد بن فضل بن خالد مَراوِحی ربعی نہایت نیک عالم تھے۔ مصر میں رہتے تھے و كان اوّل من اخرج عمل المَراوِحِ بمصر یعنی انہوں نے مصر میں سب سے پہلے ایک قسم کا پنکھا بنانے کو رواج دیا۔ انہوں نے ابن وہب، سفیان بن عیینہ اور وکیع بن جراح سے روایت کی۔ مصر میں ۲۴۳ھ میں انتقال کیا۔

ابو عروہ مَراوِحی بصری ابتدائی دور میں مصر چلے گئے اور مفضل بن فضالہ سے روایت کی۔ ان کے بارے میں کتاب الغرباء کے مصنف ابو سعید بن یونس کہتے ہیں و كان اوّل مَن عمل المراوِح بمصر یعنی انہوں نے سب سے پہلے مصر میں ایک خاص قسم کا پنکھا بنایا۔ (۲)

---

(۱) طبقات کبریٰ شعرانی، ج: ۲، ص: ۱۶۶ (۲) الانساب، ج: ۱۲، ص: ۱۷۷

خادموں میں علم و علماء

قدیم زمانہ میں امراء و سلاطین اور اعیان و اشراف کے گھر میں خصی ملازم اور نوکر چاکر ہوتے تھے؛ جو اندر باہر بلا تکلف آتے جاتے رہتے۔ ان کو خادم کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ ان میں بڑے بڑے علماء و فضلاء، فقہاء و محدثین، مشائخ اور ارباب جاہ و حشم گذرے ہیں اور مسلم معاشرہ میں ان کی شاندار روایات ہیں۔ سمعانی کا بیان ہے:

حدث منهم جماعة و سمعت أنا منهم بالحجاز و العراق و خراسان و ساذكرهم .

ان میں سے ایک جماعت نے حدیث کا درس دیا؛ خود میں نے ان لوگوں سے حجاز، عراق اور خراسان میں حدیث پڑھی ہے۔ ان کا ذکر کر رہا ہوں

۱- سمعانی لکھتے ہیں کہ ان میں سے استاذ اور دوست ابو علی حسن بن علی آبی خادم نے اپنے یہ اشعار سنائے ہیں:

أفي الحق أن ساد الورى سود خصية يرون المعالي لبس كل جديد
خنافس في وشيٰ العراق كأنّهم قرود يزيد في برود تزيد

۲- ابو الہواء نسیم بن عبد اللہ خادم خلیفہ المقتدر باللہ کے غلام تھے۔ حافظ ابو زکریا بن علی طحّان نے تاریخ مصر میں ان کا حال لکھا ہے اور لکھا ہے کہ ابن رشیق نے ان سے روایت کر کے ہم سے روایت کی ہے۔

۳- ابو الحسن نظر بن عبد اللہ خادم کمالی امیر الحاج ہونے کی وجہ سے مشرق و مغرب میں مشہور ہیں۔ تیس سے زائد حج انہوں نے اپنی امارت و قیادت میں کیے کرائے ہیں۔ انہوں نے ابو الخطاب نصر بن احمد بن بطر قاری سے روایت کی۔ سمعانی نے ان سے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور بغداد میں حدیث کی روایت کی ہے۔ ۵۴۴ھ میں انتقال کیا۔

۴۔ ابو المسک عنبر بن عبد اللہ خادم تستری، نہایت نیک سیرت اور بزرگ عالم تھے انہوں نے ابو الخطاب نصر بن احمد بن بطر قاری، ابو عبد اللہ حسین بن احمد بن ابو طلحہ نعالی وغیرہ سے روایت کی۔ سمعانی نے ان سے مکہ مکرمہ اور نجد میں روایت کی ہے۔ ۵۳۴ھ میں مقام ابطح میں انتقال کیا۔

ابو الحسن مرجان بن عبد اللہ خادم مقتدری نہایت عابد و صالح بزرگ تھے۔ ایک مدت تک بیت اللہ شریف میں سکونت کر کے وہیں فوت ہوئے۔ انہوں نے سمعانی سے ابو الخطاب بن بطر قاری کی روایت سے ابو عبد اللہ محاملی کی کتاب الدعوات کی روایت کی۔ حدود ۵۴۰ھ مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے۔

۶۔ ابو الندی طل بن عبد اللہ خادم ارجوانی طویل العمر شیخ صالح تھے۔ سمعانی کے ساتھ بغداد میں ابو توبہ عکبری سے روایت کی ۵۳۷ھ کے بعد انتقال کیا

۷۔ ابو الدر جوہر بن عبد اللہ خادم تابی حبشی نیک سیرت عالم تھے۔ خراسان کے ایک امیر تاج الحصرۃ بن عمید کے آزاد کردہ غلام تھے۔ انہوں نے ابو المظفر موسیٰ بن عمران انصاری سے روایت کی اور ان سے سمعانی نے روایت کی ۵۳۰ھ کے بعد انتقال کیا۔

ابو العذاریٰ صواب بن عبد اللہ خادم جمالی نہایت نیک و صالح آدمی تھے۔ انہوں نے ادیب ابو محمد کامگار بن عبد الرزاق محتاجی سے روایت کی اور سمعانی نے فرو میں ان سے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں کہ جمالی ہمارے مدرسہ یں مستقل طور سے جمعہ و جماعات میں شریک ہوتے اور نماز ادا کرتے تھے۔ ۵۲۷ھ میں انتقال کیا۔(۱)

شکاریوں میں علم و علماء

ہر قسم کے چرند و پرند اور مرغ و ماہی کا شکار کر کے ان کے ذریعہ روزی کمانے والے کو صیاد کہتے ہیں۔ ہندوستان میں ان کو میر شکار اور بہلیا

(الانساب) ج ۵ ص ۴۳ تا ۴۷

کہتے ہیں ایک شاعر ابوالعنیس کہتا ہے۔

کم مریضٍ قدعاش من بعد یاسٍ   بعد موت الطبیب و العُوّادِ

بہت سے مریض طبیب اور بیمار پرسی کرنے والوں کی موت اور ناامیدی کے بعد زندہ رہ جاتے ہیں۔

قد یصاد القطا فینجو سلیماً   و یحلّ القضاء بالصیّادِ

اور کبھی قطا پرندہ شکار کیے جانے پر صحیح و سلامت بچ جاتا ہے اور شکاری کی موت آجاتی ہے۔

اور راقم کا شعر ہے:

بسا اوقات مرغان قفس کی گرم آہوں سے
وبالِ جاں بھی بن جاتی ہے صیّادوں کی صیّادی

۱- ابوعثمان سعید بن مغیرہ صیّاد مصیصی نے عامر بن یسان، ابواسحاق نزاری، عیسیٰ بن یونس، مخلد بن حسین اور عبداللہ بن مبارک سے روایت کی۔ ان کی علمی شہرت و مقبولیت کا یہ حال تھا کہ جب انہوں نے کتاب السیَر کی تعلیم شروع کرنے کے لیے حلقۂ درس قائم کیا، تو مصیصہ کے عوام و خواص اپنی اپنی دوکانوں کو بند کر کے اس میں شریک ہوئے۔ ثقہ محدث تھے۔

۲- ابومحمد احمد بن یوسف بن وصیف صیّاد بغدادی نے ابوحامد محمد بن ہارون حضرمی، اسمٰعیل بن عباس ورّاق اور نفطویہ نحوی سے روایت کی اور ان سے ابوالقاسم عبدالعزیز علی ازجی نے روایت کی۔ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں ان کا تذکرہ کر کے ثقہ و صدوق محدث بتایا ہے۔

۳- ان کے صاحبزادے ابوبکر محمد بن احمد صیّاد بغدادی نے ابوبکر شافعی، ابوعبداللہ محمد بن احمد اور احمد بن یوسف بن خلّاد سے روایت کی۔ سمعانی نے ان سے روایت کی ہے۔ ۴۱۳ھ میں انتقال کیا۔(۱)

---

(۱) الانساب ج ۸ ص ۵۲ تو ۳۵۳

چرندوپرند فروشوں میں علم وعلماء

جو لوگ گائے، بیل، بکری، اونٹ اور چڑیوں کی تجارت کرتے ہیں، ان کو حیوانی کہتے ہیں۔ بغداد میں چڑیوں کی تجارت والے کو اسی نام سے یاد کرتے تھے۔ اس پیشہ میں کئی علماء و محدثین اور اہل علم وفضل گذرے ہیں۔

ابو الحسن سعد اللہ بن نصر بن سعد حیوانی دجاجی دیگر چرندوپرند کے ساتھ مرغی کی تجارت میں مشہور تھے۔ نہایت بزرگ، عالم، فاضل اور نیک سیرت تھے۔ انہوں نے رئیس ابو الخطاب علی بن عبد الرحمٰن بن جراح مصری وغیرہ سے حدیث کی روایت کی ہے اور سمعانی نے ان سے روایت کی ہے۔ اپنے شہر کی جامع مسجد کے خطیب اور واعظ تھے۔ ان کے کلام میں بڑی حلاوت اور جاذبیت تھی۔(۱)

حمّالوں اور بار برداروں میں علم وعلماء

اجیروں، مزدوروں، حمّالوں بار برداروں اور محنت کشوں میں بڑے بڑے علماء و فضلاء اور اولیاء و مشائخ گذرے ہیں، جو دوسروں کے سامان و اسباب کا بوجھ اپنے سر اور پشت پر لاد کر ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچاتے تھے۔ ایسے حضرات حمّال کہے جاتے تھے۔ ابن حوقل نے صُوَرُ الأرض میں لکھا ہے کہ میں نے خوزستان کے شہر تُستر، اہواز اور چندی سابور سے گذرتے ہوئے ایک حمّال کو دیکھا، جو اپنے سر پر بھاری بوجھ لیے دوسرے حمّال کے ساتھ چل رہا تھا۔ اس کے سر پر بھی بھاری بوجھ تھا اور دونوں حمّال راستہ میں تفسیر اور حقائق کی بحث کرتے ہوئے چلے جارہے تھے اور ان دینی باتوں میں اپنا اپنا بوجھ ہلکا کر رہے تھے۔

---

(۱) الانساب ج ۴ ص ۳۲۳

ہر زمانہ میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ان پاک اور پسینے کی کمائی کرنے والے حمّالوں کے بارے میں بعض لوگ تحقیر کے خیال سے کہتے تھے کہ حمّال بدترین انسان ہیں، جو گدھوں اور چوپایوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو امام ابو زید بلخی نے جواب دیا اور فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ بدترین انسان وہ لوگ ہیں، جو د، افتراء اور ظلم و زیادتی کر کے ان کے گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **و لَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَ أَثْقَالاً مَع أَثْقَالِهِمْ وَ لَيُسْئَلُنَّ يَوْمَ القِيَامَةِ عَمَّا كَانُوا يفتَرُوْنَ .**

۱- مشکان حمّال تابعی ہیں۔ انہوں نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت کی اور ان سے زیاد بن جبل نے روایت کی ہے۔

۲- ابو موسیٰ ہارون بن عبد اللہ بن مروان حمّالؒ مشہور محدثین میں سے ہیں۔ ابتداء میں بزّازی کرتے تھے، مگر بعد میں زہد و تقویٰ کا غلبہ ہوا تو کپڑے کی تجارت چھوڑ کر حمّالی کرنے لگے۔

فصار يحمل الأشياء بالأجرة و يأكل منها .

ان کا بیان ہے کہ ایک رات احمد بن حنبل میرے یہاں آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے جلدی سے دروازہ کھولا اور پوچھا خیریت ہے؟ آپ کیسے اس وقت تشریف لائے۔ امام احمد نے کہا کہ آج دن میں مجھے خلجان رہا۔ میں نے وجہ معلوم کی، تو بتایا کہ آج میں آپ کے حلقۂ درس سے گذرا تو دیکھا کہ آپ سایہ میں حدیث بیان کر رہے ہیں اور طلبہ ہاتھوں میں قلم اور کتاب لیے ہوئے دھوپ میں ہیں۔ آپ دوبارہ ایسا نہ کریں اور طلبہ کے ساتھ بیٹھا کریں۔ ابراہیم حربی کہا کرتے تھے کہ ہارون بن عبد اللہ صدوق، بالفرض اگر جھوٹ بولنا جائز ہوتا تب بھی وہ شدت احتیاط کی وجہ سے جھوٹ نہیں بولتے۔ ۲۴۳ھ میں فوت ہوئے۔

۳- ان کے صاحبزادے موسیٰ بن ہارون حمّال محدثین کے امام ہیں۔ ابن

ماکولا کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر تین محدث بہترین کلام کرنے والے ہیں، اعلیٰ بن عبد اللہ مدینی اپنے وقت میں، موسیٰ بن ہارون اپنے وقت میں اور علی بن عمر دار قطنی اپنے وقت میں۔ ۲۹۴ھ میں فوت ہوئے۔

۴- رافع حمّال اپنے زمانہ کے مشہور فقیہ تھے۔ مکہ مکرمہ میں قیام کرکے وہیں انتقال کیا۔ عابد وزاہد بزرگ تھے۔ ان کے زہد و تقویٰ کا یہ حال تھا کہ حمّالی کرکے دوسروں کو تعلیم دلاتے تھے اور ان کی پاک کمائی کی برکت سے وہ درجۂ کمال تک پہنچتے تھے۔ سمعانی نے لکھا ہے کہ ابو اسحاق شیرازی اور ابو یعلی بن مراد نے فقہ کی اعلیٰ تعلیم رافع حمال کی مدد سے حاصل کی ہے۔

لأنہ کان یحمل و ینفق علیھما ۔ کیونکہ وہ حمّالی کرکے ان دونوں پر خرچ کرتے تھے۔

۵- ابو سلیمان ایوب حمّال بغدادی صاحب کشف و کرامت اور عابد و زاہد بزرگ تھے۔ سری سقطی اور بشر حافی کے معاصرین میں سب سے اونچے اور سب سے متقی شمار کیے جاتے تھے۔ شیخ سہل بن عبد اللہ تستریؒ ان کے صحبت یافتہ ہیں۔ چلتے پھرتے ذکر الٰہی سے غافل نہیں ہوتے تھے۔

کرایہ پر سامان اور جانور پہنچانے والوں میں علم و علماء

جو لوگ کرایہ پر چوپایوں کے ذریعہ لوگوں کے مال واسباب ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچاتے تھے اور اپنی ذمہ داری میں تاجروں کے سامان تجارت لاتے لے جاتے تھے، ان کو مُکارِی اور مجہز کہتے ہیں۔ بقول سمعانی:

کان جماعة من المحدثین اشتھروا بھا محدثین کی ایک جماعت اس پیشہ میں مشہور ہے اور جانوروں کو اپنی حفاظت اور سواری میں ایک مقام سے دوسرے مقام تک کرایہ پر پہنچانے والے کو جلّاب کہتے ہیں۔

۱- ابو عمران موسیٰ بن ہارون بن برطق مکاری بغدادی نے محمد بن بکار بن ریان سے روایت کی اور ان سے علی بن عبد اللہ بن فضل بغدادی نے روایت کی۔ بڑی عمر میں ۲۹۹ھ میں انتقال کیا۔ ابوالحسین بن منادی بیان کرتے ہیں:

کان فی ربضنا یکری البغال إلی خراسان وہ شہر کے باہر ہمارے محلہ میں رہتے تھے اور کرایہ پر خچر خراساں تک لے جاتے تھے (۱)

۲- ابوالحسن احمد بن محمد بن احمد مجہز عتیقی رویانی بغدادی نے ابوالحسن علی بن محمد بن احمد بن کیسانی نحوی، اسحاق بن سعد بن حسن بن سفیان نسوی وغیرہ سے روایت کی اور ان سے خطیب بغدادی اور ابوالحسین مبارک بن عبدالجبار بن طیوری نے روایت کی ۴۴۱ھ میں انتقال کیا۔

۳- ابوبکر عبدالغفار بن محمد بن حسین شیرویی مجہز نہایت ثقہ اور بزرگ محدث تھے۔ کثرتِ عبادت میں مشہور تھے۔ طویل عمر پائی اور دور دراز ممالک وامصار کے علماء و محدثین نے ان سے حدیث کی روایت کی اور دادا سے پوتے تک ان کے حلقۂ درس سے فیضیاب ہوئے۔ ۵۱۰ھ میں نیشاپور میں انتقال کیا (۲)

۴- ابوالحسین مبارک بن حسین مجہز سیووی مشہور محدث تھے اور تجہیز کا پیشہ کرتے تھے۔

۵- ابوالقاسم جابر بن عبداللہ بن مبارک جلّاب موصلی نے بغداد آکر ابویعلی حسین بن محمد ملطی سے روایت کی اور ان سے ابراہیم بن مخلد بن جعفر باقری نے روایت کی ہے۔

۶- ابوایوب سلیمان بن اسحاق بن ابراہیم جلّاب بغدادی نے عبید اللہ بن سعید بن عفیر مصری اور ابراہیم بن اسحاق حربی سے روایت کی اور ان سے ابوعمر بن حیویہ اور ابوالقاسم بن ثلاج نے روایت کی ۳۳۴ھ میں فوت ہوئے (۳)

---

(۱) الانساب ج ۴ ص ۲۲۸ تا ۲۳۰ (۲) الانساب ج ۱۲ ص ۴۰۹ و تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۵۴

(۳) ج ۱۲ ص ۱۰۰ (۴) الانساب ج ۳ ص ۴۴۵

محمل والوں میں علم و علماء

قدیم زمانہ میں ایک مقام سے دوسرے مقام تک جانے کے لیے قافلہ بنا کر پیدل سفر کرنے کے علاوہ مختلف قسم کی سواریوں کا استعمال ہوتا تھا اور مسافر کرایہ دے کر ان پر سفر کرتے تھے۔ اس دور میں سب سے زیادہ آرام دہ محمل کی سواری ہوتی تھی۔ جو لوگ اونٹ پر محمل رکھ کر مسافروں کو لے جاتے تھے، ان کو مُحاملی کہتے ہیں۔ سمعانی لکھتے ہیں:

وهٰذا بيت كبير ببغداد لجماعة من أهل الحديث و الفقه یہ کام کرنے والا بغداد میں فقہاء و محدثین کا ایک بہت بڑا گھرانا ہے۔

۱۔ ابو عبید قاسم بن اسمٰعیل بن محمد ابن محاملی بغدادی ضبّی نے عمرو بن علی، محمد بن مثنیٰ، فضل بن یعقوب رخامی، حسین بن شاذان واسطی وغیرہ سے روایت کی اور ان سے ابو حفص بن شاہین، ابوالحسن دار قطنی اور ابو حاتم بن حبان وغیرہ نے روایت کی۔ ان کا انتقال ۳۲۳ھ میں بغداد میں ہوا۔

۲۔ ان کے بڑے بھائی ابو عبداللہ حسین بن اسمٰعیل محاملی بغدادی ضبّی نہایت ثقہ، صادق اور دیندار محدث تھے۔ اسّی سال کی عمر میں حدیث کا سماع شروع کیا، بیس سال کی عمر میں بغداد کے قاضیوں کے خلاف شہادت دی اور ساٹھ سال تک کوفہ کے قاضی رہے۔ ان کے املاءِ حدیث کی مجلس میں دس دس ہزار محدثین حاضر ہوتے تھے۔ ۳۳۰ھ میں انتقال کیا۔

۳۔ ابوالحسن احمد بن محمد بن احمد محاملی بغدادی ضبی فقہ شافعی کے نامور علماء میں تھے۔ فقہ کی تعلیم ابو حامد اسفرائینی سے حاصل کی تھی۔ ذکاوت و فطانت اور زود فہمی میں اپنے معاصرین میں ممتاز تھے۔ ان کے استاذ ابو حامد اسفرائینی کہا کرتے تھے کہ ابوالحسن فقہ کے مجھ سے زیادہ حافظ ہیں۔ ۴۱۵ھ میں فوت ہوئے

۴۔ ابو عبد اللہ احمد بن عبد اللہ بن حسین محاملی بغدادی ضبّی نے ابو بکر احمد بن

سلمان نجار، ابو سہل بن زیاد قطان، حامد بن محمد بن عبداللہ رفاء وغیرہ سے روایت کی۔ انہوں نے ان سب سے آخری درس حدیث ۴۲۸ھ کی ابتداء میں دیا اس کے بعد بہرے پن کی وجہ سے یہ سلسلہ ختم کر دیا۔ ۴۲۹ھ میں انتقال کیا۔

۵- ابو الحسین محمد بن احمد بن قاسم محاملی بغدادی ضبّی نہایت نیک ثقہ اور صادق عالم و محدث تھے۔ دار قطنی کہتے ہیں کہ ابو الحسین ابن محاملی فقیہ شافعی نے قرآن حفظ کیا، فرائض اور ان کا حساب سیکھا، حدیث کی روایت کی۔ انہوں نے علم میں پرورش پائی اور علم ہی میں زندگی گذاری۔ میرے نزدیک وہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کا ہر دن نیکی میں بڑھا ہوا ہوتا ہے ۴۰۷ھ میں فوت ہوئے۔

۶- ابو بکر محمد بن علی بن محمد محاملی بغدادی ضبّی کا لقب ابن الامام ہے۔ انہوں نے محمد بن عثمان بن ابی شیبہ حسن بن علی معمری، احمد بن علی ابار اور جعفر فریابی وغیرہ سے روایت کی اور ان سے ابو الحسن دار قطنی، ہانی بن زکریا، ابو الحسن بن رزدویہ اور ابو نعیم اصفہانی نے روایت کی۔ ۳۵۷ھ میں انتقال کیا۔

۷- ابو الفتح عبد الکریم بن محمد بن احمد محاملی بغدادی ضبّی، شیخ، ثقہ، مکثر، صالح محدث تھے۔ انہوں نے دار قطنی وغیرہ سے روایت کی اور ان سے خطیب بغدادی وغیرہ نے روایت کی۔ ۴۴۸ھ میں بغداد میں انتقال کیا(۱)

چرم سازوں اور دبّاغوں میں علم و علماء

جو لوگ چمڑے اور کھال کو نمک اور مسالہ وغیرہ کے ذریعہ بجھاتے اور استعمال کے قابل بناتے ہیں، ان کو دبّاغ یعنی دباغت گر کہتے ہیں۔ چرم سازی اور اس کی تجارت بڑی نفع بخش تھی اور اس میں مشاہیر علماء و محدثین گذرے ہیں۔ یہ صنعت ترقی کر کے بہت بڑی صنعت بن گئی ہے اور اب فنی

(۱) الانساب ج ۱۲ ص ۱۰۵ تا ۱۰۸

طور سے فیکٹریوں میں یہ کام ہوتا ہے۔

۱- ابو حبیب یزید بن ابو صالح دباغ بصری تابعی ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور ان سے وکیع بن جراح اور ابو نعیم نے روایت کی ہے۔

۲- محمد بن عبداللہ دباغ کوفی نے ابو بکر بن عیاش، عثمان بن ظفر سے روایت کی اور ان سے موسیٰ بن اسحاق انصاری نے روایت کی ہے۔ اتباع سنت میں بہت سخت تھے۔

۳- عبدالعزیز بن مختار انصاری دباغ بصری نے ثابت سے روایت کی اور ان سے یعلی بن اسد اور علماء عراق نے روایت کی۔ محدثین کے نزدیک وہ حدیث بیان کرنے میں خطا کر جاتے تھے۔

۴- ابو سلیمان داؤد بن مہران دباغ بغدادی بذات خود چرم سازی اور دباغت کرتے تھے کان دبّاغ الأدم انہوں نے عبد الجبار بن ورد، ہشیم، فضیل بن عِیاض، مروان بن معاویہ، سفیان بن عیینہ اور دیگر بہت سے ائمہ حدیث سے روایت کی ہے اور ان سے محمد بن عبد الرحیم صاعقہ، ابراہیم بن راشد ادمی، ابوحاتم رازی وغیرہ نے روایت کی ہے۔ ثقہ صدوق محدث تھے۔ ۲۱۷ھ میں انتقال کیا۔

۵- ابو غرت حکم بن طہمان دباغ نے ابو رباب مولیٰ معقل بن یسار، شہر بن حوشب اور حسن بصری سے روایت کی اور ان سے ابو نعیم ابو الولید، محمد بن عون زیادی وغیرہ نے روایت کی ہے۔

۶- ابو جعفر محمد بن حماد بن ماہان دباغ فارسی الاصل ہیں۔ انہوں نے علی بن عثمان لاحقی، عیسیٰ بن ابراہیم برکی، علی بن مدینی اور محمد بن عقبہ سدوسی سے روایت کی ہے اور ان سے حمزہ بن محمد دہقان اور ابو سہل بن زیاد قطان نے روایت کی ہے ۲۸۵ھ میں انتقال کیا۔

ابو عبد اللہ محمد بن علی قائینی دباغ نہایت بزرگ محدث تھے۔ ابو عثمان

صابونی اور ابوالقاسم قشیری وغیرہ سے روایت کی۔

۷۔ ان کے صاحبزادے ابوالقاسم جنید بن محمد دباغ بھی بہت بزرگ، نیک سیرت اور خوش خلق عالم تھے زیادہ عمر پائی اور عبادت و تہجد میں زندگی بسر کی۔ ۵۴۷ھ میں ہرات میں انتقال کیا۔(۱)

اونٹ، بھیڑ، بکری کے چرواہوں میں علم و علماء

عام جانوروں کے پالنے چرانے والے کو رائی، بکری کے چرواہے کو معاز، بھیڑ کے چرواہے کو کباش اور اونٹ کے چرواہے کو ساربان کہتے ہیں۔ ان طبقوں میں بہت سے علماء و محدثین ہیں۔

۱۔ ابوالحسن علی بن ہارون معاز بغدادی نہایت بزرگ مستور الحال عالم تھے۔ انہوں نے ابو طالب عمر بن ابراہیم بن سعید زہری سے روایت کی اور ان سے ابوحفص عمر بن ظفر مغازلی اور ابومعمر مبارک بن احمد انصاری نے روایت کی ہے(۲)

۲۔ ابوالحسن علی بن ایوب بن حسین، ابن ساربان کاتب شیرازی بغدادی نے علی بن ہارون قرمیسنی، ابوسعید سیرافی اور ابوبکر بن جرّاح خزاز سے روایت کی۔ خطیب نے ان سے روایت کی ہے اور غالی رافضی بتایا ہے۔ ۴۳۰ھ میں انتقال کیا۔(۳)

۳۔ ابوالعباس وہب بن جعفر بن الیاس کباش نے اپنے والد سے روایت کی اور ان سے علی بن محمد طحان مصری نے روایت کی۔

۴۔ ابوالحسین ذِمر بن حسین بن محمد، ابن کباش بغدادی نے جوانی میں خراسان جاکر نیشاپور میں حسن بن احمد مخلدی، احمد بن محمد بن عمر وخفاف اور ابوبکر طرازی سے، مرو میں محمد بن حسین حدّادی سے، سرخس میں زاہر بن احمد فقیہ

---

(۱) الانساب ج۵ ص ۳۰۰ و ۳۲۱ (۲) الانساب ج۱۲ ص ۳۳۸

(۳) الانساب ج۷ ص ۱۴

سے، اسفرائن میں شافع بن احمد بن ابو عوانہ سے، کشمیہن میں محمد بن مکی سے روایت کی۔ وہ احادیث کی روایت اپنی یادداشت سے زبانی کرتے تھے۔ ۷۳۴ھ میں بغداد میں درس حدیث دے کر بصرہ چلے گئے۔(۱)

گھاس بھوسا اور چارہ فروشوں میں علم و علماء

چوپایوں کے لیے چارہ بیچنے والے مختلف القاب سے مشہور تھے، درختوں کے پتے توڑ کر بیچنے والے کو خبّاط کہتے ہیں۔ قت ایک گھاس ہے، جس کو کھا کر جانور فربہ ہوتے ہیں۔ اس کے تاجروں کو قتّات کہتے ہیں اور عام چارہ گھاس، بھوسا بیچنے والوں کو علّاف کہتے ہیں۔ علماء نے اس کی تجارت میں حصہ لیا ہے۔

۱۔ عیسیٰ بن ابو عیسیٰ میسرہ خبّاط کوفی نے امام شعبی اور امام نافع سے روایت کی اور ان سے وکیع بن میسرہ جرّاح اور علماء کوفہ نے روایت کی۔ انہوں نے معیشت کے مختلف ذرائع اختیار کیے اور مختلف نام سے یاد کیے گئے۔ خیاطت یعنی کپڑے کی سلائی کرتے تھے، اس لیے خیّاط مشہور ہوئے اور حنطہ یعنی گندم فروخت کرتے تھے، اس لیے حنّاط کہے گئے اور خبطہ یعنی درخت کے پتے بیچتے تھے، اس لیے خبّاط کے لقب سے یاد کیے گئے۔ ۱۵۱ھ میں انتقال کیا۔

۲۔ مسلم خبّاط مدنی تابعی ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور ان سے ابن ابی ذئب نے روایت کی۔ یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ یہ بھی خیّاط تھے۔ اسی کے ساتھ خبطہ اور حنطہ فروخت کرتے تھے، اس لیے ان میں بھی خیّاط، خباط اور حنّاط تینوں نسبتیں جمع ہیں۔(۲)

۳۔ ابو یحییٰ عبد الرحمٰن بن دینار قتّات کوفی نے مجاہد سے روایت کی اور ان سے سفیان ثوری اور اہل کوفہ نے روایت کی محدثین نے ان کے

(۱) الانساب ج ۱۱ ص ۳۵ (۲) الانساب ج ۵ ص ۳۴

بارے میں کلام کیا ہے۔

۴- ابو عمر محمد بن جعفر بن محمد بن حبیب قتات کوفی نے ابونعیم فضل بن دکین، احمد بن یونس اور منجاب بن حارث سے روایت کی اور ان سے اسمٰعیل بن علی خطبی، ابو بکر شافعی اور ابو بکر بن جعابی وغیرہ نے روایت کی۔

۵- ان کے بھائی حسین بن جعفر قتات کوفی نے یزید بن مہران بن ابو خالد خباز، منجاب بن حارث اور عبد الحمید بن صالح سے روایت کی۔

۶- ربیع بن لقمان قتات کوفی

۷- ابو یحیٰی مسلم قتات

۸- عمر بن یزید رقی قتات(۱)

۹- ابوبکر حسین بن علی بن احمد ابن علاف نے شاعر ہونے کے باوجود بہت زیادہ حدیث کی روایت کی ہے۔ انھوں نے ابو عمر دوری، حمید بن مسعدہ بصری، نصر بن علی جہضمی اور محمد بن اسمٰعیل حسانی سے روایت کی اور ان سے عبداللہ بن حسن نحاس، قاضی ابوالحسن جراحی، ابو عمر بن حیویہ اور ابوحفص بن شاہین نے روایت کی ہے۔ خلیفہ معتضد کے ندماء میں سے تھے۔

ان کا بیان ہے کہ ایک رات ہم ندماء کی جماعت خلیفہ معتضد کی مجلس سے اٹھ کر اپنی خواب گاہ میں گئے۔ تھوڑی دیر میں خلیفہ کے خادم نے آکر کہا کہ امیرالمومنین کہتے ہیں کہ تم لوگوں کے جانے کے بعد مجھے بے خوابی لاحق ہوئی اور میں نے اسی میں یہ شعر کہا ہے۔

و لمّا انتہینا للخیال الذی سریٰ   إذا الدار قفر ، و المزار بعید

تم لوگ اس کو مکمل کرو۔ جس کا شعر میری منشاء کے مطابق ہوگا، وہ انعام واکرام کا مستحق ہوگا۔ جماعت میں بعض بہت اچھے شاعر تھے، مگر کسی سے جواب نہ بن پڑا اور میں نے فوراً یہ شعر کہا:-

(۱) الانساب ج۱۰ص۳۳۵

فقلت لعینی عاودی النوم و اهجعی لعلّ خیالاً طارقاً سیعود

خادم یہ جواب لے کر خلیفہ کے پاس گیا اور واپس آ کر بتایا کہ امیرالمؤمنین کہتے ہیں کہ یہ شعر میری منشاء کے مطابق ہے اور میں نے اس کو انعام کا حکم دیا یہ کہہ کر اس نے انعام کی رقم پیش کی اور میں نے لے لیا۔ اس کی وجہ سے میری جماعت کے ندماء غیظ و غضب میں آ گئے۔ ان کا انتقال ۳۱۹ھ میں سو سال کی عمر میں ہوا۔

۱۰- ابوبکر ہبت اللہ بن حسین بن محمد علاّف فارسی شیرازی علامہ، ادیب، نحوی، شاعر، محدث اور اپنے زمانہ میں علم میں امامت کا درجہ رکھتے تھے۔ خراسان آئے، وہاں سے ماوراءالنہر جا کر وہاں کے علماء سے روایت کی۔

حاکم نے تاریخ نیشاپور میں لکھا ہے کہ وہ فقہاء و علماء کی جماعت کے ساتھ ایک شاہی شادی میں بخارا آئے تھے۔ اس وقت ان کی عمر نوّے سال کے قریب تھی، مگر بال میں سفیدی نہیں تھی۔ میں نے ان کو دیکھ کر سمجھا کہ کوئی جوان ہے اور لوگوں سے دریافت کیا کہ ابو بکر علاّف ہیں تو ان ہی کی طرف اشارہ کیا۔ ۳۷۷ھ میں شیراز میں انتقال کیا۔

۱۱- ابو محمد عبد اللہ بن عیسیٰ بن حسن تمیمی علاّف بغدادی نے مصر میں سکونت اختیار کی اور وہیں ان کے علم کی اشاعت ہوئی۔ مصر میں انہوں نے حدیث کی ایک مجلس درس میں املاء کرلیا اور وہیں اچانک انتقال کر گئے۔ یہ واقعہ دوشنبہ ۱۸ر جمادی الأخری ۴۴۳ھ کا ہے۔

۱۲- ابو طاہر محمد بن علی بن محمد بن علاّف واعظ بغدادی نہایت باوقار اور وضع دار عالم تھے۔ جامع مہدی میں وعظ سناتے تھے۔ پھر جامع منصور میں درس حدیث کا حلقہ قائم کیا۔ ۴۴۲ھ میں انتقال کیا۔

۱۳- ابو عمرو عثمان بن محمد بن یوسف علاّف بغدادی ابو عبد اللہ احمد کے چھوٹے بھائی ہیں۔ انہوں نے ابوبکر احمد بن سلمان نجّاد، عبد اللہ بن اسحاق

خراسانی اور عمر بن جعفر بن مسلم وغیرہ سے روایت کی اور ان سے خطیب بغدادی اور ابو المعالی ثابت بن بندار بقال نے روایت کی۔ ۴۲۸ھ میں انتقال کیا۔

۱۴- ابو الحسن علی بن محمد بن علی علاف بغدادی، ابو طاہر محمد بن علی علاف بغدادی کے صاحبزادے ہیں۔ ان کا گھرانا علم حدیث کا گھرانا تھا، نہایت مقبول عالم تھے، بڑی عمر پائی تھی اور دنیا کے گوشے گوشے سے طلبۂ حدیث ان کی خدمت میں پہنچے اور موصل، مکہ، سوارقیہ، کوفہ، اصفہان، بلخ وغیرہ کے علماء نے ان کی مجلس درس سے فیض اٹھایا اور اپنے اپنے شہروں میں حدیث کا درس دیا۔ ۵۰۵ھ میں انتقال کیا۔(۱)

۱۵- ابو اسمٰعیل کثیر مولیٰ بنی تیم اللہ نوا نے عطیہ سے روایت کی اور ان سے علمائے کوفہ نے روایت کی۔

۱۶- علی بن محمد بن عصب نوا نے احمد بن ابو عوف سے روایت کی اور ان سے ابو القاسم حمزہ بن یوسف سہمی جرجانی مصنف تاریخ جرجان نے روایت کی۔ اہل مدینہ عام طور سے کھجور کی گٹھلی فروخت کرتے ہیں اور اونٹوں کو کھلاتے ہیں اور نوا یعنی گٹھلی بیچنے والے کو نوا کہتے ہیں(۲)

لکڑہاروں میں علم وعلماء

ایندھن میں کام آنے والی ڈال پات اور اس قسم کی لکڑی کو حطب کہتے ہیں اور جو شخص جنگل اور میدان سے اس کو چن کر یا کاٹ کر لاتا اور بیچتا ہے، اس کو حطّاب اور حطّابی کہتے ہیں۔

۱-زید بن عبد الحمید حطّاب کے بارے میں تصریح ہے کہ **ھو رجل من الحطّابین** انہوں نے اہل مدینہ اور عمر بن عبد العزیز سے روایت کی اور ان سے امام اوزاعی نے روایت کی۔ تبع تابعی ہیں۔

---

(۱) الانساب ج۹ ص ۴۱۱ تا ص ۴۱۷ (۲) روح ج: ۱۳ ص ۱۸۸

۲- ابوبکر محمد بن حسین بن محمد بن عبد الخالق حطّاب سے خلف بن قاسم بن سہل اندلسی نے روایت کی ہے۔

۳- قاضی ابوعلی حسن بن علّان بن ابراہیم حطّاب بغدادی نے ابوخلیفہ فضل بن حباب جمحی، جعفر بن محمد سے روایت کی۔

لکڑی چیرنے، پھاڑنے، کاٹنے، تراشنے اور خراد کر چیزیں بنانے والوں میں علم و علماء

لکڑی چیرنے پھاڑنے والے کو شقاق اور اس کے کاٹنے اور تراشنے والے کو نحّات اور لکڑی خراد کر مختلف چیزیں بنانے والے کو خرّاد کہتے ہیں۔ اس میں علماء کا ایک گروہ شہرت رکھتا ہے۔

۱- ابوجعفر محمد بن اسحاق بن مہران شقاق بغدادی نے اسحاق بن یوسف افطس سے روایت کی اور ان سے عبداللہ بن اسحاق خراسانی نے روایت کی ہے۔

۲- ابوبکر محمد بن عبداللہ شقاق صوفی حضرت جنید بغدادیؒ کے اصحاب و متعلقین میں تھے۔ بڑے بڑے اولیاء مثلاً: ابوالعباس بن عطاء اور ابوسعید خزاز کی صحبت اٹھائی ہے۔ انہوں نے ابوسعید خزّاز کا یہ قول نقل کیا ہے:

إذا بكت أعين الخائفين فقد كاتبوا الله بدموعهم (۱)

مسلم بن صاعد نحّات کوفی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کی ہے۔ نیز مجاہد، عبداللہ بن معدان سے روایت کی ہے اور ان سے مروان بن معاویہ فزاری اور ابومعاویہ ضریر نے روایت کی ہے

۴- ابوصخر حمید بن زیاد ابوالمخارق خراط قسّی مدنی مولی بنی ہاشم نے نافع مولیٰ ابن عمر، محمد بن کعب، ابن قسیط اور عمّار دہنی سے روایت کی ہے اور ان سے مفضل، فضالہ، حاتم بن اسمٰعیل ابن لہیعہ اور صفوان بن عیسیٰ

---

(۱) الانساب ج۸ ص ۱۲۳

وغیرہ نے روایت کی ہے۔

۵- ابو یوسف یعقوب بن معبد بن صالح بن عبد اللہ خراط بصری نے ابو نعیم، مکی بن ابراہیم، مسدد بن مسرہد، حجاج بن منہال، مطرف بن عبد اللہ وغیرہ سے روایت کی۔ ثقہ محدث تھے۔ ۲۶۱ھ میں انتقال کیا۔(۱)

۶- ابو علی حسن بن علان خراط بغدادی ابوالحسن علی بن عثمان خرّاد سمرقندی امام، فاضل، متقی اور نہایت نیک عالم و محدث تھے۔ صرف اپنی محنت اور ہاتھ کی کمائی پر گزر بسر کرتے تھے۔ ندّافوں کے لیے لکڑی کا مشتہ (پھٹکا) بناتے تھے۔ سمرقند میں یہ کام ان کے علاوہ اور کوئی دوسرا نہیں کرتا تھا۔ جب خرّادوں سے اس کے بنانے کی فرمائش کی جاتی، تو وہ یہ کہہ کر انکار کر دیتے کہ اس کو امام بنائیں گے۔ اس پیشہ والوں میں ان کا یہ احترام تھا۔ ان کی مجلس درس میں ائمہ حدیث شریک ہوتے تھے۔ ۵۰۰ھ کے بعد انتقال کیا۔(۲)

کوئلہ فروخت کرنے والوں میں علم و علماء

فحم یعنی لکڑی کا کوئلہ بیچنے والے کو فحّام کہتے ہیں۔ یہ مستقل کاروبار تھا اور اس پیشہ میں بھی محدثین و فقہاء کی ایک جماعت مشہور ہے۔

۱- حاتم بن راشد فحّام بصری نے حسن بصری اور ابن سیرین سے روایت کی اور ان سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے روایت ں ہے۔

۲- ابو علی حسن بن یوسف بن یعقوب فحّام اسوانی نے یونس بن عبد الاعلیٰ، بحر بن نصر اور ربیع بن سلیمان مرادی سے روایت کی۔ ۳۱۸ھ میں انتقال کیا۔ ثقہ محدث تھے۔

۳- ابو جعفر محمد بن ولید بن ابو الولید فحّام بغدادی احمد بن ولید کے بھائی ہیں۔ انہوں نے سفیان ابن عیینہ، نضر بن اسمٰعیل، عبد الوہاب بن عطاء،

---

(۱) الانساب ج ۱۳ ص ۴۴ (۲) الانساب ج ۵ ص ۳۷ و ص ۴۷

یحییٰ بن سکن، یحییٰ بن آدم اور اسباط ابن محمد سے روایت کی ہے اور ان سے بہت سے محدثین نے روایت کی۔ ۲۵۲ھ میں فوت ہوئے۔

۴۔ ابو محمد حسن بن محمد بن یحییٰ، ابن فحّام مقری سامریؒ نے احمد بن علی بن یحییٰ سامری، اسمٰعیل بن محمد صفار، محمد بن عمرو رزّاز اور محمد فرخان دوری وغیرہ سے روایت کی۔ مشہور مقری اور شافعی مسلک کے ثقہ عالم و فقیہ تھے۔ ۴۰۸ھ میں سرّ من رایٰ میں انتقال کیا۔(۱)

۵۔ ابو بکر احمد بن ولید فحام بغدادی جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے، محمد بن ولید فحام کے بھائی ہیں۔ انہوں نے یزید بن ہارون، عبد الوہاب بن عطاء، اسود بن عامر شاذان، روح بن عبادہ، ابو المنذر اسمٰعیل بن عمر وغیرہ سے روایت کی اور ان سے یحییٰ بن صاعد، محمد بن مخلد، اسمٰعیل بن محمد صفار وغیرہ نے روایت کی ہے ۲۷۳ھ میں فوت ہوئے۔(۲)

۶۔ ابو الطیب اسمٰعیل بن علی بن محمد بن عبد اللہ فحام بغدادی نے عبد اللہ بن محمد بن ناجیہ، ابو یعلی موصلی، محمد بن صالح بن ذریح عکبری وغیرہ سے روایت کی اور ان سے ابو بکر برقانی، محمد بن جعفر بن علّان اور قاضی ابو العلاء واسطی وغیرہ نے روایت کی ہے۔ نہایت ثقہ محدث تھے(۳)

ابو القاسم عمر بن یحییٰ بن داؤد بن بزّاز، ابن فحّام سامریؒ نے عبد اللہ بن حسن ہاشمی اور احمد بن ملاعب سے روایت کی اور ان سے ان کے بھتیجے حسن بن محمد بن یحییٰ فحّام سامری، ابن ثلّاج اور علی بن احمد بن یوسف سامریؒ نے روایت کی۔(۴)

بڑھیوں میں علم و علماء

لکڑی کے مختلف سامان بنانے والے کو بڑھئی کو (نجار) کہتے ہیں۔ اس

---

(۱) الانساب ج ۱۰ ص ۱۴۹ و ۱۵۰ (۲) تاریخ بغداد ج ۵ ص ۱۸۸

(۳) الانساب ج ۳ ص ۳۴۹ (۴) الانساب ج ۱۱ ص ۱۳۹

طبقہ میں یہ علماء و محدثین مشہور ہیں۔

۱۔ صالح بن دینار نجار مدنی تابعی ہیں۔ انہوں نے حضرت ابوسعید خدری سے روایت کی ہے اور ان سے ان کے لڑکے داؤد بن صالح نے روایت کی ہے۔

۲۔ ابوبکر محمد بن جعفر بن عباس نجار بغدادی کا لقب غندر ہے۔ قرآن کے بہترین حافظ اور نہایت ثقہ و صدوق اور صاحب فہم عالم تھے۔ انہوں نے بہت سے مشائخ سے روایت کی ہے ۳۷۹ھ میں فوت ہوئے۔

۳۔ ابوالحسن محمد بن جعفر بن محمد، ابن نجار تمیمی نحوی کوفی ثقہ عالم ہیں۔ کوفہ اور بغداد کے علماء سے روایت کی ہے۔ اپنے زمانہ میں شیخ الکوفہ تھے ۴۰۲ھ میں کوفہ میں انتقال کیا۔

۴۔ ابو بکر محمد بن بکر نجار بغدادی، صاحبِ صلاح و خیر شیخ ہیں۔ انہوں نے ابوبکر بن خلاد نصیبی، ابو بکر محمد بن حسن بر بہاری، ابو اسحاق مزکی اور احمد بن جعفر بن مسلم وغیرہ سے روایت کی۔ خطیب نے تاریخ بغداد میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ان کو مستور الحال بزرگ، قرآن کا عالم اور ثقہ محدث بتایا ہے ۴۳۲ھ میں انتقال کیا۔

۵۔ ابوبکر محمد بن عثمان بن خالد نجار عسکری بغدادی نے حسن بن عرفہ سے روایت کی اور ان سے محمد بن جعفر بن عباس نجار اور ابو زرعہ محمد بن محمد بن عبدالوہاب عکبری نے روایت کی ہے۔

۶۔ ابوایوب سلیمان بن داؤد ابن محمد نجار یمامی بصری نے فلیح بن محمد، عمار بن عقبہ یمانی، یحییٰ بن مروان حنفی اور ابو ثمامہ حربی سے روایت کی ہے اور ان سے ابو زرعہ رازی اور ابو حاتم رازی نے روایت کی ہے۔ یحییٰ بن معین نے ان کے بارے میں کہا کہ ان سے زیادہ یمامہ کی حدیثوں کا سمجھنے والا میں نے بہت کم دیکھا ہے۔(۱)

---

(۱) الانساب ج ۱۳ ص ۳۲ تا ۳۵

لکڑی کے کھلونے اور خوشنما چیزیں بنانے والوں میں علم و علماء

لکڑی کے کھلونے اور عمدہ عمدہ چیزیں بنانے اور بیچنے والوں کو طرائفی کہتے ہیں۔

۱- ابو الفضل محمد بن حسن بن موسیٰ بن معاویہ طرائفی نیشاپوری نے عبد الصمد بن فضل وغیرہ سے روایت کی ہے۔

۲- حسن بن یوسف طرائفی مصری نے محمد بن عبد اللہ بن حکم سے روایت کی۔

۳- ابوبکر محمد بن احمد بن خالد طرائفی مصری نے محمد بن یوسف رازی سے روایت کی اور ان تینوں حضرات سے حافظ ابو عبد اللہ بن مندہ نے روایت کی ہے۔

۴- ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس طرائفی نے سری بن خزیمہ، محمد بن اشرس سلمی حصین بن فضل بجلی اور عثمان بن سعید دارمی وغیرہ سے روایت کی اور ان سے حافظ ابو علی نیشاپوری اور حافظ ابو عبد اللہ نیشاپوری وغیرہ نے روایت کی مشہور محدث اور مقبول عالم تھے۔ بہ سلسلۂ تجارت ۲۵۴ھ اور ۲۸۵ھ میں بغداد میں قیام پذیر تھے۔ ۳۴۶ھ میں انتقال کیا۔

۵- ابو النضر احمد بن محمد بن حسن طرائفی نیشاپوری حدیث کی روایت کے بعد کبرسنی میں فقہ میں تبحر کے درجہ کو پہنچے۔ ۳۶۸ھ میں انتقال کیا۔

۶- ابو عبد اللہ محمد بن حمدان بن سفیان طرائفی مخرمی بغدادی نے علی بن مسلم طوسی اور حسن بن عرفہ وغیرہ سے روایت کی۔ ان کے شیوخ میں بغدادی، رازی اور مصری علماء ہیں۔ ۳۱۸ھ میں ہمدان جاکر حدیث کی روایت کی ان کے پاس امام شافعی کی کتاب الام بروایت ربیع تھی جس کی تعلیم دیتے تھے۔ خوش اخلاق، کثیر الروایت اور واسع العلم محدث و فقیہ تھے۔(۱)

---

(۱) الانساب ج ۹، ص ۶۰ تا ۶۳

پرانے جہازوں اور کشتیوں کے سامان فروشوں میں علم و علماء

پرانے جہازوں اور بڑی بڑی کشتیوں کو خرید کر ان کو توڑنے پھوڑنے کے بعد ان کی لکڑیاں، لوہے اور دوسرے سامانوں کو فروخت کرنے والے کو قافلانی کہتے ہیں۔ ان میں استعمال ہونے والے لوہے کو قفل کہتے ہیں۔ بعض لوگ ان کشتیوں کو مرمت کرنے کے بعد فروخت کرتے تھے۔

۱- ابو الربیع سلیمان بن محمد قافلانی بصری نے عطاء بن ابو رباح، حسن بصری اور محمد بن سیرین سے روایت کی اور علمائے بصرہ نے ان سے روایت کی ہے۔ ان کے بارے میں تصریح ہے کہ وکان سلیمان یبیع السُفُنَ بالبصرة یعنی وہ بصرہ میں کشتیاں فروخت کرتے تھے۔ ابو محمد سلیمان بن محمد قافلانی بصری نے عطاء بن ابو رباح، حسن بصری اور محمد بن سیرین سے حدیث کی روایت کی ہے۔ ان کے بارے میں امام بخاری نے تصریح کی ہے: وھو یبیع السفن المکسرة (۱)

اور سمعانی نے لکھا ہے: و کان سلیمان یبیع السفن بالبصرة

اور لکھا ہے کہ قافلانی ایسے شخص کو کہتے ہیں، جو موصل سے آنے والی یا بصرہ سے جانے والی بڑی بڑی کشتیوں کو توڑ کر ان کی لکڑیوں اور لوہے وغیرہ کو فروخت کرتا ہو۔ یہ عجیب پیشہ ہے۔ سلیمان بن محمد سے عمر بن عاصم کلابی، اصمعی اور شیبانی سے روایت کی ہے۔ (۲)

۲- ابو الفضل جعفر بن محمد بن احمد قافلانی بغدادی ثقہ محدث تھے۔ انہوں نے محمد بن اسحاق صغانی، علی بن داؤد قنطری، احمد بن ولید فحّام، عیسیٰ بن محمد اسکافی وغیرہ سے روایت کی اور ان سے ابو بکر احمد بن جعفر بن مالک قطیعی،

---

(۱) الانساب ج ۱۰ ص ۳۰۹ (۲) تاریخ کبیر ج ۲ قسم ۲ ص ۳۵

عبدالعزیز بن جعفر خرقی اور ابن شاہین وغیرہ نے روایت کی۔ ۳۲۵ھ میں انتقال کیا۔

۳۔ ابوالقاسم حسن بن ادریس بن محمد شاذان قافلانی بغدادی نے عبداللہ بن ایوب مخرمی، فضل بن موسیٰ مولی بنی ہاشم، عیسیٰ بن ابو حرب صفار سے روایت کی اور ان سے قاضی ابوالحسن جراحی، ابو عمر بن حیویہ، ابوالحسن دار قطنی، ابوالقاسم بن ثلاج نے روایت کی ہے۔ ۳۲۹ھ میں فوت ہوئے۔

دلاّلوں میں علم و علماء

دلاّلی کا کاروبار بڑا نفع بخش ہوتا ہے۔ جو لوگ یہ پیشہ اختیار کرتے ہیں، ان کو دلاّل کہتے ہیں۔ یہ بائع اور مشتری کے درمیان سامان تجارت کی قیمت طے کرتے کراتے تھے۔ ہر قسم اور ہر جنس کی تجارتی چیزوں پر بولی بولتے تھے اور طے شدہ شرح کے مطابق دلاّلی کی رقم وصول کرتے تھے۔ ان کی امانت و دیانت پر جانبین کو پورا اعتماد ہوتا تھا۔

۱۔ ابوالحسن احمد بن عبداللہ بن رزیق بغدادی سوتی کپڑوں کے دلاّل تھے۔ وطن بغداد تھا، بعد میں مصر میں آباد ہوگئے تھے۔ انہوں نے قاضی ابو عبداللہ حسین بن اسمٰعیل محاملی، عمر بن محمد رزنی، ابو عبداللہ محمد بن مخلد عطار وغیرہ سے حدیث پڑھی اور ان سے ان کے نواسے محمد بن مکی ازدی اور یوسف بن رباح بصری نے مصر میں اور عبدالعزیز بن علی ازجی اور عبدالرحمٰن بن احمد بن حسن حذاء مکی نے مکہ مکرمہ میں حدیث پڑھی۔ نہایت ثقہ محدث تھے۔ ۳۹۱ھ میں انتقال کیا۔

ابو احمد محمد بن سلیمان بن فارس دلاّل نیشاپوری بہت مالدار اور جاہ و حشم کے مالک تھے۔ لمبی چوڑی تجارت تھی۔ بغداد میں کئی سال تجارت کرنے کے بعد نقصان ہوا تو دلاّلی کرنے لگے۔ اس میں اتنی برکت ہوئی کہ علم اور

اہل علم پر بہت زیادہ دولت خرچ کی۔ امام بخاریؒ بغداد آئے تو ان سے اپنے مکان میں قیام کی گذارش کی اور امام بخاریؒ نے ان کے یہاں قیام کر کے ان کو اپنی کتاب "التاریخ الکبیر" ابتداء سے باب تفضیل تک پڑھائی۔ ۳۱۲ھ میں نیشاپور میں فوت ہوئے۔ زبان کے ذرا تیز تھے۔(۱)

۳- ابو محمد عبد العزیز بن حسن بن خلف دلاّل قاری جرجانی کتابوں کے دلاّل تھے۔ روزانہ ایک ختم قرآن کی تلاوت کرتے تھے۔ انہوں نے ابونعیم عبد الملک بن محمد استر آبادی اور علی بن محمد بن حاتم جرجانی سے روایت کی اور ان سے تاریخ علماء جرجان کے مصنف ابو القاسم حمزہ بن یوسف سہمی جرجانی نے روایت کی(۲)

منادیوں میں علم و علماء

جو لوگ بازار میں اشیاءٔ فروختنی اور ان کی قیمت یا گم شدہ سامان کے لیے آواز لگاتے تھے، ان کو مُنادی کہتے ہیں۔

۱- ابو بکر احمد بن موسیٰ بن محمد منادی نیشاپوری عبادت گذار عالم تھے۔ ابوعبد اللہ حاکم نے ان سے حدیث کی روایت کی ہے اور تاریخ نیشاپور میں ان کو ابو بکر المنادی، العابد، الرجل الصالح کے القاب سے یاد کیا ہے۔ ۳۶۰ھ میں انتقال کیا۔

۲- ابو جعفر محمد بن ابو داؤد عبید اللہ بن یزید منادی بغدادی نے ایک سو ایک سال کی عمر میں ۲۷۲ھ میں انتقال کیا۔ کہتے تھے کہ میں نے ۹۲ ماہ رمضان کے روزے رکھے ہیں۔ امام احمد بن حنبل مجھ سے سات سال بڑے تھے اور یحییٰ بن معین امام احمد سے سات سال بڑے تھے۔

۳- ابو نصر ہیثم بن بشر بن حماد منادی ازدی بصری اپنے وطن بصرہ سے اصفہان

---

(۱) الانساب ج ۵ ص ۴۳۱ (۲) تاریخ جرجان ص ۲۰۸

چلے آتے تھے اور یہیں انتقال کیا۔ یہاں قاضی ابراہیم بن احمد خطابی کے وکیل تھے اور ان کی عدالت میں مدعی اور مدعی علیہ کی پکار پر مامور تھے۔(۱)

نخّاسوں یعنی جانوروں کے دلاّلوں میں علم و علماء

چوپایوں اور غلاموں کی خرید و فروخت میں دلاّلی کرنے والے کو نخّاس کہتے ہیں۔ گائے، بیل، بکری، گھوڑا، اونٹ اور غلام و باندی کی قیمتیں طرفین میں بات چیت کر کے طے کرتے تھے اور دلاّلی کی رقم وصول کرتے تھے۔ سمعانی نے لکھا ہے کہ علماء و محدثین اور ان کے آباؤ اجداد کی ایک جماعت اس پیشہ سے منسلک تھی۔

۱- ابو جعفر محمد بن سلیمان بن حبیب نخّاس مصیصی گھوڑوں کے دلاّل تھے اور خریداروں کو بتاتے تھے کہ اس گھوڑے میں یہ وصف (لوین) ہے۔ اس کی وجہ سے ان کا عرف لوین ہو گیا اور اسی عرف سے پہچانے جاتے تھے۔

۲- ابو جمیلہ مفضل بن صالح نخّاس

۳- ابو علی حسن بن علی بن موسیٰ نخّاس نے حامد بن یحییٰ، عبد الاعلیٰ بن حماد نرسی اور ہشام بن عمار وغیرہ سے حدیث کی روایت کی ہے۔

۴- ابو بکر احمد بن جعفر نخّاس رملی نے امام ابو عبد الرحمٰن نسائی سے روایت کی ہے

۵- ابو محمد فہد بن سلیمان نخّاس مصری سے علی بن سراج مصری اور امام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ طحاوی نے روایت کی ہے۔

۶- ابو القاسم عبد اللہ بن حسن بن سلیمان بن نخّاس مقری نے احمد بن حسن صوفی، ابن ناجیہ، احمد بن عمر بن زنجویہ، موسی بن سہل جوتی وغیرہ سے روایت کی اور ان سے ابو الحسن بن حمامی، ابو بکر برقانی اور محدثین کی ایک جماعت نے روایت کی۔

---

(۱) الانساب ج ۱۲ ص ۴۳۵

۷۔ ابوالحسین محمد بن نصر بن محمد بن سعید نخاس موصلی نے ابو یعلی موصلی، ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن زیاد نیشاپوری اور عبد الغافر بن سلامہ حمصی سے روایت کی اور ان سے ابو بکر برقانی، ابو محمد جوہری اور ابو الفرج تناجیری نے روایت کی ہے۔ ۳۷۹ھ میں انتقال کیا۔

۸۔ ابو الفتح عبد اللہ بن عبد الملک بن محمد نخاس موصلی نے قاضی محاملی، اسمٰعیل بن صفار اور محمد بن عمرو بختری وغیرہ سے روایت کی۔ علماء کی ایک جماعت نے ان سے حدیث کی روایت کی ۴۰۸ھ میں فوت ہوئے۔

۹۔ ابو الفتح احمد بن علی بن محمد نخاس موصلی نے قاضی محاملی، اسمٰعیل بن صفار اور محمد بن عمرو بختری وغیرہ سے روایت کی ہے۔ علماء کی ایک جماعت نے ان سے حدیث کی روایت کی۔ ۴۰۸ھ میں فوت ہوئے۔

۱۰ ابو طالیسا محمد بن مظفر بن ابو بکر نخاس نے ابن الموصلی نخاس اور ہلال بن محمد حفّار سے روایت کی۔

۱۱۔ ابو اسحاق ابراہیم بن میمون خیّاط بھی نخاس کی نسبت سے مشہور ہیں۔ آل سمرہ بن جندب کے غلام ہیں۔ انہوں نے اپنے والد اور عروہ بن فائد سے روایت کی اور ان سے سفیان بن عیینہ یحییٰ بن سعید قطّان، وکیع بن جرّاح اور عبد اللہ بن مبارک نے روایت کی ہے۔ ائمۂ جرح و تعدیل نے ان کی توثیق و تصدیق کی ہے یعنی ان کو ثقہ و صادق محدث بتایا ہے۔(۱)

حمّام والوں میں علم و علماء

جو لوگ حمام یعنی غسل خانہ کے ذریعہ حلال رزق کماتے ہیں، ان کو حمّامی کہتے ہیں۔ حمّام کی ایک الگ عمارت ہوتی تھی، جس میں سرد اور گرم پانی کے علاوہ صابن، تیل اور دوا وغیرہ کا انتظام ہوتا تھا۔ صفائی اور صحت

---

(۱) الانساب ج ۱۳ ص ۵۴ تا ۵۸

کے لیے اس میں غسل کرتے تھے۔

۱۔ عبد اللہ بن عثمان بن ابو العاصی ثقفی نے بصرہ میں سب سے پہلے حمام تعمیر کیا، جو حضرت معاویہ کے باغ کی جگہ قصرِ عیسیٰ بن جعفر کے قریب تھا۔ ان کے والد حضرت عثمان بن ابو العاصی ثقفی اور ان کے دو چچا حضرت حکم بن ابو العاصی ثقفی اور حضرت مغیرہ بن ابو العاصی ثقفی نے ہندوستان میں خلافت فاروقی میں جہاد کیا ہے۔(۱)

۲۔ فیل مولیٰ زیادہ بن ابو سفیان نے بصرہ میں دوسرا حمام بنو لیا۔

۳۔ مسلم بن ابو بکرہ نے بصرہ میں تیسرا حمام بلال آباد کے علاوہ جاری کیا، جو بعد میں عمرو بن مسلم باہلی کی ملکیت میں چلا گیا۔ ایک مرتبہ حضرت ابو بکرہؓ نے اپنے بیٹے مسلم سے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کوئی کام نہیں کرتے ہو اور اپنے بھائیوں کے اخراجات بھی پورے کرتے ہو۔ مسلم نے کہا کہ اگر آپ کسی سے نہ کہیں، تو میں اس کے بارے میں کچھ کہوں۔ ابو بکرہ نے کہا بتاؤ، میں کسی سے نہیں کہوں گا۔ اس کے بعد مسلم نے بتایا کہ اس حمام سے مجھے روز آنہ ایک ہزار درہم اور زیادہ مقدار میں غلہ حاصل ہوتا ہے۔ اس کے بعد مسلم بیمار پڑے اور اپنے بھائی عبد الرحمٰن بن ابو بکرہ کو وصیت کے طور پر خود ہی اپنے حمام کی آمدنی کی خبر کر دی اور یہ خبر عام ہو گئی اور لوگوں نے حکام سے حمام تعمیر کرنے کی اجازت کی کوشش شروع کر دی۔ بصرہ میں حکام کی اجازت کے بغیر حمام تعمیر نہیں ہو سکتے تھے(۲)

مسلم بن ابو بکرہ نفیع بن حارث ثقفی بصری نے اپنے والد سے روایت کی اور ان سے عثمان شحام، سعید بن حمیان، ابو الفضل بن خلف انصاری، ابو حفص سعید بن سلمہ نے روایت کی۔ ثقہ تابعی ہیں ۸۰ھ اور ۹۰ھ کے درمیان فوت ہوئے(۳)

---

(۱) فتوح البلدان ص ۳۴۸ وغیرہ (۲) فتوح البلدان ص ۳۴۸ (۳) تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۱۲۳

۴- ان کے بھائی عبید اللہ بن ابو بکرہ نے بھی سرکاری اجازت حاصل کر کے بصرہ میں حمام بنوالیا۔

۵- حضرت حکم بن ابو العاصؓ ثقفی نے بھی بصرہ میں سرکاری اجازت سے حمام تعمیر کیا۔ صحابی ہیں۔ آپ کے بھائی حضرت عثمان بن ابوالعاصؓ ثقفی کو حضرت عمرؓ نے عمان اور بحرین کی امارت دی تو انہوں نے حکم کو طائف میں اپنا نائب مقرر کیا، پھر بعد میں اپنے پاس بلالیا تھا۔ عہد فاروقی میں مکران میں جہاد کیا ہے۔ ان کا شمار بصرہ کے محدثین میں ہے۔ ۵۰ھ کے بعد انتقال کیا۔

۶- حصین بن ابو الحر عنبری نے بھی سرکاری اجازت لے کر بصرہ میں حمام تعمیر کیا۔

۷- ریطہ بنت زیاد بن ابوسفیان نے بھی حمام بنانے کی اجازت حاصل کر کے اس کی تعمیر کی۔

۸- لبابہ بنت اوفیٰ جرشی کو دو حمام بنانے کی اجازت دی گئی اور اس نے ایک حمام قباء کے تاجروں کے علاقہ میں بنایا اور دوسرا بنی سعد کے محلہ میں تعمیر کیا۔

۹- منجاب بن راشد ضبی نے بھی حمام کی تعمیر کی اجازت حاصل کر کے اس کی تعمیر کی۔

الغرض مسلم بن ابوبکرہ کی آمدنی کی خبر سے بصرہ میں کئی حمام تیار ہو گئے۔ ادھر مسلم بن ابو بکرہ صحت یاب ہو گئے، تو ان کی آمدنی کم ہو گئی اور اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو راز فاش کرنے پر ملامت کرتے رہے۔(۱)

۱۰- ابو الحسن علی بن احمد بن عمر حمامی اپنے زمانہ میں بغداد والوں کے مقری و محدث تھے اور قراءت و حدیث میں امامت کا درجہ رکھتے تھے۔ انہوں نے ابو عمرو بن سماک اور ابو بکر بن سلیمان نجار وغیرہ سے روایت کی

(۱) فتوح البلدان ص ۳۴۸

اور ان سے خطیب بغدادی اور ابوبکر احمد بن حسین بیہقی نے روایت کی۔ حدود ۴۲۰ھ میں فوت ہوئے۔

۱۱۔ ابوعلی حسن بن محمد بن اسمٰعیل بن اشناس بزاز، ابن حمامی کی کنیت سے مشہور ہیں۔ وہ کپڑے کے تاجر بھی تھے۔ انہوں نے ابولؤلؤ وراق وغیرہ سے روایت کی ہے۔

سمعانی نے حمامی کی نسبت میں لکھا ہے کہ و فیھم کثرۃ یعنی حمام چلانے والوں میں اہل علم کی کثرت ہے۔(۱)

پورے عالم اسلام میں ہر قسم کے غلّے بافراط پیدا ہوتے تھے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے تھے۔ مسلمانوں کے حسن نیت اور حسن عمل کی وجہ سے زمین گویا سونا اگلتی تھی۔ یمن کے نواحی میں غلّے بکثرت پیدا ہوتے تھے۔ خاص طور سے عدن کا قریبی علاقہ ابین گیہوں، ترکاری اور میوہ کے لیے مشہور تھا اور یہ چیزیں وہیں سے عدن آتی تھیں۔ اس کے اطراف میں سرسبز و شاداب کھیتیاں تھیں۔ یہی حال مندم اور لحج کا تھا۔ ان علاقوں میں اس قدر زیادہ پیداوار ہوتی تھی کہ غلّے بڑے بڑے گوداموں میں رکھ کر سال بھر فروخت کیے جاتے تھے۔ سروات گویا غذائی پیداوار اور غلہ کی کان تھا اور یہ چیزیں وہاں سے سرین کی بندرگاہ کے ذریعہ باہر جاتی تھیں۔ یہاں شہد بھی زیادہ مقدار میں پیدا ہوتا تھا۔ دمشق کے قریب رحاب، بحوران اور بثنیہ کا مرکزی شہر نویٰ، گیہوں اور دیگر پیداوار کا معدن تھا۔ اردن کے علاقۂ بادیہ میں عمّان غلہ کی کان تھا اور یہاں آٹا پیسنے کی بہت سی چکیاں تھیں۔

اقلیم سجستان کے شہر زرنگ کی شہر پناہ کے پانچ آہنی دروازوں میں ایک کا نام باب الطعام تھا۔ اسی دروازے سے شہر میں غلہ آتا تھا اور یہاں سے باہر جاتا تھا۔ یہ دروازہ سب سے زیادہ آباد اور بارونق تھا۔ اس کے باہر بڑے بڑے دیہات اور کھیتی باڑی کے علاقے تھے، جن میں سوسکن، ملکان

(۱) الانساب ج ۴ ص ۲۳۲

کرسوار، برمک، اددراس، کوسن، دیاردد، دیار وغیرہ بہت بڑے اور آباد تھے اور ان میں بہت زیادہ پیداوار ہوتی تھی۔ اسی کے قریب مقام بارنواز بہت بڑا شہر تھا۔ یہ شہر غلہ جات کی تجارت کے لیے مشہور تھا۔

اسفرائن اور نساء کے درمیان کا علاقہ بہت بڑا اور نہایت زرخیز اور سرسبز و شاداب تھا اور یہاں کھیتی باڑی ہوتی تھی۔ مقدسی نے لکھا ہے کہ اس سے زیادہ پیداوار کہیں نہیں ہوتی ہے، یہاں سے نیشاپور کے تاجر بہت زیادہ مال اٹھاتے ہیں، یہاں لہسن کی کاشت کثرت سے ہوتی ہے۔

ہمارے ملک ہندوستان کے شہر قامہل، سندان، چیمور اور کھنبائت وغیرہ جس زمانہ میں دولت ہامانیہ سنجان کے ماتحت تھے، ان میں ناریل، کیلا اور آم کی پیداوار بہت زیادہ تھی اور یہاں چاول بہت زیادہ پیدا ہوتا تھا۔ اقلیم خرسان کے شہر بلخ، دالو والج، ربخن اور بناکث سے چاول چنا، شہد وغیرہ غیر ممالک میں بھیجے جاتے تھے۔ اقلیم دیلم میں چاول بہت زیادہ پیدا ہوتا تھا اور طبرستان میں لوگ عام طور سے چاول کی روٹی کھاتے تھے۔ یہاں مچھلیاں اور مرغابیاں بہت زیادہ ملتی تھیں۔ لہسن کی پیداوار بھی بہت اچھی تھی۔ طبرستان کے باشندے تین باتوں میں خاص شہرت رکھتے تھے۔ لہسن کھانے کی وجہ سے منہ کو ہر وقت خوشبودار چیزوں سے صاف کرتے تھے۔ ان کا رنگ کھلتا ہوا خوبصورت ہوتا تھا، کیونکہ وہ سبزی ترکاری کے عادی تھے اور ان کی کمر پتلی ہوتی تھی اس لیے کہ وہ چاول کھاتے تھے۔ آمل میں باریک چاول اور لہسن پیدا ہوتا تھا۔

اقلیم خوزستان میں جندی سابور اور دوسرے علاقے چاول کی کاشت اور ارزانی میں مشہور تھے۔ اصطخر میں پینے کا پانی دھان کے کھیتوں اور کیاریوں سے ہوکر شہر آتا تھا، اس لیے خوب اچھا نہیں ہوتا تھا۔ آمل اور بلاد خزر (ترکستان) کے لوگ عام طور سے چاول کی روٹی مچھلی سے کھاتے تھے۔

ہرات کے قریب مالن اور کیرخ دو مرکزی مقام تھے، ان کے بعد استربیان اور بار آباد تھے، جن میں پانی اور باغات کی کثرت تھی بار آباد اگرچہ مالن سے چھوٹا تھا، لیکن یہاں سے چاول بھاری مقدار میں باہر جاتا تھا اور اطراف وجوانب کی ضرورت پوری کرتا تھا۔ پُرنور میں اقلیم کرمان کی بہت بڑی تجارتی منڈی تھی، اطراف کے دیہاتوں میں کھیتی باڑی ہوتی تھی اور باجرہ زیادہ بویا جاتا تھا۔

اقلیم مصر میں عین شمس بڑا سرسبز وشاداب مقام تھا، یہاں دریائے نیل کا بند تھا، جس سے کھیتی باڑی خوب ہوتی تھی۔ مغربی افریقہ میں باجہ میں ہر قسم کے غلہ جات بہت زیادہ پیدا ہوتے تھے اور یہاں بڑی خیر وبرکت تھی۔ اسی طرح سجلماسہ میں ہر قسم کی پیداوار اور پھلوں کی کثرت تھی، لوگ دور دراز مقامات سے یہاں حصولِ معاش میں آتے تھے، کھجور، انگور، کشمش، انار اور دوسرے میوہ جات کے ساتھ غلہ جات خوب پیدا ہوتے تھے۔ مصر کے شہر فیّوم میں پینے کا پانی دھان کے کھیتوں سے ہوکر آتا تھا، اس لیے گرم رہتا تھا۔ اقلیمِ مصر میں یہاں ہر جگہ سے زیادہ چاول کی کاشت ہوتی تھی، صعید اور فیوم کا چاول بڑی مقدار میں باہر بھیجا جاتا تھا۔(۱)

مسلمانوں کے خورد ونوش میں بڑا تنوّع تھا، مختلف علاقوں میں مختلف غذاؤں کا استعمال ہوتا تھا، عام غذا گیہوں، جو اور چاول تھی اور ان تینوں اجناس کی روٹیاں بنتی تھیں، جو مختلف شکل وصورت اور مختلف لذت کی ہوتی تھیں۔ عالمِ اسلام کے بعض علاقوں میں بہترین قسم کا جو پیدا ہوتا تھا، جو لذت اور غذائیت میں گندم سے کہیں بڑھ کر تھا اور مقامی لوگ گندم کے بجائے جو استعمال کرتے تھے۔ ابن حوقل نے بلادِ مغرب کے جبل نفوسہ کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ پہاڑی شہر بہت بلندی پر ہے، اس کی لمبائی تین دن کی مسافت اور چوڑائی اس سے کچھ کم ہے۔ یہاں کے باشندے کی غذا جوَ ہے،

(۱) احسن التقاسیم کے مختلف مقامات سے

اس کی روٹی گیہوں کی روٹی سے زیادہ عمدہ اور لذیذ ہوتی ہے۔ یہاں کے جو کی روٹی میں جو لذت ہے، روئے زمین کے کسی خطہ کی روٹی میں نہیں ہے، یہ روٹی لذت میں تمام روٹیوں سے جدا ہے، البتہ میدے کی وہ روٹی اس سے زیادہ لذیذ ہوتی ہے، جس کو پکانے والا خاص اہتمام سے پکاتا ہے۔(۱)

بعض علاقوں کا غلہ اس قدر عمدہ اور نفیس ہوتا تھا کہ اس کی روٹی سال بھر کھائی جاتی تھی، مگر لذت میں فرق نہیں آتا تھا۔ مقدسی نے اقلیم مصر کے حالات میں لکھا ہے کہ یہاں کے لوگ اپنے کھیتوں اور میدانوں میں کھلیان کے وقت اتنی زیادہ روٹیاں پکا لیتے ہیں، جو سال بھر کے لیے کافی ہوتی ہیں۔ ان کو پکانے کے بعد خشک کر کے چھپا دیتے ہیں اور سال بھر نکال نکال کر کھاتے ہیں۔(۲)

ابن خرداذبہ نے رومیوں کے حالات میں بیان کیا ہے کہ ان کے فوجیوں کے کھانے کے لیے کوئی دوکان یا بازار نہیں ہے، بلکہ ہر سپاہی اپنے حصہ کا کعک (کیک) روغن، پنیر اور شراب اپنے فوجی مرکز ہی سے لے کر چلتا ہے(۳)

اصطخری نے خراسان اور مرو کے بارے میں لکھا ہے کہ مرو خراسان کے تمام شہروں میں کھانے کے معاملہ میں صاف ستھرا اور پاکیزہ ہے۔ پورے اقلیم میں یہاں سے زیادہ صاف ستھری اور لذیذ روٹی کہیں نہیں ملتی ہے۔

نیز یہاں کے خشک میوے کشمش وغیرہ ہر جگہ سے عمدہ ہوتے ہیں۔ ہرات کے متعلق مشہور ہے کہ یہاں غلے اور میوے کی بڑی کثرت ہے اور دنیا بھر میں بھیجے جاتے ہیں، مگر لذت و عمدگی میں مروزی روٹی اور میوہ سب سے آگے ہوتا ہے(۴)

صنعاء یمن کے قریب رحب نامی شہر میں بڑی ارزانی تھی، میوے بکثرت پیدا ہوتے تھے اور روٹیاں بہت عمدہ اور لذیذ ہوتی تھیں۔ پورے

---

(۱) صورالارض ص ۹۵ (۲) احسن التقاسیم ص ۲۰۵ (۴) مسالک الممالک ص ۱۸۳

علاقہ شام میں روٹی نہایت صاف ستھری اور سفید ہوتی تھی خاص دمشق میں
غلہ، میوہ اور دوسری ضروریاتِ زندگی کی فراوانی اور ارزانی تھی، مگر روٹیاں
روی ہوتی تھیں۔ رملہ بہت پاکیزہ اور خوبصورت شہر تھا۔ ہر قسم کے غلے اور
میوے بافراط تھے اور یہاں کے میدے کی سفید روٹی پورے عالم اسلام
میں نفاست اور لذت میں بے نظیر تھی۔ شام میں عاقرا ایک بڑی بستی تھی،
یہاں کی روٹیاں اس قدر عمدہ اور لذیذ ہوتی تھیں کہ یہاں سے مکہ مکرمہ تک
پورے راستہ میں ایسی روٹیاں نہیں ملتی تھیں۔ بلاد مغرب میں قیروان نہایت
بارونق اور ارزاں شہر تھا، یہاں روٹی اور گوشت اعلیٰ درجہ کا ہوتا تھا۔
صغانیان کے دار السلطنت کش کے بازار طرح طرح کے عمدہ اور لذیذ کھانوں
سے پٹے رہتے تھے۔ روٹیاں بہت سستی، گوشت بہت زیادہ اور پانی بہت عمدہ
تھا۔ خوارزم (خیوہ) میں اللہ تعالیٰ نے بڑی زرخیزی اور ارزانی بخشی تھی۔
عوام میں کھانے پینے اور مہمان نوازی کا بڑا ستھرا ذوق تھا۔ یہاں کی روٹیاں
چھوٹی چھوٹی ہوتی تھیں۔ ہرات باوجودیکہ سرسبز و شاداب اور زرخیز تھا،
یہاں کی روٹیاں کھاکر آدمی شکم سیر نہیں ہوتا تھا البتہ مَرو کی روٹیوں کی لذت
اور عمدگی کا کیا پوچھنا! نساء کے پھل نہایت اچھے اور روٹیاں بہت ہی صاف
ستھری ہوتی تھیں۔

مقدسی نے پورے اقلیم دیلم کے متعلق لکھا ہے کہ یہاں کے لوگ
میدہ کی سفید روٹی کے علاوہ اور کوئی روٹی نہیں پکاتے ہیں۔ میں نے ایک
درہم کی تیس رطل روٹیاں خریدی تھیں اور ایک انڈا آٹھ دانق میں لیا تھا۔
عسکری میں بڑی خیر و برکت ہے۔ یہاں مٹھائیاں سستی اور روٹیاں بہت عمدہ
ہوتی ہیں۔ ایران و اصفہان وغیرہ تجارت کا مرکز ہے۔ کھانے پینے کی اچھی
اچھی دوکانیں ہیں اور روٹیاں نہایت صاف ستھری ہیں۔ مقدسی نے اصفہان
کے زنیر نامی پہاڑی شہر کے بارے میں لکھا ہے کہ ہم نے یہاں کے سیر سے

ایک درہم کی آٹھ سیر روٹیاں خریدی ہیں۔ یہاں گوشت، بادام اور دوسرے میوے سستے ملتے ہیں۔ ہمدان بہت عمدہ شہر ہے۔ روٹی ارزاں، مٹھائی بہت عمدہ اور گوشت زیادہ ملتا ہے۔ رے کے ایک شہر طرز میں عام اشیاء کی قیمت بہت کم اور روٹی نہایت عمدہ اور سستی ہے۔ جرجان میں طرح طرح کے میوے اور پھل ہوتے ہیں۔ یہاں کی روٹی روغن میں گوندھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ شام کے باشندوں کے یہاں روٹی پکانے کے لیے (مخابز) بھٹیاں ہوتی ہیں اور دیہاتوں میں چھوٹے چھوٹے تنور ہوتے ہیں، جن میں کنکریاں بچھادی جاتی ہیں اوپر نیچے اور اردگرد الاؤ جلادیتے ہیں، جب تنور سرخ ہو جاتا ہے تو ان کنکریوں پر روٹی پکالیتے ہیں۔(۱) مقدسی بشاری نے کہا ہے کہ صنعاء میں ایک شخص نے گوشت پکایا اور حج کو گیا۔ واپس آیا تو گوشت جوں کا توں تھا، اس میں کوئی تغیر نہیں ہوا تھا(۲)

• بغداد میں ہریسہ بیچنے والوں کے ہوٹل نہایت شاندار ہوتے تھے۔ ان کی دوکانوں کے بالائی حصہ میں چٹائیاں، دسترخوان، طشت، لوٹے، اشنان (ہاتھ دھونے کے لیے) اور خادم غرض تمام سامان ہوتے تھے اور کھانے والے اوپر جاکر آرام سے ہریسہ کھاتے تھے اور صرف ایک دانق ادا کرتے تھے۔ کھانا کھلانے کے لیے نوکر چاکر اور دوسرے انتظامات، دکانوں اور ہوٹلوں کے علاوہ اوقاف کے لنگر خانوں میں بھی ہوا کرتے تھے اور اوقاف کی طرف سے روزآنہ جو کھانے مستحقین کو کھلائے جاتے تھے، ان میں یہی سب سامان اور انتظامات ہوتے تھے۔

ملک شام کی حبریٰ نامی شہر (خلیل الرحمٰن) میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی قبریں ہیں۔ یہاں کی مسجدوں میں زائرین کے لیے حجرے بنے ہوئے تھے۔ اور ہمیشہ ضیافت کا انتظام رہتا تھا۔ اس

---

(۱) احسن التقاسیم ص ۱۸۳ (۲) احسن التقاسیم ص ۹۵

کے لیے باورچی، نان بائی اور نوکر چاکر مقرر رہتے تھے اور جو غریب یا امیر یہاں آتا تھا اس کو ضیافت کی روٹی اور زیتون کے تیل میں پکی ہوئی دال دی جاتی تھی۔

آٹا پیسنے کی چکیاں

آٹا پیسنے کے لیے پَن چکیاں، پَون چکیاں اور جانوروں سے چلنے والی چکیاں ہر شہر میں ہوتی تھیں، جن میں ہر قسم کا آٹا، میدہ، رواو غیرہ تیار ہوتا تھا۔ ان چکیوں کے پاٹ خاص پتھروں اور پہاڑوں سے لائے جاتے تھے، جو صلابت و سختی کے ساتھ وزنی ہوتے تھے۔ ان کے خاص کاریگر اور تاجر تھے۔ ابن خُردازبہ نے طرسوس کے حدود میں ایک پہاڑی قلعہ ملقوبیّہ کے بیان میں لکھا ہے کہ ملقوبیہ کا مطلب چکی کا پاٹ ہے، جو یہاں کے پہاڑوں سے کاٹے تراشے جاتے تھے(۱)

ابن حوقل نے لکھا ہے کہ بلادِ جزیرہ کے شہر آمد کی فصیل چکی کے پتھروں سے بنی ہوئی ہے، سیاہی کی وجہ سے اس کو میمون کہتے ہیں، اسی پتھر سے جزیرہ کے علاقہ میں چکیوں کے پاٹ بنتے ہیں، اس بارے میں پوری دنیا میں یہ پتھر بے مثال ہے، اس کا ایک پاٹ عراق میں پچاس دینار اور اس سے کم و بیش میں فروخت ہوتا ہے (۲)

ہرات کے قریب ایک پہاڑ سے چکیوں کے پاٹ کے لیے پتھر لائے جاتے تھے۔ اقلیم کرمان کے شہر جیرفت کے وسط دیور ود نامی دریا اس قدر تیزی اور زور کے ساتھ بہتا تھا کہ بڑے بڑے پتھروں کو بہا لے جاتا تھا اور ان کے ٹکرانے سے دریا کے اندر سے خوفناک آواز سنائی دیتی تھی۔ اس دریا سے تقریباً بیس پن چکیاں چلتی تھیں۔ اقلیم سجستان کے شہر زرنگ کے وسط میں تین دریا جاری تھے۔ ان تینوں دریاؤں کا پانی جہاں گرتا تھا وہاں پن چکیاں

---

(۱) المسالک والممالک ص ۱۰۸ (۲) صورالارض ص ۲۲۴

چلتی تھیں، نیز یہاں سال بھر تند و تیز ہوائیں چلتی تھیں اور مقامی باشندے ان کے رخ پر پون چکیاں نصب کر کے آٹا پیستے تھے (۱)

انطاکیہ کا علاقہ پہاڑی تھا، جہاں چکیاں، چراگاہیں اور ہرے بھرے درخت تھے۔ فارس کے شہر قریہ عبد الرحمٰن میں کنویں سے پن چکی چلتی تھی۔ اس کنویں کی گہرائی بہت زیادہ تھی۔ پورے سال پانی نیچے رہتا تھا اور خاص موسم میں اس شدت اور زور ۔ ۔ اوپر چڑھتا اور بہتا تھا کہ اس سے پن چکی چلتی تھی۔ علاقہ ارّجان کے ایک مقام صابک الغرب میں ایک کنویں سے اس قدر تیزی اور زور سے پانی ابلتا تھا کہ اس سے پن چکی چلتی تھی۔ بقول اصطخری مقامی لوگوں نے رسّی میں وزنی پتھر باندھ کر کنویں کے اندر ڈالا، مگر اس کی گہرائی کا پتہ نہ چلا، اس سے ہمیشہ جوش کے ساتھ پانی ابلتا تھا اور پن چکیاں چلتی تھیں اور اسی سے کھیت سینچے جاتے تھے۔

شیراز میں بازار کا سرکاری کرایہ ادا کیا جاتا تھا، جس میں وہاں پر نصب چکیوں اور عرق گلاب کے کارخانوں کا کرایہ بھی شامل تھا۔ خوزستان کے شہر سوس میں پانی جاری رہتا تھا، جس سے شہر میں چکیاں چلا کرتی تھیں۔ بصنا میں دجلہ نامی ایک نہر جاری تھی، جس میں سات چکیاں کشتیوں پر نصب تھیں اور نہر کے پانی سے چلتی تھیں۔

ارزقی نے تاریخ مکہ میں لکھا ہے کہ جبل فلق کی چوٹی پر ہر وقت تیز ہوائیں چلتی ہیں اور وہاں ایک جگہ کو رحا الریح (ہوائی چکی) کہتے ہیں۔ یہاں چکی لگائی گئی تھی، مگر چل نہ سکی (۲)

ابن حوقل کا بیان ہے کہ موصل کے قریب دجلہ کے وسط میں چکیاں نصب ہیں، جن کو عروب کہتے ہیں۔ ان کی مثال دنیا میں مشکل ہی سے ملے گی۔ ان کو تیز رفتار پانی کے دھاروں کے بیچ میں نصب کر کے لوہے کی

---

(۱) مسالک الممالک ص ۱٦٦، ۲۴۱، ۲۱۵ (۲) اخبار مکہ ج ۲ ص ۲۳۰

زنجیروں سے باندھ دیا گیا ہے۔ ہر چکی میں چار پاٹ ہوتے ہیں اور دو پاٹ مل کر رات دن میں پچاس بورے غلہ پیستے ہیں۔ یہ چکیاں لکڑی اور لوہے کی ہوتی ہیں، کسی چکی میں کچھ ساگوان لکڑی بھی ہوتی ہے۔ اسی طرح موصل سے سات فرسخ کی دوری پر بہت سی چکیاں ہیں، جن کا پسا ہوا آٹا عراق جاتا ہے۔ ابن حمدون نے ان سب چکیوں کو تباہ و برباد کر دیا، البتہ مدنیۃ الحدیثہ میں کچھ چکیاں بچ گئیں ہیں، جو وسط دجلہ میں چلتی ہیں اور ان کے مالک بنو حمدون ہیں۔ دریائے فرات میں رقہ اور قلعۂ جوبر کے پاس چکیاں ہیں، مگر موصل کی طرح یہاں ان کی کثرت نہیں ہے (۱)

مقدسی بشاری نے لکھا ہے کہ اہل بصرہ کے حق میں دریائے دجلہ کا مدّ وجزر نعمت ہے۔ ہر روز دو بار پانی نہروں میں داخل ہو کر کھیتوں اور باغوں کو سیراب کرتا ہے اور قرب و جوار کے دیہاتوں تک کشتیوں کو پہونچاتا ہے اور مد یعنی چڑھاؤ کے وقت نہروں کے منہ پر واقع چکیوں کے یوں کام آتا ہے کہ جب پانی اترتا ہے تو چکیاں چلنے لگتی ہیں۔ (۲)

موصل میں ایک میدان درب رحا امیر المؤمنین کے نام سے مشہور تھا یہاں خلیفہ وقت کی طرف سے چکیاں چلتی تھیں۔ اردن کے آس پاس دیہات اور کھیت میں پانی سے چلنے والی چکیاں بھی تھیں۔ دریائے دجلہ کے مخرج سے کچھ دور مقام زاب میں کئی دریا اس میں گرتے تھے، جن کی وجہ سے کئی چکیاں چلتی تھیں۔ مصر کے شہر بلبیس کے پاس بہت سے گاؤں، کھیتیاں اور چکیاں تھیں، یہاں سے آٹا، غلہ اور روئی بھاری مقدار میں حجاز روانہ کی جاتی تھی۔ بقول مقدسی چکیاں کثرت سے تھیں۔ یہاں سے حجاز کے لیے آٹا کے ساتھ کعک (کیک) زیادہ مقدار میں جاتا تھا۔ میں نے ایک مرتبہ حساب لگایا تو ہر ہفتہ تین ہزار اونٹ غلہ اور آٹا جاتا تھا۔

(۱) صورۃ الارض ص ۲۱۹ (۲) احسن التقاسیم ص ۱۲۵

نیشاپور سے ایک فرسخ پر بشتقان بستی میں ایک نہر جاری تھی اور اس سے ستر چکیاں چلتی تھیں۔ بجستان، یوشیخ اور حصن رزنگ کی ہوائی چکیاں عجائباتِ عالم میں سے تھیں۔ آبیار میں زمین کے اندر چکی چلتی تھی اور اوپر سے پانی بہتا تھا۔ آمل میں ایک نہر کے پاس کئی چھوٹی چھوٹی چکیاں نصب تھیں

موصل شہر کے اندر کئی پن چکیاں چلتی تھیں۔ اہواز میں ایک نہر شہر کے نشیبی علاقہ سے گذرتی تھی۔ اس کا پانی دردق نامی مقام میں جھیل کی مانند جمع رہتا تھا اور اس جھیل پر عجیب و غریب قسم کی چکیاں ہوتی تھیں۔

مغرب اقصیٰ کے پاس متیجہ نامی مقام سے ایک نہر گذرتی تھی۔ اس پر بہت سی چکیاں تھیں۔ صقلیہ کے مرکزی شہر بلرم میں وادیٔ عباس کے نام سے ایک نہر تھی۔ اس کے بیچ میں چکیاں جاری تھیں۔ اندلس کا شہر جیان بہت ہی پر فضا پہاڑی پر واقع تھا۔ پہاڑی چشمے کثرت سے جاری تھے۔ ان پر چکیاں جاری تھیں جو قرطبہ کی ضرورت کو بھی پورا کرتی تھیں۔ جیّان سے دس میل پر جفر نامی پہاڑی مقام تھا، جہاں وادیان اور چکیاں بہت زیادہ تھیں۔ اس کے بعد یبغوا نامی پہاڑی مقام کی وادیوں سے چشمے جاری تھے، جن سے چکیاں چلتی تھیں۔

مُرو میں بریک بڑا شہر تھا، جس کے وسط میں پُل تھا اور شہر دو حصوں میں منقسم تھا۔ اس پُل کے دونوں طرف اس کے کھمبوں میں بندھی ہوئی چکیاں جاری تھیں۔

اب ہم غذا اور خورد و نوش سے متعلق مسلمانوں کے کاروبار اور ان سے اہل علم کے تجارتی و معاشی تعلق کا تذکرہ کرتے ہیں۔

گندم فروشوں میں علم و علماء

عربی میں حنطہ، بر اور قمح گندم کو کہتے ہیں اور جو لوگ اس کی کاشت

اور تجارت کرتے ہیں، ان کو حناط، بُرّی اور قمّاح کہتے ہیں۔

۱۔ ابوشہاب موسیٰ بن نافع ہذلی حناط کوفی نے سعید بن جُبیر اور عطاء بن ابی رباح سے روایت کی اور ان سے ابوالربیع زہرانی اور علماء عراق نے روایت کی ہے۔

۲۔ ابوشہاب حناط مدائنی کوفہ کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے محمد بن سوقہ، ابواسحاق شیبانی، اعمش، سفیان ثوری، عاصم الاحول، محمد بن ابی لیلیٰ، شعبہ بن حجاج وغیرہ سے روایت کی اور ان سے زافر بن سلیمان، ابوداؤد طیالسی، ابونعیم فضل بن دکین وغیرہ نے روایت کی۔ ثقہ محدث تھے۔ ۱۷۱ھ یا ۱۷۲ھ میں انتقال کیا۔

۳۔ ابوبکر بن عیاش حناط کوفی کوفہ کے مشہور علماء و قراء میں ہیں۔ کوفہ میں گیہوں فروخت کرتے تھے۔ ۱۹۳ھ میں انتقال کیا۔

۴۔ ابوعلی حسن بن عبدالرحمٰن بن حسن حناط مکی شافعی مکہ مکرمہ میں گیہوں فروخت کرتے تھے۔ عالی السند ثقہ محدث تھے۔ سمعانی کے دادا نے ان سے روایت کی۔ ان کا بیان ہے کہ میرے شیخ ابوعلی شافعی مکہ مکرمہ میں گندم بیچتے تھے۔ ۴۷۰ھ کے بعد فوت ہوئے۔

۵۔ حسن بن سہل حناط سے مطین نے روایت کی ہے۔

۶۔ اسمٰعیل بن ابان حناط غنوی کوفی نے ہشام بن عروہ، اسمٰعیل بن ابوخالد اور سفیان ثوری سے روایت کی۔ امام احمد بن حنبلؒ ان کے شدید منکِر تھے۔

۷۔ ابوعبیداللہ محمد بن سلیمان ابن حناط رُعینی شاعری، ادب اور بلاغت میں بڑے مقام و مرتبہ کے مالک تھے۔ بصیر کے لقب سے مشہور تھے۔ بعض معاصرین سے ان کی نوک جھونک خوب چلتی تھی۔ ۴۳۰ھ تک زندہ رہے۔

۸۔ محمد بن عبداللہ بن مبارک حناط نیشاپوری نے اسحاق بن ابراہیم، محمد بن رافع، عبداللہ بن مسلم دمشقی اور ایوب بن حسن سے روایت کی۔ ان کے صاحبزادے ابوالطیب محمد اپنے زمانہ کے مشہور طبیب تھے۔

۹- ابو محمد بن محمد بن محمد حناط مروزی، نہایت بزرگ مستور الحال عالم تھے۔ سمعانی کے مدرسہ میں دن کے اکثر حصہ میں بیٹھا کرتے تھے۔ سمعانی نے ان سے تعلیم حاصل کی ہے ۵۴۰ھ کے بعد فوت ہوئے۔

۱۰- ابو احمد حامد بن محمد بن عبد اللہ حنّاط نیشاپوری نے حسن بن سفیان نسوی اور حسین بن محمد بن زیاد قبانی وغیرہ سے روایت کی۔ ان سے ابو عبد اللہ حاکم نے روایت کی۔ ۳۶۱ھ میں فوت ہوئے۔

۱۱- ابو الحسین عبد الملک بن احمد بن سعید حنّاط بغدادی کو دقّاق بھی کہتے ہیں، یعنی وہ گندم اور اس کا آٹا دونوں فروخت کرتے تھے۔ انہوں نے یعقوب بن ابراہیم دورقی، محمد بن ولید بسری اور حمید بن ربیع وغیرہ سے روایت کی۔ ثقہ محدث تھے ۳۱۸ھ میں انتقال کیا۔

۱۲- ابو عبد اللہ حسین بن محمد بن حسن طبری حنّاطی کی نسبت سے مشہور تھے۔ غالباً ان کے خاندان میں گندم کی تجارت ہوتی تھی۔ انہوں نے بغداد آکر عبد اللہ بن عدی اسمٰعیلی اور ابوبکر احمد بن ابراہیم اسمٰعیلی وغیرہ سے روایت کی اور ان سے ابو منصور محمد بن احمد بن شعیب ردیانی اور قاضی ابو الطیب طاہر بن عبد اللہ طبری وغیرہ نے روایت کی۔

۱۳- ابو الحسن محمد بن حسین جرجانی حنّاطی نے خراسان میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔ انہوں نے مشہور ائمۂ حدیث مثلاً ابو نعیم عبد الملک بن محمد بن عدی جرجانی اور ابو محمد عبد الرحمٰن بن ابو حاتم رازی وغیرہ سے روایت کی۔ ۷۴۳ھ میں فوت ہوئے۔(۱)

۱۴- عیسیٰ بن ابو عیسیٰ میسرہ حنّاط تبع تابعی ہیں۔ امام شعبی اور امام نافع وغیرہ سے روایت کی ہے۔ وہ ابتداء میں جانوروں کے چارے، بیر، ببول، کیکر اور درختوں کے پتے جھاڑ کر فروخت کرتے تھے اور خبط یعنی جانوروں

---

(۱) الانساب ج ۴ ص ۲۶۸ تا ۲۷۴

کے چارے کی نسبت سے خبّاط مشہور ہوئے۔ اس کے بعد خیاطت یعنی کپڑے کی سلائی کرنے لگے تو خیّاط مشہور ہوئے۔ اس کے بعد حنطہ یعنی گیہوں فروخت کرنے لگے، تو حنّاط کے لقب سے یاد کیے گئے۔ پھر حنوط یعنی خوشبو کا کاروبار کیا، تب بھی حنّاط رہے۔ ۱۴۱ھ میں فوت ہوئے۔

۱۵- اسی طرح مسلّم حنّاط مدنی حنّاط، خباط اور خیاط کی نسبتوں سے مشہور ہیں۔ وہ خیط یعنی دھاگا، حنطہ یعنی گندم اور خبط یعنی جانوروں کا چارہ تینوں چیزیں فروخت کرتے تھے۔ تابعی ہیں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے اور ان سے ابن ابی ذئب مدنی نے روایت کی ہے(۱)

۱۶- ابوسلمہ عثمان مقسم بُرّی کندی کوفی نے قتادہ، ابو اسحاق، حماد بن ابی سلیمان، عاصم بن ابی نجود، نافع مولیٰ ابن عمر اور یحییٰ بن سعید انصاری سے روایت کی۔ امام احمد اور یحییٰ بن معین نے ان سے روایت کرنے سے احتراز کیا ہے۔

۱۷- ابو ثمامہ بُرّی کو قمّاح بھی کہتے ہیں۔ انہوں نے کعب بن عجرہ سے روایت کی اور ان سے سعید مقبری نے روایت کی ہے۔

۱۸- مسلمہ بن عثمان بُرّی نے محمد بن مغیرہ سے روایت کی اور ان سے عیسیٰ بن ابراہیم برکی نے روایت کی ہے(۲)

۱۹- ابوالفضل عباس بن احمد بن سعید قمّاح مصری نے محمد بن زبّان وغیرہ سے روایت کی اور ان سے حافظ ابوزکریا یحییٰ بن علی طحّان نے روایت کی جو آٹے کی تجارت کرتے تھے۔ ۳۶۳ھ میں فوت ہوئے۔(۳)

جو فروشوں میں علم و علماء

جو لوگ خالص جو کی کاشت اور تجارت کرتے ہیں، ان کو شعیری کہتے ہیں۔ عربی میں شعیر جو کو کہا جاتا ہے۔ بغداد کے مغربی دروازہ کا نام باب

(۱) الانساب جواہر الاصول ۱۱۴ (۲) الانساب ج ۲ ص ۱۹۳ (۳) الانساب ج ۱۰ ص ۴۷۸

الشعیر تھا اور اسی نام سے علاقہ کرخ میں ایک محلہ بھی تھا، جو اہل علم جو کی تجارت کرتے تھے، ان میں یہ حضرات مشہور ہیں۔

۱۔ ابو قتیبہ مسلم بن قتیبہ شعیری بصری نے امام مالک، شعبہ بن حجاج اور علی بن مبارک وغیرہ سے روایت کی اور ان سے عمرو بن علی منذر بن ولید، زید بن اخرم نے روایت کی۔

۲۔ ابوالحسن علی بن اسمٰعیل بن سلیمان شعیری نے عبد الاعلیٰ بن حماد سے اور ان سے مخلد بن جعفر نے روایت کی ہے۔

۳۔ احمد بن محمد شعیری شیرازی نے حسین بن حکم حبری سے روایت کی اور ان سے ابوالقاسم طبرانی نے روایت کی ہے۔

۴۔ ابومحمد عبد الرحمٰن بن حسن بن ایوب شعیری نے اسحاق بن ابو اسرائیل اور حسین بن حریث سے روایت کی اور ان سے ابوالحسن بن قزقزہ رقاء اور ابوحفص عمر بن شاہین نے روایت کی ہے۔

۵۔ ابوحفص عمر بن خالد بن یزید بن جارود شعیری نے محمد بن حمید رازی سے اور ان سے محمد بن خلف بن حیّان نے روایت کی ہے۔

۶۔ ابو عبد اللہ احمد بن علی بن معبد شعیری نے عثمان بن ہشام بن دلہم، اسحاق بن ابو اسحاق صفّار اور یحییٰ بن ابو طالب سے روایت کی اور ان سے عبد اللہ بن موسیٰ ہاشمی نے روایت کی ہے۔

۷۔ محمد بن جعفر بن محمد شعیری نے عثمان بن صالح خیّاط سے روایت کی اور ان سے علی بن ہارون حربی نے روایت کی ہے(۱)

چاول فروشوں میں علم و علماء

چاول کی کاشت اور تجارت کرنے والے کو رزّاز اور رزّی کہتے ہیں۔

---

(۱) الانساب ج ۸ ص ۱۱۶ و ص ۱۱۷

عربی میں رُزّ اور ارُزّ چاول کو کہتے ہیں۔

۱- ابو العباس احمد بن محمد بن علویہ رزّاز جرجانی نے قاضی اسمٰعیل، محمد بن غالب تمتام، ابو بکر باغندی، صالح بن عمران دعاء، سلیمان بن ایوب وغیرہ سے روایت کی اور ان سے اسمٰعیل بن سوید خیّاط، ابو اسحاق مودّب، ابن ابو عمران نے روایت کی ہے۔

۲- ابوطالب محمد بن عبیداللہ بن احمد رزّاز نے حسین بن احمد بن فہد موصلی، علی بن عمر سکری، احمد بن عبد اللہ دوری سے روایت کی اور ان سے خطیب بغدادی نے روایت کر کے تاریخ بغداد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ۴۴۸ھ میں فوت ہوئے۔

۳- ابو القاسم علی بن احمد بن محمد رزّاز بغدادی، ابو طالب رزّاز مذکور کے چچا ہیں۔ ثقہ اور صالح محدث ہیں۔ انہوں نے ابو الحسن محمد بن محمد بن مخلد بزّاز اور ابو القاسم بن بشران سے روایت کی اور سمعانی کو اپنی تمام مسموعات کی روایت کی اجازت دی اور چالیس اہل علم نے ان سے حدیث کی روایت کر کے سمعانی سے ان کی روایت کی ۵۱۰ھ میں فوت ہوئے۔

۴- ابو عامر سعد بن علی بن ابوسعید رزّاز جرجانی حدیث کے ثقہ امام کثیر العبادۃ اور نیک سیرت بزرگ تھے۔ انہوں نے بغداد، اصفہان، ہمدان، جرجان کے محدثین سے روایت کی۔ دوبار مَرو گئے اور سمعانی نے دونوں مرتبہ ان سے بہت زیادہ احادیث کی روایت کی؛ نیز عراق سے واپسی پر جرجان میں ان سے روایت کی۔

۵- ابو جعفر محمد بن عمرو بن بختری رزّاز بغدادی ثقہ اور ثبت محدث تھے۔ انہوں نے سعدان بن نصر بزّاز، عباس بن محمد دوری، محمد بن عبد الملک دقیقی، ابو البختری اور عبد اللہ بن محمد عنبری وغیرہ سے روایت کی اور ان سے قدماء کی

ایک بڑی جماعت نے روایت کی، جن میں ابوالحسن محمد بن احمد بن زرق بزّاز، ابوالحسین علی بن محمد بن بشر ان سکری حسین بن عمر بن برہان غزّال اور ہلال بن محمد بن جعفر حفّار پیشہ ور علماء و محدثین ہیں۔ ۳۴۹ھ میں انتقال کیا۔

۶- ابوالفتح عبدالملک بن عمر بن خلف رزّاز بغدادی نہایت بزرگ عالم و محدث تھے۔ اسحاق بن سعد بن حسن بن سفیان نسوی، عبید اللہ بن حسین بن جعفر موصلی، ابوالحسن دارقطنی، ابوحفص بن شاہین وغیرہ سے روایت کی تھی۔ خطیب بغدادی نے ان سے روایت کی ہے۔ ۴۴۸ھ میں انتقال کیا۔

۷- ابوالحسن علی بن احمد بن محمد بن داؤد رزّاز، ابوطالب رزّاز کے چچا ہیں۔ ابن طیب کی کنیت سے مشہور ہیں۔ وہ بغداد کے محلّہ کرخ میں رہتے تھے اور سوق الرزّازین (چاول والوں کے بازار) میں ان کی دوکان تھی۔ دکانداری کے باوجود وہ کثیر السماع اور کثیر الشیوخ اور ثقہ و صدوق محدث تھے۔ قرآن کی تعلیم حمزہ کی قراءت سے ابن مِقسم مقری سے حاصل کی تھی۔ آخر عمر میں آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے ۴۱۰ھ میں فوت ہوئے۔

۸- ابوعبداللہ محمد بن علی بن علویہ رزّاز جرجانی اپنے زمانہ میں فقہِ شافعی کے ائمہ کبار میں تھے۔ کئی سال تک درس و تدریس میں مشغول رہے۔ انہوں نے خراسان، بصرہ، کوفہ، دمشق، حرّان اور مصر میں گھوم گھوم کر حدیث و فقہ کی تعلیم حاصل کی تھی اور تفقّہ میں ابو ابراہیم اسمٰعیل بن ابراہیم مُزنی سے خصوصی فیض اٹھایا۔ ۲۹۰ھ میں جرجان میں انتقال کیا۔ (۱)

دال فروشوں میں علم و علماء

ہر قسم کی دال فروخت کرنے اور تیار کرنے والے کو عدّاس اور عدسی کہتے ہیں۔

۱- ابومحمد حسن بن علی بن موسیٰ عدّاس مصری تواریخ و اخبار کے عالم تھے۔

---

(۱) الانساب ج ۶ ص ۱۰۶ تا ص ۱۱۱

مصر کے بازار کے محتسب تھے اور وہاں وطن سوق الدقیق (آٹا بازار) اور دوسرے بازاروں میں کھانے پینے کی اشیاء کی خرید و فروخت کے نگراں تھے، تاکہ ناپ تول، مول بھاؤ اور لین دین میں غیر شرعی امور کا ارتکاب نہ ہو۔ اسی کے ساتھ حدیث کی روایت بھی کرتے تھے۔ ۳۲۴ھ میں انتقال کیا۔

۲- ولید بن عباس عدّاسی مصری نے ابو صالح عبد الغفار بن داؤد حرانی سے روایت کی اور ان سے سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی نے روایت کی ہے۔

۳- ابوالحسن احمد بن عبد اللہ بن عبدک عدسی ورّاق جرجانی نے اسحاق بن ابراہیم دبری سے صنعاء میں اور ابوالحسن علی بن عبدالعزیز مکی سے مکہ مکرمہ میں روایت کی ۳۴۴ھ میں فوت ہوئے۔(۱)

۴- ابو العباس احمد بن محمد بن احمد طحّان منقّی بغدادی کے یہاں گیہوں کی صفائی کے ساتھ آٹے کی پسائی بھی ہوتی تھی۔ بہت نیک اور صالح و بزرگ عالم تھے۔ مکتب میں بچوں کو تعلیم دیتے تھے۔ انہوں نے قاضی ابو الحسین محمد بن علی بن مہتدی باللہ ہاشمی سے روایت کی اور ان سے ابو معمر انصاری اور ابوبکر مفید نے روایت کی ہے۔ بغداد، نیساپور، دمشق کا علمی سفر کیا اور ان مقامات کے محدثین نے ان سے روایت کی ہے۔ حدود ۵۳۰ھ میں فوت ہوئے۔

۵- ابوبکر احمد بن طلحہ بن احمد منقّی واعظ نہایت بزرگ مستور الحال فقیر اور ثقہ محدث تھے خطیب بغدادی نے ان سے روایت کی ہے۔ بغداد کے شارع عتابین میں سکونت رکھتے تھے۔ ۴۲۰ھ میں فوت ہوئے۔(۲)

آٹا پیسنے والوں میں علم و علماء

گیہوں، جو وغیرہ کا آٹا پیسنے کے لیے پن چکیاں، ہوائی چکیاں اور جانوروں سے چلنے والی چکیاں ہوتی تھیں اور جو لوگ پسائی کرتے تھے، ان کو

---

(۱) الانساب ج ۹ ص ۲۴۵ و ص ۲۴۷ (۲) الانساب ج ۱۲ ص ۴۶۲

طحّان اور طاحونی کہتے تھے۔ اہل علم کی ایک بڑی جماعت یہ پیشہ کرتی تھی۔

۱- ابو یعقوب اسحاق بن حجّاج طاعونی نے ابو زہیر عبد الرحمٰن بن مغراد، عبد اللہ بن ابو جعفر رازی، عبد الرحمٰن بن ابو حماد، یحییٰ بن آدم اور عبد الرزاق سے روایت کی اور ان سے محمد بن مسلم، ابو عبد اللہ مقری اصفہانی، محمد بن عیسیٰ، فضل بن شادان وغیرہ نے روایت کی ہے۔ عبد الرحمٰن دمشقی نے ان سے عبد الرزاق صنعانی کی تفسیر لکھی تھی۔(۱)

۲- ابوموسیٰ حبیب بن صالح طحّان شامی نے یزید بن ابوشریح سے روایت کی اور ان جریر بن عثمان نے روایت کی۔ شام کے مشہور محدث تھے۔

۳- ابو الہیثم خالد بن عبد اللہ طحّان واسطی، مولیٰ مزینہ کے بارے میں امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ خالد طحّان ثقہ اور دیندار عالم تھے، مجھے معلوم ہوا کہ انہوں نے تین بار اپنے کو اللہ سے خریدا ہے، ہمارے نزدیک خالد، ہشیم سے زیادہ پسندیدہ ہیں۔ خطیب کی روایت میں انہوں نے اپنے کو اللہ سے یوں خریدا ہے کہ ہر بار اپنے وزن بھر چاندی خیرات کی ہے۔ ابو زرعہ نے بھی ان کی توثیق کی ہے۔ ۱۷۹ھ یا ۱۸۲ھ میں انتقال کیا۔

۴- ابو یزید رستم طحّان کوفی تابعی ہیں۔ انہوں نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی ہے اور ان سے خالد بن مخلد قسطوانی نے روایت کی ہے۔

۵- ابونعیم ضرار بن صرد طحّان کوفی فقہ اور فرائض کے عالم تھے۔ معتمر اور دراوردی سے حدیث کی روایت کی ہے اور ان سے زکریا بن یحییٰ بن عاصم کوفی نے روایت کی ہے۔

۶- معلّٰی بن ہلال طحّان امّی تھے، لکھنا نہیں جانتے تھے۔ تشیع میں غلو تھا۔ علماء ان سے روایت نہیں کرتے ہیں۔

۷- ابوالعباس احمد بن محمد بن سراج طحّان سنجی مَرو کے مشاہیر علماء میں ہیں۔

---

(۱) الانساب ج۹ ص ۲

انہوں نے ابو العباس محبوبی سے جامع ترمذی وغیرہ کی روایت کی ہے۔ امام سمعانی کے پردادا قاضی ابومنصور محمد بن عبد الجبار سمعانی نے ان سے روایت کی ہے۔ ۴۰۰ھ کے بعد فوت ہوئے۔ سمعانی نے متعدد بار ان کی قبر کی زیارت کی ہے۔

۸- ابو جعفر محمد بن حسن بن محمد طحّان ہمدانی حافظ حدیث ہیں۔ حجاز، عراق، جرجان، مازندران اور بلاد خراسان میں چکر کاٹ کر علماء سے حدیث کی روایت کی اور ان کی کتابیں حاصل کیں۔ ہمدان میں صحیح بخاری کے عن ابی الخیر بن ابي عمران المروزي الصفّار عن ابی الهیثم الکشمیهنی کے راوی تھے۔ ۵۴۱ھ میں فوت ہوئے۔

۹- ابو القاسم حمدان بن سلمان بن حمدان طحّان بغدادی نہایت و صالح محدث تھے۔ انہوں نے ابو طاہر محمد بن عبد الرحمٰن مخلص، عبد اللہ بن عثمان بن یحییٰ اور ابوحفص عمر بن ابراہیم کتانی سے روایت کی اور ان سے خطیب بغدادی نے روایت کی۔ ۴۵۱ھ میں بغداد میں فوت ہوئے۔

۱۰- ابو جعفر محمد بن سوید بن یزید طحّان بغدادی ثقہ محدث تھے۔ انہوں نے عاصم بن علی، اسمٰعیل بن ابو اویس وغیرہ سے روایت کی اور ان سے ہیثم بن خلف دوری، احمد بن عثمان بن یحییٰ ادمی اور محمد بن عباس بن نجیح وغیرہ نے روایت کی ۲۸۲ھ میں انتقال کیا(۱)

آٹا چھاننے والوں میں علم و علماء

آٹا پیسنے کے بعد اس کو میدہ بنانے کے لیے چھاننے اور بھوسی نکالنے والے کو ناخلی اور نُخالی کہتے ہیں۔ نخالی غالباً بھوسی بیچنے والے کو کہتے ہیں۔

۱- ابو القاسم عمر بن محمد ناخلی دمشقی کا اصل وطن بغداد تھا۔ نہایت بزرگ

(۱) الانساب ج۹ ص ۵۰ تا ص ۵۳

صوفی تھے۔ شیخ ابوالحسین باکمی وغیرہ سے زہد وتصوف کی حکایات بیان کرتے تھے۔ ابو نصر عبد الوہاب بن عبد اللہ مُری دمشقی نے ان سے روایت کی ہے۔(۱)

۲- ابو سعد جعفر بن عبد اللہ بن محمد نُخالی سرخسی نے ابو علی لقمان بن علی بن لقمان سرخسی اور ابو العباس محمد بن عبد الرحمٰن دغولی وغیرہ سے روایت کی اور ان سے ابو الحسن لیث بن حسن بن لیث لیثی نے روایت کی۔ حدود ۴۰۰ھ میں فوت ہوئے۔

۳- ابو الحسن علی بن حسن بن احمد دلاّل بغدادی ابن النخالی کی کنیت سے مشہور ہیں۔ جس کا مطلب ہے کہ ان کے خاندان میں میدہ بنانے کا کاروبار ہوتا تھا، ساتھ ہی وہ خرید وفروخت میں دلاّلی کرتے تھے۔ انہوں نے ابوبکر محمد بن عبد اللہ شافعی اور حبیب بن حسن قزّاز وغیرہ سے روایت کی اور خطیب بغدادی وغیرہ نے ان سے روایت کی۔ ثقہ ومعتبر محدث تھے۔(۲)

آٹا کے تاجروں میں علم وعلماء

عربی میں آٹے کو دقیق کہتے ہیں اور جو لوگ آٹا فروخت کرتے ہیں، ان کو دقیقی اور دقّاق کہتے ہیں۔ اس کی تجارت میں اہل علم کی ایک بڑی جماعت مشہور ہے۔

۱- ابوجعفر محمد بن عبد الملک بن مروان بن حکم دقیقی واسطی نے اپنے والد کے ساتھ ان سے حدیث کی تعلیم حاصل کی ہے اور صدوق کہا ہے۔ دار قطنی نے بھی ان کی توثیق کی ہے۔ ۲۶۶ھ میں انتقال کیا۔

۲- ابوبکر اسمٰعیل بن عبد الحمید عطّار دقیقی عجلی بصری صاحب الدقیق (آٹے والے) کی نسبت سے مشہور ہیں۔ انہوں نے محمد بن سلیم، عبد اللہ بن محمد ہذلی، احمد بن مقدام عجلی، حماد بن سلمہ وغیرہ سے روایت کی اور ان سے ابو زرعہ

(۱) الانساب ج ۱۳ ص ۷ (۲) الانساب ج ۱۳ ص ۵۸، ص ۵۹

رازی اور ابو حاتم رازی نے روایت کی ہے۔ ثقہ محدث تھے۔

۳۔ ابو القاسم عیسیٰ بن ابراہیم بن عیسیٰ کے بارے میں خطیب بغدادی نے تصریح کی ہے کہ وہ آٹا فروخت کرتے تھے۔ احمد بن یوسف بن خلاد نصیبی سے روایت کی۔ ان سے ابو القاسم عبد العزیز بن علی ازجی نے روایت کی (۱)

۴۔ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد بن محمد دقاق اصفہانی حافظ حدیث ہیں۔ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں ان کے بارے میں الدقاق، الحافظ، المفید، الرحال لکھا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حدیث کی طلب میں طوس، ہرات، بلخ، بخارا، سمرقند، کرمان، جرجان، نیساپور وغیرہ ایک سو بیس شہروں کا سفر کیا ہے اور صرف ایک شہر اصفہان میں ایک ہزار سے زیادہ علماء سے احادیث لکھی ہیں اور دوسرے شہروں میں ایک ہزار اہل علم سے درس حدیث لیا ہے۔ نہایت بزرگ، متبع سنت، متقی اور صالح فقیر تھے ۵۱۰ھ میں فوت ہوئے۔ ابو عبد اللہ دقاق کے ایک دوست ابو علی دقاق ہیں۔ ان کو دقاق کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ ابو عبد اللہ دقاق کے جگری دوست تھے۔ (۲)

۵۔ ابو بکر نصر بن احمد بن نصر دقاق مصری اولیائے کبار میں سے ہیں۔ جنید بغدادی کے معاصر ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایک سپاہی نے مجھے پانی پلایا، تو اس کے ہاتھ سے پانی پینے کی وجہ سے تیس سال تک میرے دل میں قساوت رہی۔ ان کا قول ہے کہ زہد و تقویٰ پر وہی لوگ پورے اتر سکتے ہیں، جو اپنی روح سے اور خوشی سے کوڑا کرکٹ کو صاف کریں۔ (۳)

۶۔ احمد بن عبد اللہ بن سابور ثقہ محدث تھے۔ طلب حدیث میں اسفار کیے۔ ابو بکر بن ابی شیبہ اور ابو نعیم حلبی وغیرہ سے روایت کی ۳۱۳ھ میں بغداد میں انتقال کیا۔ (۴)

---

(۱) الانساب ج۵ ص ۳۶۳ — (۲) تذکرۃ الحفاظ ج۴ ص ۵۰

(۳) طبقات کبریٰ، شعرانی ج۱ ص ۹۸ — (۴) العبر ج۲ ص ۱۵۵

۸- ابو علی مخلد بن جعفر دقاق فارسی باقری نے قاضی یوسف بن یعقوب (امام قاضی ابو یوسف کے صاحبزادے) وغیرہ سے روایت کی ذوالحجہ ۳۶۹ھ میں بغداد میں فوت ہوئے۔

نان بائیوں میں علم وعلماء

عام طور سے روٹی پکانے والے کو خُبزی، خباز اور خبازی یعنی نان بائی کہتے ہیں اور روٹی کی قسموں اور ان کے الگ الگ پکانے کے اعتبار سے نان بائیوں کے الگ الگ نام ہوتے ہیں۔ یہ لوگ روٹیاں پکاتے اور فروخت کرتے تھے، یا اجرت پر پکاتے تھے۔ ان میں اہل علم وفضل کی ایک بڑی جماعت مشہور ہے۔

۱- ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن عبد اللہ خبّاز رازی مشہور مذکّر اور واعظ تھے۔ رضاکارانہ طور پر جہاد میں شریک ہوتے تھے، اسی لیے مطوّعی ومذکّر کے لقب سے مشہور ہیں۔ رَے سے منتقل ہو کر بخارا میں رہتے تھے اور وہیں حدیث کی روایت کی اور وہاں کے محدثین نے ان سے روایت کی۔ بہ سلسلۂ روایت وجہاد دور دراز ملکوں کا سفر کیا۔ ابو عبد اللہ حاکم نے لکھا ہے کہ ابو اسحاق خبّاز ایک مرتبہ امیر عبد اللہ بن اشکم کی زیر سرکردگی فدائیوں اور رضاکاروں کی فوج کے ساتھ طرسوس جاتے ہوئے نیساپور سے گذرے۔ وہ فدائی لشکر کے فقیہ ومفتی اور واعظ تھے، اس وقت میں نے ان سے حدیث کی روایت کی۔ وہ جوان تھے۔

۲- ابو عبد اللہ محمد بن علی بن محمد خبّازی نیشاپوری محدث اور مقری تھے۔ انہوں نے ابو الہیثم کشمیہنی وغیرہ سے روایت کی اور ان سے زاہر شحّامی وغیرہ نے روایت کی (۱)

۳- ابو الحسن علی بن سلیمان بن ابو العز خبّاز بغدادی حنبلی مسلک کے امام و

---

(۱) الانساب ج۵ ص ۳۳، ص ۳۴

فقیہ اور خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ ابن رجب حنبلی نے لکھا کہ وہ زاہد، صالح، قدوہ اور بڑی قدر و منزلت کے عالم تھے، ان کے تلامذہ و مریدین تھے۔ بغداد میں ان کا زاویہ یعنی خانقاہ تھی۔ صاحب کشف و کرامت اور صاحب حال بزرگ تھے۔ خلیفہ مستنصر باللہ ان کی زیارت کے لیے خانقاہ میں حاضری دیتا تھا۔ بعض اوقات خلیفہ محمد رکاب کو ان کی خدمت میں بھیج کر ان کے یہاں سے روٹیاں خرید تا تھا اور ان سے برکت اور شفا حاصل کرتا تھا ۶۵۰ھ میں بغداد پر ہلاکو خان کے حملہ میں آپ شہید ہو گئے اور تاتاری خونخواروں نے خانقاہ میں گھس کر آپ کو شہید کر دیا۔ آپ نے زندگی میں شہادت کی دعا کی تھی۔(۱)

۴- محمد بن عوام بن اسمٰعیل خبّاز قطری نے منصور بن ابو مزاحم، شریح بن یونس اور مسلم بن جنادہ وغیرہ سے روایت کی اور ان سے ابوعبد اللہ حکیمی اور قاضی احمد بن کاملی نے روایت کی ہے۔(۲)

۵- ابوبکر احمد بن محمد بن افلح خبّاز عسکری نے حسن بن عرفہ سے حدیث کی روایت کی اور ان سے یوسف بن عمر قوّاس نے روایت کی۔ ۳۱۷ھ تک بقید حیات تھے۔(۳)

نان بائیوں میں جو لوگ چاول کی روٹی پکانے میں ماہر تھے، ان کو خُبز رُزّی اور خُبز اُرُزّی کہتے ہیں۔ خُبز روٹی اور رُزّ اُرُزّ چاول ہے، دونوں کو ملا کر خبز رُزّیا خُبز اُرُزّ کہتے ہیں۔ یہ لوگ چاول کی روٹی پکاتے اور فروخت کرتے تھے۔

۶- ابوالحسین احمد بن احمد بزّاز بغدادی ابن خُبز رُزّی کی کنیت سے مشہور ہیں۔ ان کے یہاں چاول کی روٹی بنتی اور پکتی تھی۔ انہوں نے امام محمد بن جریر طبری سے ان کی تفسیر کی روایت کر کے دوسروں کو اس کا درس دیا اور ان سے یوسف بن عمر قوّاس اور ابراہیم بن مخلد دقاق وغیرہ نے اس کی روایت

(۲) طبقات الحنابلہ ج ۲ ص ۲۶۴ (۳) تاریخ بغداد ج ۳ ص ۱۳۹ (۴) تاریخ بغداد ج ۴ ص ۳۹۸

کی۔ ثقہ عالم و محدث تھے۔ ۳۵۲ھ میں انتقال ہوا۔(۱)

۷۔ ابو القاسم نصر بن احمد بن نصر خبز اُرزی بصری مشہور شاعر تھے۔ ایک مدت تک بغداد میں قیام کیا تھا۔ بالکل ان پڑھ تھا، مگر شاعری میں کمال رکھتا تھا۔ بصرہ کے علاقہ مربد میں چاول کی روٹی پکاتا جاتا اور اشعار کہتا جاتا تھا اور لوگ سننے کے لیے بھیڑ لگائے رہتے تھے اور اس کے غزل وغیرہ کے اشعار سن کر تعجب کرتے تھے۔ اس کا معاصر مشہور شاعر ابو الحسین محمد بن محمد بن لنکک باوجودیکہ اپنے وقت کا عظیم شاعر تھا، خبز ارزی کے یہاں اس کے اشعار سننے کے لیے خود جاتا تھا، بلکہ اس نے اس کا دیوان بھی جمع کیا۔ ایک مرتبہ عید کے دن ابن لنکک اپنے احباب کے ساتھ نصر خبز ارزی کے یہاں تہنیت کے لیے گیا اس وقت وہ روٹیاں پکا رہا تھا۔ تمام احباب عید کے زرق برق لباس میں تنور کے پاس بیٹھ کر اشعار سنتے رہے اور اس کی روٹی کی تعریف کرتے رہے۔ نصر خبز ارزی نے ابن لنکک سے کہا کہ تم کب تک یہاں بیٹھے اشعار سنتے رہو گے؟ اس نے کہا کہ جب تک میرے کپڑے دھوئیں سے میلے نہیں ہوں گے تمہارے اشعار سنتا رہوں گا۔ ایک قول کے مطابق ۳۱۷ھ میں فوت ہوا۔(۲)

تنور بنانے والوں میں علم و علماء

روٹی پکانے کے لیے جو لوگ تنور بناتے اور بیچتے تھے، ان کو تنوری اور طیسی کہتے ہیں۔ اس کام میں بھی اہل علم نظر آتے ہیں۔

۱۔ ابو معاذ احمد بن ابراہیم حمری جرجانی تنوری کی نسبت سے مشہور ہیں۔ انہوں نے اسمٰعیل بن ابراہیم جرجانی سے روایت کی اور ان سے امام ابوبکر احمد بن ابراہیم اسمٰعیلی نے بچپن میں روایت کی ہے۔

---

(۱) ابن خلکان ج ۲ ص ۲۸۲ (۲) الانساب ج ۳ ص ۹۷

۲- محمد بن عمر و تنوری نے محمد بن فُضیل، عبد اللہ بن ادریس، عبد اللہ بن داؤد خریبی اور روح بن عبادہ سے روایت کی اور ان سے ابو زرعہ رازی، ابو حاتم رازی نے روایت کی اور ان کو لاباْس بہ کہا ہے۔

۳- عبد الوارث تنوری جرجانی محمد بن عمرو تنوری مذکور کے نانا ہیں۔ اپنے زمانہ کے مشہور عالم و محدث ہیں۔ (۱)

۴- ابو منصور شعیب بن طاہر بن ابراہیم وطیسی ہمدانی عربی زبان کے ادیب اور نیک سیرت عالم و فاضل تھے۔ ان کا بیان ہے کہ میرے دادا تنور بناتے تھے۔ انہوں نے ابوبکر محمد بن جامع بن محمد قطّان اور ان کے بھائی ابو الفرج ابراہیم سے روایت کی ہے۔ سمعانی نے دوسری بار بغداد سے واپسی پر ہمدان میں ان سے روایت کی۔ ۵۴۷ھ کے بعد انتقال کیا۔ (۲)

۵- ابو سہل عبد الصمد بن عبد الوارث بن سعید تنوری بصری حافظ حدیث ہیں۔ بنو تمیم کے غلام تھے۔ ذہبی نے ان کو محدث بصرہ کے لقب سے یاد کیا ہے۔ انہوں نے اپنے والد عبد الوارث بن سعید، ہشام دستوائی عکرمہ بن عمّار، ربیعہ بن کلثوم، حرب بن میمون، حرب بن ابو العالیہ، حرب بن شدّاد وغیرہ سے روایت کی۔

اور ان سے صاحبزادے عبد الوارث بن عبد الصمد نے روایت کی۔ ۲۰۷ھ میں انتقال ہوا۔ (۳)

۶- عبد الوارث بن سعید تنوری بصری، عبد الصمد تنوری مذکور کے والد ہیں، حافظ الحدیث ہیں۔ حماد بن زید کے بعد محدّث بصرہ مانے جاتے تھے۔ امام ایوب سختیانی وغیرہ سے روایت کی۔ ۱۸۰ھ میں فوت ہوئے۔ (۴)

---

(۱) الانساب ج ۱۳ ص ۳۵۱ — (۲) تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۳۱۴

(۳) العبر ج ۱ ص ۵۰ — (۴) الانساب ج ۱۲ ص ۱۲۹، تاریخ بغداد ج ۱۱ ص ۳۳ و ج ۴ ص ۳۰۲

بیکری والوں میں علم وعلماء

مَخبز روٹی پکانے کی بھٹی یعنی بیکری کو کہتے ہیں۔ جو لوگ بھٹیاں چلاتے تھے، زیادہ روٹیاں پکا کر فروخت کرتے تھے یا اجرت پر پکاتے تھے، ان کو مَخبزی اور مخابزی کہتے ہیں۔ ہر بڑی بستی میں اس کا رواج تھا۔ بغداد میں چھٹی صدی تک ایک علاقہ مخبز کے نام سے مشہور تھا، جہاں امراء و حکام کی روٹیاں پکائی جاتی تھیں۔

۱- ابو الفرج احمد بن عثمان بن فضل بن جعفر مَخبزی بغدادی کے بارے میں خطیب نے بیان کیا ہے کہ ابن المخبزی کی کنیت سے مشہور تھے۔ ان سے ابو محمد یحییٰ بن علی طراح نے بغداد میں روایت کی۔

۲- ان کے بھائی ابو الفتح عبد الوہاب بن عثمان مخبزی بغدادی ۳۷۹ھ میں پیدا ہوئے۔ دونوں بھائیوں نے ابو القاسم عبید اللہ بن محمد بن اسحاق بن حبابہ سے روایت کی اور خطیب نے دونوں سے روایت کی۔ ابو الفتح کا انتقال ۴۵۰ھ میں ہوا۔ یہ اپنے بھائی ابو الفرج سے چھوٹے تھے۔ ثقہ محدث تھے۔ بغداد کے محلہ درب المروزی کے علاقہ قطیعۃ الربیع میں رہتے تھے اور وہیں ان کی بیکری تھی۔(۱)

مطبخ والوں میں علم وعلماء

کھانا پکانے کی جگہ کو مطبخ اور جو اس کو چلاتے ہیں، ان کو مطبخی کہتے ہیں۔ کھانے کی دکان اور ہوٹل کے مالک بھی اسی نام سے یاد کیے جاتے ہیں۔ مطبخ میں اجرت پر کھانا تیار کیا جاتا تھا، کھانا فروخت بھی ہوتا تھا اور لوگ قیمت دے کر کھاتے تھے۔

---

(۱) الانساب ج ۱۲ ص ۹۰۵

۱۔ ابو محمد سہل بن نصر بن ابراہیم مطبخی بغدادی نہایت ثقہ محدث تھے۔ یحییٰ بن معین نے ان کی توثیق کی ہے۔ انہوں نے حماد بن زید، جعفر بن سلیمان، فضیل بن عیاض وغیرہ سے روایت کی اور ان سے عباس دوری، احمد بن ابو خیثمہ، مقاتل بن صالح مطرز وغیرہ نے روایت کی ہے۔

۲۔ ابوسعید محمد بن احمد مطبخی اصفہانی نے بغداد آکر محمد بن عمر بن حفص اصفہانی سے روایت کی اور ان سے ابوالحسن احمد بن جندی نے روایت کی۔

۳۔ ابوعبداللہ محمد بن حسین بن عبید مطبخی سامریؔ نہایت نیک اور بزرگ عالم تھے۔ انہوں نے عمرو بن علی، علی بن حرب، فضل بن سہل اعرج سے روایت کی اور ان سے عبداللہ بن عدی جرجانی اور ابوجعفر یقطینی نے روایت کی ہے۔(۱)

۴۔ ابو عثمان اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن بن سعید عصائدی نیشاپوری کے یہاں عَصائد تیار کی جاتی تھی۔ یہ ایک قسم کی روغنی روٹی ہوتی تھی، جس کا آٹا گھی میں گوندھا جاتا تھا۔ ابو عثمان عصائدی بڑے رعب داب کے محدث و عالم تھے۔ طویل عمر پائی تھی۔ نیساپور اور مَرو میں حدیث کی تعلیم دی۔ ایک مدت تک جامع نیساپور میں درس دیا۔ سمعانی ان کی مجلس درس میں حاضری دیتے تھے۔ ۵۵۰ھ میں فوت ہوئے۔(۲)

ستوّ اور چنا بیچنے والوں میں علم و علماء

سَویق یعنی ستو بنانے اور فروخت کرنے والے کو سویقی اور سوّاق کہتے ہیں، جو بھاڑ میں جوَ وغیرہ بھون کر ستو تیار کرتے تھے۔ اسی طرح چنا بھون کر فروخت کرنے والوں کو حمّصی اور رقلاّء کہتے ہیں۔ محدثین نے یہ کام بھی کیا ہے

۱۔ ابومنصور محمد بن محمد بن عثمان سویقی بغدادی کو سوّاق بھی کہتے ہیں۔ امیر ابن ماکولا مصنف الاکمال کے استاذ ہیں۔ خطیب بغدادی نے بھی ان

---

(۱) الانساب ج ۹ ص ۳۱۰ (۱) ایضاً ج ۹ ص ۳۱۰

سے روایت کی ہے۔

۲۔ ابو محمد عبداللہ بن مکی سویقی بھی محدث وفقیہ ہیں۔(۱)

۳۔ علی بن احمد بن سریج سوّاق رقی نے رقہ سے آکر بغداد میں سکونت اختیار کی اور یہیں ابومسہر دمشقی، آدم بن ایاس، اسمٰعیل بن ابواویس، اسد بن موسیٰ اور زکریا بن عدی سے روایت کی اور ان سے محمد بن اسحاق سراج اور قاضی ابوعبداللہ محاملی نے روایت کی۔ ۲۶۱ھ میں فوت ہوئے۔

۴۔ احمد بن صالح سوّاق مکی نے مؤمل بن اسمٰعیل اور نعیم بن حماد سے روایت کی اور ان سے حسن بن لیث نے روایت کی ہے۔

۵۔ حجاج بن منیر حمصی مصری محدث تھے، حدیث کا درس دیتے تھے، بھنے ہوئے چنے فروخت کرتے تھے۔ مصر کے ایک چوک میں ان کا مکان دار الحمص کے نام سے مشہور تھا، جس میں چنا بھونتے اور بیچتے تھے۔ ۲۷۰ھ کے بعد انتقال کیا۔

۶۔ ان کے بھائی عبداللہ بن منیر حمصی مصری بھی یہی کام کرتے تھے، ساتھ میں حدیث کا درس دیتے تھے۔

۷۔ ابراہیم بن حجاج بن منیر حمصی قلّاء مصری کے بارے مین امیر ابن ماکولا اور سمعانی نے تصریح کی ہے:

هذا الرجل كان يقلي الحمص و يبيعه و كان يعرف بالقلآء

یہ چنا بھونتے اور بیچتے تھے اور قلّاء کے لقب سے مشہور تھے۔(۲)

انہوں نے اپنے والد وغیرہ سے روایت کی ہے۔ ثقہ محدث تھے۔ یہ تینوں حضرات یہی پیشہ کرتے تھے۔

سقر اور خوردنی مٹی کے تاجروں میں علم وعلماء

سقر ایک خوشبو دار اور خوش ذائقہ پودا ہوتا ہے، جس کی پتی سکھا کر

(۱) الاکمال ج ۴ ص ۵۷۰، الانساب ج ۷ ص ۳۰۵ و ص ۲۸۷

(۲) الاکمال ج ۳ ص ۲۳، الانساب ج ۴ ص ۲۵۱

سفوف بنائی جاتی ہے اور کھانے پر چھڑکی جاتی ہے۔ اس کے تیار کرنے والے اور بیچنے والے کو سقری کہتے ہیں اور مصر میں لوگ نمکین مٹی پکا کر دوایا تلذذ کے طور پر کھاتے تھے۔ اس کے بیچنے والے کو طینی اور طفال کہتے تھے۔ بعض اہل علم اس کا مستقل کاروبار کرتے تھے۔

۱- ابو یعقوب یوسف بن یعقوب بخیرمی سقری بصری نے ابومسلم یحییٰ اور محمد بن حیان مازنی سے روایت کی اور ان سے یوسف بن یعقوب بن خرداز بخیرمی مصری بصری اور ابوالحسن محمد بن علی بن صخر ازوی مکی بصری نے روایت کی ہے۔

۲- ابوالحسن بن طفال طینی مصری سے محدثین کی ایک جماعت نے روایت کی ہے۔

۳- ابوالحسن علی بن محمد طینی استر آبادی نے ابونعیم بن عدی جرجانی سے روایت کی اور ان سے ابوسعد اسمٰعیل بن علی بن حسین استر آبادی نے روایت کی ہے۔

۴- ابوالحسن محمد بن حسین بن محمد طفال مقری مصری ثقہ، صدوق اور کثیر الحدیث عالم ہیں۔ انہوں نے قاضی ابوطاہر احمد بن عبداللہ بن نصر ذہلی، ابوالحسن بن ہیویہ، ابومحمد حسن بن اشیق عسکری سے روایت کی اور ان سے ابوبکر محمد بن اسمٰعیل بن احمد کسّی، ابوالفتح نصر بن حسن بن قاسم سکنی اور حافظ ابومحمد عبدالعزیز بن محمد بن محمد نخشبی نے روایت کی۔ اصلی وطن نیساپور تھا۔ مصر میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ (۱)

قصّابوں میں علم و علماء

جو لوگ حلال جانور ذبح کر کے گوشت فروخت کرتے ہیں، ان کو قصّاب اور جو لوگ صرف گوشت فروخت کرتے، ان کو لحّام کہتے ہیں۔ ان میں بڑے بڑے علماء و فقہاء اور بزرگان دین گذرے ہیں۔

---

(۱) الانساب ج۹ ص ۷۶

۱- حسن بن عبد اللہ قصاب تبع تابعی ہیں، نافع مولیٰ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور وکیع بن جراح کے صاحبزادے ملیح نے اپنے والد کے واسطہ سے ان سے روایت کی ہے۔

۲- ابوعبد اللہ حبیب بن ابو عمرہ قصاب کوفی نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے اور ان سے سفیان ثوری نے روایت کی ہے۔ ۱۴۲ھ میں فوت ہوئے۔

۳- ابوخباب عباد بن ابوعون قصاب بصری بھی تبع تابعی ہیں، قتادہ بن دعامہ اور زرارہ بن ابو اوفیٰ سے روایت کی ہے اور ان سے علمائے بصرہ نے روایت کی ہے۔ یہ ثقہ محدث ہیں ایک اور ابو خباب قصاب محدث ہیں، ان کو ضعیف کہا گیا ہے۔

۴-ابو حمزہ میمون تمار قصاب اعور کوفی نے ابراہیم نخعی اور حسن بصری سے روایت کی ہے اور ان سے منصور بن معتمر، سفیان ثوری اور حماد بن سلمہ نے روایت کی ہے۔ امام احمد اور یحییٰ بن معین نے ان کو متروک قرار دیا ہے۔

۵- ابوعبدالکریم عبد ربہ قصاب ثقفی نے ابو رجاء عطاردی اور ابن سیرین سے روایت کی ہے اور ان سے عبد الصمد بن عبد الوارث نے روایت کی ہے۔

۶- ابوجعفر جسر بن فرقد قصاب بصری نے محمد بن سیرین اور حسن بصری سے روایت کی ہے اور ان سے علمائے بصرہ نے روایت کی ہے۔ ان پر تقشف اور زہد کا اتنا غلبہ تھا کہ حدیث میں معتبر نہیں رہے۔

۷- ابو جزئی نصر بن طریف باہلی قصاب مکفوف البصر یعنی اندھے تھے۔ قتادہ سے روایت کی ہے اور ان سے اہل بصرہ نے روایت کی ہے۔ ثقہ محدثین سے غیر ثقہ احادیث کی روایت کی ہے۔ ایک مرتبہ بیمار پڑے تو اسکا اظہار کر کے توبہ واستغفار کیا، مگر صحت کے بعد ان احادیث کی روایت پھر شروع کردی

۸- ابوالحسن علی بن توبہ قصاب بخاری نے قتیبہ بن سعید، ابراہیم بن موسیٰ، محمد بن سلام اور مسندی سے روایت کی اور ان سے ابو ہارون سہل بن

شاذویہ بن وزیر باہلی نے روایت کی ہے۔۲۷۶ھ میں انتقال کیا۔

۹۔ ابوعبداللہ حسین بن عمر بن محمد قصاب نے ابو محمد بن ماسی وغیرہ سے روایت کی ہے۔

۱۰۔ ابو عثمان ہو یہ بن ابوالسمح قصاب نے ابوالملیح اور عدی بن ارطاۃ سے روایت کی ہے۔

۱۱۔ عبدالعزیز بن موسیٰ قصاب مروزی، اہل مَرو کے شیخ ہیں۔ انہوں نے ابومسلم کجی بصری کی کتاب السنن کی روایت ابوالحسین عبدالرحمٰن بن محمد دہان سے کی ہے۔ سمعانی کے دادا نے ان سے روایت کی ہے۔ ۴۶۵ھ میں فوت ہوئے۔

۱۲۔ رافع بن قصاب ہرات کے بیرون علاقہ باب فیروز آباد کے شیخ تھے۔ ابوعبداللہ محمد بن علی عمیری سے روایت کی ہے۔ سمعانی نے ان سے سماع کیا ہے۔(۱)

۱۳۔ ابوبکر احمد بن محمد بن مظفر تمیمی قصاب اصفہانی کے بارے میں خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ جوانی میں بغداد آئے اور ابو یعلیٰ اور دوسرے شیوخ سے احادیث کی روایت کی۔ نیز خطیب نے ان کی سند سے یہ حدیث بیان کی ہے۔

اِتَّقوا الحجر الحرام فی البنیان فإنه اساس الخراب (۲)

- مکان کی بنیاد میں حرام پتھر سے بچو، کیونکہ یہ ویرانی کی بنیاد ہے۔

۱۴۔ شیبانی لحّام، لحم یعنی گوشت فروخت کرتے تھے۔ انہوں نے محمد بن حنفیہ سے روایت کی ہے اور ان سے سالم بن ابوحفصہ نے روایت کی ہے۔

۱۵۔ ابوالحسن لحّام بھی گوشت فروخت کرتے تھے۔ انہوں نے ابو قلابہ سے روایت کی اور ان سے شعبہ بن حجاج نے روایت کی ہے۔(۳)

---

(۱) الانساب ج ۱۰ ص ۴۳۰ تا ۴۳۲ (۲) تاریخ بغداد ج ۵ ص ۱۰۶

(۳) الانساب ج ۱۱ ص ۲۰۹

سری پایہ بیچنے والوں میں علم و علماء

جو لوگ بھنے اور پکے ہوئے سری پایے کو فروخت کرتے ہیں، ان کو اکارعی، کُراعی رآس، روّاس اور روّاسی کہتے ہیں۔ اس کاروبار میں بھی علماء و فقہاء اور محدثین نے حصہ لیا ہے۔

۱- ابو بکر محمد بن ابراہیم بن شاذان اکارعی شعرانی نے محمد بن یحییٰ ذہلی، احمد بن یوسف سلمی، محمد بن یزید سلمی، ابو الازہر عبدی اور محمد بن حیویہ اسفرائینی وغیرہ سے روایت کی ہے اور ان سے عبد اللہ بن احمد عافی نے روایت کی ہے۔(۱)

۲- ابو الحسین محمد بن علی بن حسین بن مہدی کُراعی مروزی کا خاندان محدثین و رواۃ حدیث میں سے تھا، جس کا مستقل ذریعہ معاش سِری پایہ کی فروختگی تھا۔ انہوں نے اپنے والد اور ابو یوسف احمد بن محمد بن قیس بجستانی مذکّر سے روایت کی اور ان سے ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن ابو توبہ خطیب وغیرہ نے روایت کی۔

۳- ان کے بھائی ابو غانم احمد بن علی بن حسین کُراعی مَروزی اپنے زمانہ میں مَرو کے شیخ وقت اور محدث عصر تھے۔ انہوں نے اپنے والد اور ابوالعباس عبد اللہ بن حسین بصری اور ابو الفضل محمد بن حسین حدّادی وغیرہ سے روایت کی۔ ان سے ابوالفضل محمد بن احمد طبسی نے روایت کی۔ ۴۴۴ھ میں فوت ہوئے۔

۴- ان کے نواسے ابومنصور محمد بن علی کُراعی زولہی مروزی، مَرو سے تین فرسخ پر زدلاہ نامی ایک قریہ میں رہتے تھے۔ اپنے نانا ابو غانم سے روایت کی تھی۔ کبیر السن شیخ و محدث تھے۔ ان کے زمانہ میں علوّ سند میں تنہا رہ گئے تھے۔ سمعانی نے ان سے روایت کی ہے ۵۲۲ھ میں انتقال کیا۔(۲)

۵- ابو بکر محمد بن فضل بن محمد بن جعفر روّاس مفسر میرک روّاس کے لقب سے

---

(۱) الانساب ج ۱ ص ۳۳۴ (۲) الانساب ج ۱۱ ص ۶۰ و ج ۶ ص ۳۴۸

مشہور ہیں۔ تفسیر میں بہت بڑی کتاب لکھی ہے۔ ۴۱۵ھ میں انتقال کیا۔

۶۔ ابو سالم علاء بن مسلمہ بن عثمان رؤاس امام ترمذی کے استاذ ہیں، بنی تمیم کے غلام ہیں۔(۱)

۷۔ ابو الغنیان عمر بن ابو الحسن عبدالکریم بن سعدویہ رؤاسی دہستانی اپنے زمانہ کے ان ممتاز حفاظ حدیث میں سے تھے، جنہوں نے حدیث کے لیے اسفار کر کے اس کو جمع کیا۔ خراسان، عراق، شام، مصر اور حجاز کے علمی اسفار کر کے ہر ملک کے محدثین سے روایت کی ہے۔

۸۔ ان کے والد اپنے شہر دہستان میں بھنے ہوئے سر کی دوکان کرتے تھے، اتفاق سے ابو مسعود احمد بن محمد بن عبداللہ بجلی رازی طلب حدیث کے سلسلہ میں دہستان آگئے اور ابو الغنیان کے والد ابو الحسن سے بھنا ہوا سر خریدا۔ ان کے والد نے ابو مسعود سے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم اہل علم میں سے ہو، تمہارے لیے یہ اچھا نہیں ہے کہ میری دکان میں بیٹھ کر کھاؤ۔ مسجد میں چلے جاؤ، میں سر تمہارے پاس بھیج دیتا ہوں۔ چنانچہ ابو مسعود مسجد میں چلے گئے اور ابو الحسن رؤاسی نے عمدہ بھنا ہوا سر، صاف ستھری روٹی اور اس کے ساتھ سرکہ اور سبزی اپنے لڑکے کے ہاتھ ان کے پاس بھیج دی۔ اس وقت عمر بچے تھے۔ ابو مسعود اس کے حسن سلوک کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے اور کھانے کے بعد ابو الحسن رؤاسی کے یہاں جا کر شکریہ ادا کیا اور ان کے حسن سلوک کی تعریف کی اور کہا کہ اس وقت اس احسان کے بدلہ کے لیے میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ کیا تم یہ کر سکتے ہو کہ اپنے اس لڑکے کو میرے حوالہ کر دو؟ میں اس کو حدیث رسول کی تعلیم دلواؤں گا۔ یہ بات سن کر ابو الحسن بہت خوش ہوئے اور اسی وقت اپنے لڑکے عمر کو ابو مسعود کے ساتھ کر دیا۔ انہوں نے خود ان کو حدیث کی تعلیم دی اور دہستان کے شیوخ سے حدیث کا سماع

(۵) الانساب ج ۶ ص ۱۷۸

کر لیا۔ اس کے بعد ابو الفتیان عمر کی آنکھ کھل گئی اور طلب حدیث میں ملکوں ملکوں کا چکر کاٹ کر محدثین سے روایت کی اور اپنے معاصرین سے اس بارے میں سبقت لے گئے۔ ۵۰۳ھ میں سرخس میں انتقال کیا۔ سمعانی کا بیان ہے کہ میں نے بارہا ان کی قبر کی زیارت کی ہے۔ جو وسط شہر میں مدرسہ سرہ مَرو کے پاس ہے۔(۱)

مرغی پالنے اور بیچنے والوں میں علم و علماء

دجاجہ یعنی مرغی کو فارسی میں ماکیان کہتے ہیں۔ جو لوگ مرغی پالتے تھے اور اس کو یا اس کے گوشت کو فروخت کرتے تھے، ان کو ماکیانی اور دَجاجی کہتے ہیں۔ بہت سے اہل علم کا یہ مستقل ذریعہ معاش تھا۔ اسی کی ترقی یافتہ شکل آج کل پولٹری فارم ہے۔

۱۔ ابو اسحاق ابراہیم بن یوسف بن میمون ماکیانی باہلی بلخی۔ حماد بن زید، سفیان بن عیینہ، عبد اللہ ابن مبارک سے روایت کی ہے۔ ان سے امام مالک نے ایک حدیث روایت کی ہے اور بلخ کے محدثین نے ان سے اکتساب علم کیا ہے۔

۲۔ محمد بن علی بن جعفر ابن ماکیانی ازدی بغدادی ماکیانی سرخسی کی نسبت سے مشہور ہیں۔ ابوبکر بن ابی الدنیا سے روایت کی اور جعفر بن محمد بن علی طاہری نے ان سے ۳۲۲ھ میں حدیث کا سماع کیا۔

۳۔ ابو یعقوب یوسف بن ابراہیم ماکیانی نیشاپوری نے محمد بن حمید رازی سے روایت کی اور ان سے ابوبکر محمد بن احمد بن یحییٰ حیری نے روایت کی ہے۔(۲)

۴۔ ابو الغنائم محمد بن علی ابن الدجاجی ثقہ محدث تھے۔ انہوں نے ابو الحسن علی بن عمر حربی، ابو طاہر مخلص، ابو القاسم عیسیٰ بن علی وزیر وغیرہ سے

---

(۱) الانساب ج ۶ ص ۱۷۹

(۲) الانساب ج ۱۲ ص ۴۴

روایت کی اور ان سے ابوبکر انصاری اور ابومنصور بن زریق قزاز نے روایت کی۔ ۴۶۰ھ کے بعد فوت ہوئے۔(۱)

۵- ابوالحسن مہذب الدین سعد اللہ بن نصر بغدادی بن الدجاجی اور ابن الحیوانی کی کنیت سے مشہور ہیں۔ صوفی، فقیہ، مقری اور واعظ تھے۔ بغداد میں صف اول کے علماء حنابلہ میں تھے۔ فصیح و بلیغ واعظ تھے۔ زندگی بھر تعلیم و تدریس، وعظ و تبلیغ اور مطالعۂ کتب میں لگے رہے۔ ۵۶۴ھ میں فوت ہوئے۔ وصیت کے مطابق والدین کے جوار میں مقبرۂ صوفیاء میں دفن کیے گئے، مگر حنابلہ نے پانچ دن بعد قبر سے نکال کر امام احمد بن حنبل کے جوار میں دفن کیا۔(۲)

۶- ابونصر محمد بن سعد اللہ بن نصر بن سعید دجاجی بغدادی نے اپنے والد سے پڑھ کر دوسرے شیوخ سے روایت کی۔ بغداد کے اعیان مشائخ اور مشہور واعظین میں سے تھے۔ عوام و خواص میں بے حد مقبول تھے۔ ۶۰۱ھ میں بغداد میں انتقال ہوا۔ دوسرے دن اہل بغداد نے جامع السلطان میں ان کی نماز جنازہ ادا کی۔(۳)

۷- ابوالطیب محمد بن احمد دجاجی بغدادی بُستان حفص میں اپنے شیخ ابوشعیب حرانی اور جعفر فریابی کی احادیث بیان کیا کرتے تھے۔ ۳۵۷ھ میں انتقال کیا۔(۴)

ماہی گیروں اور ماہی فروشوں میں علم و علماء

پورے اسلامی ممالک میں غذائی اشیاء میں مچھلی کو اہمیت حاصل تھی اور مچھلی پکڑنے، فروخت کرنے اور باہر بھیجنے کا مستقل کاروبار ہوتا تھا۔ شہروں میں مچھلی کے مستقل بازار ہوتے تھے، جن میں تازہ، سوکھی، نمک دی ہوئی اور چھوٹی بڑی ہر قسم کی مچھلیاں ہر وقت ملتی تھیں۔

---

(۱) الانساب ج۵ ص۳۱۶ (۲) طبقات الحنابلہ ج۱ ص۳۱۵

(۳) ایضاً ج۲ ص۳۵ (۴) تاریخ بغداد ج۱ ص۳۸۳

مقدسی البشاری نے لکھا ہے کہ طبرستان میں ایک مچھلی پائی جاتی ہے۔ میں ایک دن جرجان کے سوق السماکین (مچھلی بازار) سے گزر رہا تھا۔ ایک دوکان پر ایک سر دیکھا، جو بیل کے سر کے مانند تھا۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ ایک مچھلی کا سر ہے۔ ارمینیہ کے شہر بردوعہ میں مختلف قسم کی مچھلیاں بکثرت پائی جاتی تھیں، جو مقامی ضرورت سے فاضل ہوتی تھیں اور دوسرے مقامات پر بھیجی جاتی تھیں۔

اصطخری نے لکھا ہے کہ بردوعہ کی نہر کر سے نمکین سرماہی دنیا بھر میں بھیجی جاتی ہے۔ اس نہر سے زرا قن اور عشوبہ نام کی دو مچھلیاں نکلتی ہیں، جو مچھلیوں میں سب سے عمدہ مانی جاتی ہیں۔ ارمینیہ کی جھیل ارجیش سے طرتج نام کی ایک مچھلی نکلتی ہے، یہ بھی دنیا بھر میں بھیجی جاتی ہے۔ طبرستان، دیلم، جبل، علاقہ خزر کے باشندے عام طور سے چاول کی روٹی مچھلی سے کھاتے ہیں۔ بجستان کے دریائے ہند مند سے بہت زیادہ مچھلیاں نکلتی ہیں اور دوسرے مقامات کو روانہ کی جاتی ہیں۔ بحر خزر سے بہت سی چیزیں نکلتی ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ نفع بخش مچھلیاں ہوتی ہیں۔ خوارزم گویا مچھلیوں اور بکریوں کی کان ہے۔ عرب کے ساحلی علاقہ شحر سے بڑی بڑی مچھلیاں نکلتی تھیں، جو وہاں سے عمان، عدن، بصرہ اور آمد ان میں بھیجی جاتی تھیں۔ واسط میں مچھلیوں کی کثرت تھی اور بطور سالن کے استعمال کی جاتی تھیں(۱)

مچھلی کے بڑے بڑے بازار ہوتے تھے، جن میں ہر قسم کی مچھلیاں وافر مقدار میں فروخت ہوتی تھیں۔ اس کا اندازہ ایک واقعہ سے ہوتا ہے۔ رمضان ۳۶۲ھ میں بغداد کے علاقہ کرخ میں ایک قتل کے سلسلہ میں ایک امیر نے نخاس سے لے کر مچھلی بازار کے پورے علاقہ میں آگ لگوادی، جس سے ۳۰۰۰ ادوکانیں اور ۳۲۰ مکانات اور ۳۳ مسجدیں جل کر خاکستر ہو گئیں

---

(۱) احسن التقاسیم اور المسالک والممالک

ان دکانوں کی ماہانہ آمدنی ۴۳ہزار دینار تھی(۱)

دریائے سندھ میں ایک مچھلی بکری کے بچہ کے مانند ہوتی تھی۔اس کے سر سے دم تک گیلی مٹی لگائی جاتی تھی، پھر ہاتھ میں لے کر آگ میں بھونی جاتی تھی اور اس طرح احتیاط سے کھائی جاتی تھی کہ ریڑھ کے کانٹے ٹوٹنے نہ پائیں۔ بعد میں اس ڈھانچہ کو پانی میں ڈال دیا جاتا تھا، تو کچھ دنوں کے بعد وہ مچھلی زندہ ہو جاتی تھی اور اس پر گوشت پوست آجاتا تھا۔امیر سندھ غسان بن عباد کے طبیب خاص ابراہیم بن فزارون نے اس کا تجربہ کیا تو بات صحیح نکلی، البتہ مچھلی کا رنگ پہلے سیاہ رہتا تھا اور بعد میں سیاہی مائل بہ سفیدی ہو جاتی تھی اور جس مچھلی کی ریڑھ ٹوٹ جاتی تھی، وہ دوبارہ زندہ نہیں ہوتی تھی۔(۲)

عربی میں مچھلی کو سمک کہتے ہیں اور ماہی گیروں اور ماہی فروشوں کو جو تازہ مچھلی کو فروخت کرتے ہیں سماک کہتے ہیں۔اور مالحانی ان ماہی فروشوں کو کہتے ہیں، جو مچھلی میں نمک لگا کر رکھتے اور بیچتے ہیں۔ مچھلی کا کاروبار کرنے والے چند علماء و محدثین یہ ہیں۔

۱- ابو محمد سعید بن راشد سماک بصری نے عطاء ابن ابی رباح اور امام زہری سے روایت کی ہے اور ان سے معلٰی بن مہدی اور علمائے عراق نے روایت کی ہے۔ عرب کے قبیلہ بنی مازن سے تھے۔

۲- ابو العباس محمد بن صبیح، ابن سماک مذکر کوفی مشہور عابد و زاہد، عالم اور بزرگ تھے۔ نہایت شیریں زبان تھے۔ان کے وعظ میں بڑا اثر تھا۔حدیث میں ان کی صداقت مسلم تھی۔

رُوی عنه کلامُه و أُثبت فی الدفاتر

ان کے ملفوظات روایت کر کے کتابوں میں جمع کیے گئے ہیں۔

---

(۱) المنتظم ج ۷ ص ۶۰ (۲) تاریخ اطباء، قفطی ص ۵۷

انہوں نے حدیث کی روایت ہشام بن عروہ، اعمش، سفیان ثوری وغیرہ سے کی اور ان سے امام احمد بن حنبل، حسین بن علی جعفی عمر بن حفص بن غیاث اور یحییٰ بن یحییٰ نیساپوری نے روایت کی۔ ۱۸۳ھ میں انتقال کیا۔

۳- ابو عمرو عثمان بن احمد بن عبد اللہ بن سماک دقاق بغدادی نہایت ثقہ و صادق اور کثیر الحدیث تھے۔ ان کو "باز اشہب" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ابو علی بن شاذان کا بیان ہے کہ میں ابو عمرو بن سماک کی مجلس درس میں ۳۴۴ھ میں گیا۔ وہ میری کم عمری کو دیکھ کر رونے لگے اور کہنے لگے کہ میں بھی اپنے والد کے ساتھ حسن بن صالح زعفرانی کی مجلس درس میں بچپن میں اسی بچپن کی عمر میں گیا تھا۔ ۳۴۴ھ میں بغداد میں فوت ہوئے۔

۴- ان کے صاحبزادے ابو الحسین محمد بن عثمان ابن سماک بغدادی نے ابو القاسم بغوی، ابو بکر بن ابو داؤد اور ابو العباس بن عقدہ سے روایت کی اور ان سے ابو القاسم ازہری نے روایت کی۔ بغداد کے مشہور مفتی تھے اور فتویٰ دیا کرتے تھے۔ ۳۸۳ھ میں انتقال کیا۔

۵- ابو الحسین احمد بن حسین بن احمد بن سماک بغدادی مشہور واعظ تھے۔ بغداد کی جامع منصور اور جامع مہدی میں ان کے وعظ کا مستقل حلقہ تھا، جس میں صوفیانہ انداز میں وعظ بیان کرتے تھے۔ ان کے حال میں لکھا ہے کہ:

إنما كان يبيع السمك في السوق إلى أن صار رجلاً كبيراً ثم سافر و صحب الصوفية بعد ذلك.

وہ بازار میں مچھلی بیچتے بیچتے بڑے آدمی بن گئے۔ اس کے بعد یہ کام چھوڑ کر مشائخ کی زیارت کے لیے سفر کیا اور ان کی صحبت اٹھائی۔ ۴۲۴ھ میں فوت ہوئے۔

۶- ہبۃ اللہ بن احمد بن محمد ابن سماک بردجردی، بڑے رعب داب کے شیخ تھے۔ امام ابو نصر عبد السید بن محمد بن عبد الواحد صباغ سے حدیث پڑھی

تھی۔ سمعانی نے ان سے روایت کی ہے۔ ۵۳۰ھ کے بعد انتقال کیا۔
۷۔ ابوالحسن علی بن عبد العزیز ابن سماک بغدادی حنبلی یک چشم محدث تھے۔ انہوں نے ابو نصر محمد بن محمد بن علی زینی ہاشمی اور ابوالحسن علی بن محمد ابن اخضر انباری وغیرہ سے روایت کی۔ سمعانی نے ان سے روایت کی ہے۔ ۵۴۰ھ کے بعد فوت ہوئے۔
۸۔ ابو طاہر علی بن محمد بن عبد اللہ بیّع السمک تھے، یعنی ماہی گیروں اور ماہی فروشوں کے دلاّل تھے اور ان کے درمیان خرید و فروخت کا معاملہ طے کرتے تھے۔ صفر ۳۸۵ھ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابوالفضل محمد بن حسن بن مامون ہاشمی، ابو القاسم صید لانی، حسن بن حسین نوبختی، محمد بن بکران رازی اور ابن صلت مجبّر سے روایت کی۔ خطیب بغدادی نے ان کی صداقت و ثقاہت کی تصریح کی ہے۔ ۴۵۰ھ میں فوت ہوئے۔(۱)
۹۔ ابو محمد اسمٰعیل بن اسحاق بن عبد اللہ مالحانی کوفی نمکین مچھلی فروخت کرتے تھے۔ انہوں نے محمد بن عبید محاربی نخاس سے روایت کی اور ان سے ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن یزداد رازی نے روایت کی ہے۔

دودھ کا کاروبار کرنے والوں میں علم و علماء

دودھ کا کاروبار کرنے والوں کو لبّان کہتے ہیں۔ یہ گائے، بھینس، بکری اور دودھ دینے والے جانور پالتے اور ان کا دودھ فروخت کرتے تھے اور یہی ان کا ذریعۂ معاش تھا، جس طرح آج کل ڈیری فارم ہے۔ ان میں چند مشہور اہل علم یہ ہیں۔
۱۔ ابو عبد الرحمٰن حسین بن احمد لبّان جرجانی نے محمد بن عبیدہ عمری سے

---

(۱) الانساب ج ۷ ص ۲۰۳ تا ص ۲۰۶

روایت کی، جو امام ابو مسلم کے شاگرد ہیں اور ان سے احمد بن ابو عمران وکیل نے روایت کی۔

۲۔ ابو الحسین محمد بن عبد اللہ بن حسن ابن لبّان فرضی بصری اپنے زمانے میں بصرہ میں علم الفرائض کے سب سے بڑے عالم تھے اور اس علم میں کئی کتابیں لکھیں۔ محدثین کبار ان کے اساتذہ و تلامذہ میں ہیں۔ ربیع الاول ۴۰۲ھ میں فوت ہوئے۔

۳۔ عبد السلام بن محمد بن عبد اللہ، ابن لبّان اصفہانی بڑے عالم و فاضل اور ملیح الخط تھے۔ اسی کے ساتھ کثیر الحدیث محدث تھے۔ سمعانی نے ان سے روایت کی ہے۔

۴۔ ابو حاتم محمد بن عبد الواحد بن محمد خزاعی لبّان رازی، اہل صدق محدثین میں سے تھے۔ انہوں نے بشر بن عمرو بن سام کابلی کا نسخۂ حدیث ابو الحسن محمد بن احمد برذعی ابن حرارہ سے روایت کیا ہے؛ نیز بکر بن عبد اللہ حبّال وغیرہ سے روایت کی ہے۔ خطیب نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ۳۹۲ھ میں فوت ہوئے۔(۱)

۵۔ ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمٰن، ابن لبّان اصفہانی نے بغداد میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔ علم و فضل اور دین و دیانت میں مشہور زمانہ تھے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے پانچ سال کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا تھا اور چار سال کی عمر میں ابو بکر بن مقری کی مجلس درس میں لایا گیا۔ حاضرین درس نے مجھے دیکھ کر کہا کہ اس بچہ کی عمر ابھی سماع حدیث کی نہیں ہے اور ابن مقری نے مجھے سورۂ کافرون سنانے کو کہا۔ میں نے سنا دیا، اس کے بعد سورۂ تکویر اور سورۂ والمرسلات سنانے کو کہا، میں نے سنا دیا اور کوئی غلطی نہیں کی۔ تو ابن مقری نے کہا کہ میں ذمہ دار ہوں کہ اس لڑکے کو حدیث پڑھاؤں۔

---

(۱) تاریخ بغداد ج ۳ ص ۱۰۶

خطیب نے تاریخ بغداد میں ان کے مناقب و فضائل تفصیل سے بیان کیے ہیں۔ ۴۴۶ھ میں اصفہان میں انتقال کیا۔(۱)

سبزی فروشوں میں علم و علماء

سبزی ترکاری کی کاشت اور تجارت کرنے والے اور مرچ و مسالے بیچنے والے کو بقّال، اور بقالی کہتے ہیں امام ابو اسحاق مروزی بغداد میں ایک راستہ سے گذر رہے تھے، دیکھا کہ ایک بقلی اپنے سر پر سبزی ترکاری کی ٹوکری لیے ہوئے جارہا تھا اور اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ حضرت ابن عباسؓ قسم کھانے کے کچھ دیر بعد اس میں استثناء کے قائل ہیں۔ اگر یہ استثناء صحیح ہوتا، تو اللہ تعالیٰ حضرت ایوب علیہ السلام کو حکم دیتے کہ وہ اپنی قسم میں استثناء کر لیں۔ (طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج ۵ ص ۸) چند بقّال اہل علم یہ ہیں۔

۱- ابو سعد سعید بن مرزبان بقّال مولیٰ حذیفہ بن یمانؓ کوفی نے حضرت انس بن مالک اور ابو وائل سے روایت کی ہے۔

۲- ابو القاسم سعید بن محمد بن احمد بقّال اصفہانی نے احمد بن محمد بن مرزبان ابہری سے روایت کی ہے۔ ثقہ وصدوق محدث تھے۔ ۴۳۴ھ میں حج سے واپسی پر خطیب بغدادی نے ان سے روایت کی ہے۔ اس وقت وہ جوان تھے۔

۳- ان کے صاحبزادے ابو رجاء قتیبہ بن سعید بقال نے ابو نعیم اصفہانی سے روایت کی ہے۔ ان سے ابوعبداللہ حسین بن عبدالملک خلاّل نے اصفہان میں روایت کی ہے۔

۴- ان کی بہن لامقہ بنت سعید بقّال بھی محدّثہ تھیں اور علماء نے ان سے حدیث کی روایت کی ہے۔

۵- ابو القاسم حسن بن محمد بن عبد اللہ یشکری بقّال کوفی نے بغداد میں سکونت

---

(۱) الانساب ج ۱۱ ص ۱۹۹ تا ص ۲۰۲

کی اور وہیں ابوالحسن بن ابوالسری سے روایت کی۔

۶- ابوبکر احمد بن عمر بقال وراق بغدادی اپنے شہر بغداد میں لوگوں کی علمی خدمت کرتے تھے۔

۷- ابوعبداللہ حسین بن حسن بن علی بقال بصری طیوری نے ہجیمی سے روایت کی اور ان سے خطیب بغدادی نے روایت کی۔

۸- ابوالفضل محمد بن ابوالقاسم بن بابجوک بقالی خوارزمی، زین المشائخ، عربی زبان وادب میں امامت وجحت کا درجہ رکھتے تھے۔ علامہ جاراللہ زمخشری سے خصوصی تلمذ رکھتے تھے اور ان کے بعد ان کا حلقۂ درس سنبھالا۔ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ستر سال سے زائد عمر میں ۵۶۲ھ میں فوت ہوئے۔

۹- ابوجعفر بن محمد بن عبداللہ بقلی بغدادی نے محمد بن حسین بن اشکاب، ان کے بھائی علی بن محمد بن اشکاب، احمد بن ابراہیم وغیرہ سے روایت کی اور ان سے محمد بن ابراہیم بن نطیر عاقولی، معافی بن زکریا جریری نے روایت کی۔ ۳۲۸ھ میں انتقال کیا۔

میوہ فروشوں میں علم و علماء

پہلے زمانہ میں اسلامی ملکوں اور شہروں میں ہر قسم کے تازہ اور سوکھے میوے اور پھل کی بہتات تھی۔ اقلیم اقور میووں کی کثرت کے لیے مشہور تھا۔ اس کے شہر موصل اور سنجار میں انار، جزیرہ میں پستہ بادام، نصیبین میں شہتوت اور رجعہ میں سفرجل کی کثرت و شہرت تھی۔ نصیبین کے خشک میوے خصوصاً کشمش اور معلتایا کے تازہ میوے دوسرے ممالک میں بھیجے جاتے تھے۔(۱)

ملک شام کے گنے، نارنگی، پستہ بادام، کیلے، انگور، انجیر، سیب، زیتون،

---

(۱) الانساب ج ۲ ص ۲۸۰

کھجور وغیرہ پورے عالم اسلام میں مشہور تھے۔(۱) مصر میں کیلے ککڑی کے برابر ہوتے تھے، جن پر باریک چھلکا ہوتا تھا۔ نہایت شیریں اور قابض ہوتے تھے۔ بلخ سے پستہ بادام، کشمش، انجیر، انار کارس اور ترمذ سے پستہ بادام وغیرہ غیرممالک میں جاتے تھے۔ اقلیم جبال میں گوشت، بادام اور دوسرے میوے ارزاں تھے۔ یہاں ہر میوہ اور پھل کا جداجدا باغ ہوتا تھا۔ بعض باغات میں قسم قسم کے میوہ جات کے درخت ہوتے تھے۔

فارس کے علاقہ سابور میں ایک ہی باغ میں کھجور، زیتون، اترج، خرنوب، بادام، اخروٹ، انگور، بیر، گنا، بنفشہ اور یاسمین پیدا ہوتے تھے۔ اس علاقہ میں پھولوں اور دواؤں کی کاشت ہوتی تھی۔ یہ مقدسی بشاری کا بیان ہے۔(۲)

بہت سے مقامات میں اس کثرت سے میوے پیدا ہوتے تھے کہ جس شخص کا جی چاہتا تھا اٹھالے جاتا تھا۔ اصطخری نے فارس کے شہر شیرجان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہاں کھجور کی پیداوار اس قدر زیادہ ہے کہ ایک درہم میں ایک سو سیر بکتی ہے۔ یہاں ایک اچھی بات یہ ہے کہ ہوا اور آندھی سے جو کھجور گر جاتی ہے، اس کو باغ والے اپنا مال نہیں سمجھتے ہیں اور دوسرے لوگ اس کو اٹھالے جاتے ہیں۔ بسا اوقات جب ہوائیں تند و تیز چلتی ہیں، تو غریب غرباء کے پاس چنی ہوئی کھجوریں مالکوں کے پاس سے زیادہ آجاتی ہیں اور بعض اوقات اتنی کثرت سے میوہ جات پیدا ہوتے تھے کہ لوگ اپنے جانوروں کو کھلاتے تھے۔ اصطخری نے لکھا ہے کہ بلاد ماوراءالنہر میں پھلوں اور میووں کی کثرت کا یہ حال ہے کہ تم جب سُغد، اشروسنہ، فرغانہ اور شاش میں داخل ہوگے، تو پھر دنیا سے زیادہ یہاں میوہ جات کی پیداوار دیکھو گے، یہاں تک کہ لوگ ان کو اپنے جانوروں کو کھلاتے ہیں۔

افریقہ اور سوڈان کے پہاڑی علاقوں میں نامعلوم قسم کے میوے اور

---

(۱) احسن التقاسیم ص ۱۴۵ (۲) احسن التقاسیم ص ۱۸۱

پھل پائے جاتے ہیں اور مقامی لوگ بھی ان کو استعمال نہیں کرتے ہیں۔ان کے یہاں ایسی گھاسیں اور جڑیں ہوتی ہیں، جن کو وہ میوہ کی جگہ استعمال کرتے ہیں۔(۱)

پھلوں اور میووں کی نئی فصل تیار ہونے پر بڑا اہتمام ہوتا تھا۔مالک اور تاجر نئے مال کی تشہیر میں عجیب عجیب طریقے اختیار کرتے تھے اور جشن مناتے تھے۔مقدسی بشاری نے عراق اور بغداد کے میوہ فروشوں کے بارے میں بیان کیا ہے کہ جب نئی کھجور براہ دریا واسط کے بازار میں بھیجی جاتی ہے، تو دلال کشتی کو طرح طرح سے مزین کرتے ہیں اور ساحل سے دکان تک کے پورے راستہ کو رنگ برنگ کے پردوں اور کپڑوں سے سجاتے ہیں۔(۲)

تازہ میوہ جات کے تاجر کو فاکہی اور خشک میوہ جات کے تاجر کو مخلطی کہتے ہیں۔(۳)

۱- ابو عمار زیاد بن میمون فاکہی، صاحب الفاکھہ نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے اور ان سے عباد بن منصور، ابو عروہ اور حارث بن مسلم رازی نے روایت کی۔ محدثین کے نزدیک متروک ہیں(۴)

سبزیوں کے بیج فروشوں میں علم و علماء

مختلف قسم کی سبزی اور ترکاری کے بیج فروخت کرنے والے کو بزوری کہتے ہیں۔

۱- ابوعبد اللہ احمد بن عبد الرحمٰن بن مرزوق بزوری بغدادی ابن ابوعون کی کنیت سے مشہور ہیں۔ نہایت ثقہ جلیل القدر اور باحیثیت عالم تھے، امراء و حکام اور عوام میں مقبول و محبوب تھے، دنیا بھی خوب حاصل تھی۔ نامی گرامی

(۱) احسن التقاسیم ص ۲۰۴، ۳۹۰، ۴۲۴

(۲) المسالک والممالک ص ۱۶۷، ۲۸۸، ۳۰

(۳) احسن التقاسیم ۱۲۹

(۴) الانساب ج ۱۰ ص ۱۴۰

محدثین سے روایت کی اور مشہور ائمہ نے ان سے روایت کی ۲۹۷ھ میں انتقال کیا۔

۲- ابو القاسم مبارک بن محمد بن حسین بزوری بغدادی، دوانی کی نسبت سے مشہور تھے۔ انہوں نے ابوالحسین احمد بن محمد بن نقور بزاز، ابو الخطاب نصر بن احمد بن بطر وغیرہ سے روایت کی۔ ان کو خطیب بغدادی سے حدیث کی اجازت حاصل تھی۔

۳- ان کے بھائی ابو الفائز احمد بن محمد بن حسین بزدری شطرنجی بغدادی بھی محدث تھے۔

۴- ابوعبد اللہ محمد بن سعید بن یحییٰ بزوری کوفی نے عمر بن شبہ، علی بن حرب، عباس دوری سے روایت کی اور ان سے ابو الحسین بن منادی، محمد بن جعفر زوج الحرۃ اور ابوحفص بن شاہین نے روایت کی ہے۔

۵- ابوعون عبد الرحمٰن بن مرزوق بن عطیہ بزوری بغدادی ابو عبد اللہ احمد بن عبد الرحمٰن کے والد ہیں۔ انہوں نے روح بن عبادہ، زکریا بن عدی، شبابہ بن سوار وغیرہ سے روایت کی۔ ان سے صاحبزادے ابو عبد اللہ احمد، یحییٰ بن محمد بن صاعد اور اسمٰعیل بن محمد بن اسمٰعیل صفار وغیرہ نے روایت کی۔ ثقہ محدث تھے۔ ۲۷۵ھ میں ۹۳ سال کی عمر میں انتقال کیا۔(۱)

۶- ابوعبد اللہ احمد بن حسین ابن احمد دباس مخلطی بغدادی قاضی ابو یعلی محمد بن حسین بن فراء سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور ان ہی سے حدیث کی روایت کی۔ ۵۰۸ھ میں انتقال کیا۔(۲)

تلہن کا کاروبار کرنے والوں میں علم و علماء

ہر قسم کے بیج سے تیل نکالنے والوں اور بیچنے والوں کو بزوری اور بزار

---

(۱) الانساب ج ۲ ص ۲۱۳ تا ۲۱۵ (۱) الانساب ج ۱۲ ص ۱۴۲

کہتے ہیں۔ علامہ سمعانی نے لکھا ہے کہ اس پیشہ میں قدیم وجدید ائمۂ دین اور علماء کی ایک جماعت مشہور ہے۔

۱۔ ابو عمر دینار بن عمر بزار اسدی کوفی، مولیٰ بشر بن غالب نے محمد بن حنفیہ، زید بن اسلم اور مسلم بطین سے روایت کی اور ان سے اسمٰعیل بن سلیمان ازرق، سفیان ثوری، علی بن جزور نے روایت کی۔ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ مختار ثقفی کے ہمنواؤں میں تھے (۱)

۲۔ بشر بن ثابت بزار بصری سے عباس دوری اور ابراہیم بن مرزوق نے روایت کی ہے۔

۳۔ ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بزار عتکی بصری نہایت ثقہ محدث اور حفاظ حدیث میں سے ہیں۔

۴۔ ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بزار عتکی بصری نہایت ثقہ محدث اور حفاظ حدیث میں سے ہیں، احادیث کی علل کے مشہور عالم ہیں، کتاب المسند ان کی تصنیف ہے۔ ۲۹۲ھ میں انتقال کیا۔

۵۔ ان کے صاحبزادے ابو العباس محمد بن احمد بزار عتکی بصری نے ابو علاثہ محمد بن عمرو بن خالد مصری، حسین بن حمید بن موسیٰ عتکی، اسحاق بن ابراہیم بن جابر وغیرہ سے روایت کی اور ان سے قاضی ابو الحسین جراحی، ابو الحسن دار قطنی اور عمر بن احمد بن شاہین نے روایت کی۔ ثقہ محدث تھے۔ ۳۳۹ھ میں انتقال کیا۔

۶۔ ابو الفضل جعفر بن احمد بن مسلم بزار عبدی سے ابو احمد زیات نے روایت کی ہے ۲۸۸ھ میں انتقال کیا۔

۷۔ ابو محمد عبید بن عبد الواحد بن شریک بزار بغدادی نے آدم بن ایاس عسقلانی، سعید بن ابو مریم مصری، یحییٰ بن کبیر مصری وغیرہ سے روایت کی

---

(۱) تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۲۱۶

اور ان سے قاضی محاملی، ابو مزاحم خاقان، ابو عمرو سماک وغیرہ نے روایت کی۔ ثقہ وصدوق محدث تھے۔ ۲۸۵ھ میں انتقال کیا۔

۸۔ ابو احمد خلف بن ہشام بزّار بغدادی نے امام مالک اور ابو عوانہ وضاح سے روایت کی اور ان سے ابو یعلیٰ موصلی اور ابو القاسم بغوی نے روایت کی ہے۔ حدیث اور قراءت کے ثقہ عالم تھے۔ امام احمد بن حنبل نے ان سے روایت کی ہے۔ ۲۲۹ھ میں انتقال کیا۔

۹۔ ابو علی حسن بن صبّاح بن محمد بزّار بغدادی نے سفیان بن عیینہ، معن بن عیسیٰ ابو معاویہ ضریر وغیرہ سے روایت کی اور ان سے امام بخاری، محمد بن اسحاق صاغانی اور ابو القاسم بغوی وغیرہ نے روایت کی ہے۔ بغداد کے جلیل القدر عالم تھے۔ امام احمد بن حنبل ان کا احترام کرتے تھے۔ ۲۴۹ھ میں انتقال کیا۔(۱)

کولھو سے تیل نکالنے والوں میں علم وعلماء

کولھو اور مشین سے تیل نکالنے والے کو عصّار اور عصّاری کہتے ہیں۔ علامہ سمعانی نے لکھا ہے کہ اہل علم اور محدثین کی ایک جماعت اس نسبت سے مشہور ہے، جس کا یہی پیشہ اور ذریعۂ معاش تھا۔

۱۔ قاسم بن عیسیٰ عصّار دمشقی نے عبد الرحمٰن بن حسن بن عبد اللہ اور ان کے معاصرین سے حدیث کی روایت کی ہے۔

۲۔ ابو موسیٰ ہارون بن کامل عصّار بصری نے ابو صالح عبد اللہ بن صالح، علی بن معبد، نعیم بن حماد سے روایت کی اور ان سے حافظ ابو طالب احمد بن نصر، علی بن محمد مصری اور سلیمان بن احمد طبرانی نے روایت کی ہے۔

۳۔ یحییٰ بن ہشام عصّار نے سفیان ثوری اور اسرائیل بن یونس سے روایت

---

(۱) الانساب ج ۲ ص ۱۹۴ تا ص ۱۹۶

کی اور ان سے محمد بن علی بن مروان نے روایت کی ہے۔

۴- ابوالحسن احمد بن محمد بن عباس عصار جرجانی نے حسین بن علی عجلی اور ہشام بن یونس وغیرہ سے روایت کی ہے اور ان سے ابراہیم بن موسیٰ جرجانی اور احمد بن موسیٰ جرجانی نے روایت کی ہے۔

۵- ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن حسن عصار جرجانی نے جرجان میں سب سے پہلے حدیث کا مسلک اختیار کیا۔ یمن وغیرہ کے علمی سفر میں امام احمد بن حنبل کے ساتھ رہے ہیں۔ عبدالرزاق صنعانی اور ابراہیم بن حکم وغیرہ سے روایت کی اور ان سے ابواسحاق عمران بن موسیٰ سختیانی، عبدالرحمن بن عبدالمومن اور ابراہیم بن نومرد وغیرہ نے روایت کی ہے۔

۶- ابوعامر احمد بن علی بن ابوسعد عصار جرجانی نہایت ثقہ، صالح اور کثیر الحدیث عالم ہیں۔ اصفہان اور عراق کے شیوخ سے حدیث کی روایت کی۔ سمعانی نے ان سے بارہا فیض اٹھایا ہے اور ان سے ابونعیم اصفہانی کی کتاب حلیۃ الاولیاء کی روایت کی ہے۔ ۵۴۴ھ کے بعد انتقال کیا۔(۱)

روغن فروشوں میں علم و علماء

عالم اسلام میں خوردنی تیل کے علاوہ ہر قسم کے خوشبودار تیل تیار ہوتے تھے اور روغن سازی کے بڑے بڑے کارخانے اور اس کے ماہرین ہوا کرتے تھے۔ مقدسی بشاری نے لکھا ہے کہ سابور میں دس قسم کے روغن تیار کیے جاتے تھے، جو دوسرے ممالک میں بھیجے جاتے تھے: روغن بنفشہ، روغن نیلوفر، روغن نرگس، روغن کاردہ، روغن سوسن، روغن زنبق، روغن مرسین، روغن مرزبخوش، روغن بادرنگ، روغن نارنج، یہ سب تیل سابور میں تیار کر کے باہر بھیجے جاتے تھے۔ اصطخری نے سابور کے بارے میں لکھا ہے کہ یہاں

(۱) الانساب ج۹ ص۳۰۸ تا ص۳۱۰

سے ہر قسم کے تیل باہر بھیجے جاتے ہیں اور ہر جگہ سے عمدہ ہوتے ہیں، البتہ روغن نجری اور روغن بنفشہ کوفہ میں اچھے بنائے جاتے ہیں۔ نساء اور دلوانج کے علاقہ سے تل اور تل کا تیل باہر جاتا ہے۔ بلخ میں ہر قسم کے عمدہ روغن تیار کیے جاتے ہیں۔ بخارا میں سر کے استعمال کے لیے تیل بہت عمدہ تیار ہوتا ہے اور دوسرے شہروں میں بھیجا جاتا ہے۔ دمشق کا روغن بنفشہ، مصر کا روغن فجل اور شہرستاں کے ہمہ اقسام کا تیل پوری دنیا میں مشہور ہے۔

روغن بلساں مصر کے شہر فسطاط کے اطراف میں پیدا ہوتا ہے اور وہیں سے پوری دنیا میں جاتا ہے۔ اس کا درخت نرگل کی طرح ہوتا ہے۔ فارس کے شہر دارابجرد میں دہن زازقی بنتا ہے، جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی ہے (۱)

ہر قسم کے روغن اور تیل بیچنے والے کو دھّان اور زیات کہتے ہیں۔ یہ تجارت بھی اہل علم سے محروم نہ رہی اور بڑے بڑے محدثین نے یہ کام کیا ہے۔

۱- ابو الزہر صالح بن درہم دھّان بصری نے علمائے عراق سے روایت کی اور ان سے شعبہ بن حجاج نے روایت کی ہے۔

۲- ابو علی محمد بن حمزہ بن احمد دھّان بغدادی نے ابو بکر طلحی کوفی، علی بن عبد الرحمٰن بن ابو السری کوفی، ابو بکر احمد بن جعفر بن مالک قطیعی اور عمر بن محمد بن سیف کاتب نے روایت کی اور ان سے خطیب بغدادی نے روایت کر کے تاریخ بغداد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ نہایت ثقہ و صادق محدث تھے۔ ۴۳۳ھ میں انتقال کیا۔

۳- ابو احمد محمد بن عبد اللہ بن احمد دہّان بغدادی نہایت نیک اور بزرگ، ثقہ محدث اور طلب حدیث کے حریص تھے۔ احمد بن علی بن علاء جوزجانی، قاضی ابو عبد اللہ حسین بن اسمٰعیل محاملی، محمد بن مخلد عطّار اور حسین بن یحییٰ بن عیاش قطان وغیرہ سے روایت کی اور ان سے ابو بکر برقانی، حسن بن

---

(۱) احسن التقاسیم اور مسالک الممالک

محمد بن عمر نرسی وغیرہ نے روایت کی۔ ۳۹۹ھ میں انتقال کیا۔(۱)

روغن زیتون فروخت کرنے والے کو زیّات کہتے ہیں۔ بعد میں یہ لقب عام روغن فروشوں کے لیے استعمال کیا جانے لگا۔

۴- ابو صالح ذکوان بن عبد اللہ زیّات مدنی کو سمّان بھی کہتے ہیں، کیونکہ وہ روغن زیتون اور گھی دونوں کی تجارت کرتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کے تلمیذ اور ثقہ تابعی ہیں۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے۔ امام اعمش وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔ مدینہ سے روغن زیتون اور گھی کوفہ لاکر فروخت کرتے تھے۔ ۱۰۱ھ میں انتقال کیا۔

۵- ابو عمارہ حمزہ بن حبیب زیّات کوفی مقری مشہور امام قراءت ہیں۔ امام اعمش وغیرہ سے روایت کی ہے۔

۶- ابو اسحاق محمد بن سوید بن محمد بن زیاد زیّات ثقہ محدث ہیں۔ انہوں نے محمد بن اسمٰعیل احمسی اور احمد بن حجاج بن صلت سے روایت کی۔ ان سے ابن لؤلؤی وراق اور عمر بن بشران سکری نے روایت کی۔

۷- ابراہیم بن سلیمان زیّات بلخی نے سفیان ثوری اور امام مالک وغیرہ سے روایت کی ہے۔

۸- سفیان زیّات نے ربیع بن انس سے روایت کی ہے۔

۹- موسیٰ بن رُباب زیّات کوفی نے عبد اللہ بن نمیر سے روایت کی اور ان سے محمد بن عبید بن عتبہ کندی نے روایت کی۔

۱۰- ابو خلف یاسین بن معاذ زیّات کوفی نے یمامہ میں سکونت اختیار کی تھی، پھر حجاز میں آگئے۔ انہوں نے ابو الزبیر اور امام زہری سے روایت کی ہے اور ان سے عبد الرزاق بن ہمّام صنعانی نے روایت کی ہے۔ محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔

---

(۲) الانساب ج۵ ص ۴۲۰ و ص ۴۲۱

۱۱- ان کے صاحبزادے خلف بن یاسین زیاتؒ نے اپنے والد اور امام شعبہ بن حجاج سے روایت کی ہے۔

۱۲- ابوجعفر محمد بن عبداللہ بن سفیان زیات رزقان کے لقب سے مشہور ہیں۔ عبداللہ بن صالح بن مسلم عجلی اور مسدد سے روایت کی ہے اور ان سے ابو سہل بن زیاد نے روایت کی۔

۱۳- ابوالعباس عبدالملک بن احمد بن عبدالرحمٰن بن ابوحمزہ زیات نے حسن بن عرفہ، حفص بن عمرو ابالی اور قاسم بن عباد وغیرہ سے روایت کی ہے۔

۱۴- ابوحفص عمر بن محمد بن علی ابن زیات صیرفی ثقہ محدث ہیں۔ فریابی اور ابن ناجیہ سے روایت کی ہے۔

۱۵- ابوجعفر محمد بن عبدالملک بن ابان بن ابوحمزہ ابن زیات بغدادی شاعر و ادیب تھا، معتزلی عقیدہ کا تھا۔ خلیفہ معتصم باللہ اور واثق اور متوکل کے یہاں رسوخ پیدا کیا اور امام احمد بن حنبل کو کوڑا مارنے پر معتصم کو ابھارا۔ اس میں اور فتنۂ خلق قرآن کے بانی قاضی احمد بن ابودُواد کے درمیان عداوت تھی۔ ابن ابودُواد نے خلیفہ متوکل کو ابوجعفر ابن زیّات کے خلاف ابھارا۔ متوکل نے گرفتار کر کے اس کی دولت ضبط کرلی۔ ابوجعفر ابن زیّات نے لوہے کا تنور بنوایا تھا، جس میں میخیں تھیں، تاکہ اسی میں اپنے مخالفین کو اذیت دے، مگر امام احمد بن حنبل کی دشمنی اور ایذارسانی نے رنگ دکھایا اور متوکل نے اس کو اسی کے تنور میں ۲۳۳ھ میں ڈال کر مار ڈالا۔

۱۶- ابوحفص عمر بن محمد بن علی ابن زیّات صیرفی نہایت نیک ثقہ اور کثیرالحدیث عالم ہیں۔ جعفر بن محمد فریابی، ابراہیم بن شریک اسدی، قاسم بن زکریا مطرز اور عبداللہ بن محمد بن ناجیہ وغیرہ سے روایت کی اور ان سے ابوبکر برقانی، ابو القاسم ازہری، ابومحمد خلاّل وغیرہ نے روایت کی ۳۷۵ھ میں انتقال کیا۔(۱)

(۱) الانساب ج۶ ص۳۵۵ تا ص۳۵۸

گھی کے تاجروں میں علم و علماء

گھی کو عربی میں سمن اور اس کے فروخت کرنے والے کو سمان کہتے ہیں۔ دہان، عصار اور زیات کی طرح بہت سے علماء و محدثین سمان ہیں۔

۱- ابوصالح ذکوان بن عبداللہ سمان مدنی کو زیات بھی کہتے ہیں۔ وہ مدینہ منورہ سے گھی اور روغن زیتون کوفہ لے جاکر فروخت کرتے تھے، جیسا کہ زیات کے ضمن میں معلوم ہوا۔

۲- ان کے صاحبزادے سہیل بن ابوصالح سمان نے اپنے والد اور سعید بن مسیب سے روایت کی ہے اور ان سے امام مالک، سفیان ثوری اور شعبہ بن حجاج نے روایت کی ہے۔

۳- ان کے بھائی صالح بن ابوصالح سمان نے بھی اپنے والد سے روایت اور ان سے ہشام بن عروہ نے روایت کی ہے۔

۴- تیسرے بھائی عباد بن ابوصالح سمان بھی محدث و فقیہ ہیں اور تینوں بھائی ثقہ ہیں۔

۵- ابوبکر ازہر بن سعد سمان بصری نے حمید الطویل سے روایت کی ہے۔ ۱۱۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۰۳ھ یا ۲۰۷ھ میں انتقال کیا۔ ان سے علمائے عراق نے روایت کی ہے۔

۶- حماد سمان نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے اور ان سے حماد بن سلمہ نے روایت کی ہے۔

۷- ابو شعیب راشد ابن سمان نے ابن ابو لیلیٰ سے روایت کی اور ان سے علاء بن صالح نے روایت کی ہے۔

۸- سنہ بن شماس سمان نے عطاء بن ابو رباح اور ابن سیرین سے روایت کی اور ان سے موسیٰ بن اسمٰعیل تبوذکی نے روایت کی ہے۔

۹۔ صالح بن ذوبہ سمّان سے عثمان بن ابوزرعہ اور عبدالحمید بن ابو جعفر فرّاء نے روایت کی ہے۔

۱۰۔ ابوالربیع اشعث بن سعید سمّان بصری نے ہشام بن عروہ سے روایت کی ہے اور ان سے وکیع بن جراح اور ابونعیم نے روایت کی ہے۔ محدثین نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔

۱۱۔ ابوسعد اسمٰعیل بن علی بن حسین سمّان رازی حافظ الحدیث ہیں۔ طلب حدیث میں عراق، شام، حجاز اور مصر کا سفر کیا اور ہر ملک کے شیوخ سے روایت کر کے اپنے وطن رے واپس آئے اور اپنی مجلس درس قائم کی۔ اپنے زمانہ میں معتزلہ کے امام تھے۔ ۴۵۰ھ کے حدود میں انتقال کیا۔

۱۲۔ ان کے بھتیجے ابوبکر طاہر بن حسین بن علی سمّان رازی نے اپنے چچا سے روایت کی ہے۔ ۴۸۲ھ میں فوت ہوئے۔

۱۳۔ ان کے صاحبزادے ابوسعد یحیٰی بن طاہر بن حسین سمّان رازی نے اپنے والد اور ابوالحسین یحیٰی ابن حسین شجری علوی سے روایت کی ہے۔ شہر رے کے باب رامہران محلہ میں بچوں کو پڑھاتے تھے۔

نیشکر یعنی گنے (قصب السکر) کی کاشت اور پیداوار پورے عالم اسلام میں بہت زیادہ ہوتی تھی اور اس سے گڑ، شکر اور قسم قسم کی مٹھائیاں اور حلوے بنائے جاتے تھے۔ اصطخری کا بیان ہے کہ مشرقی ممالک میں گنے کا مشہور علاقہ خوزستان ہے، جہاں اس کی کاشت بہت زیادہ ہوتی تھی اور شکر بنتی تھی۔ اس کے علاقہ تستر میں عسکر مکرم تک آٹھ فرسخ کا میدان دریائے مسرقان سے سیراب ہوتا تھا، جس میں گنے کی کاشت ہوتی تھی اور فاضل پانی نخلستانوں اور کھیتوں کی سینچائی میں کام آتا تھا۔ اس علاقہ میں ہر جگہ گنا بویا جاتا تھا۔ یہی حال سوس کا تھا۔ یہاں گنے سے شکر تیار کی جاتی تھی۔ مشہور معتزلی ابو علی جبائی کے وطن جبی میں نخلستانوں اور گنے کے کھیتوں کی کثرت تھی سندھ کے شہر

منصورہ میں گنا بہت زیادہ پیدا ہوتا تھا، مکران اور طوران کا بھی یہی حال تھا۔
گنے سے طرح طرح کے کھانے پینے کی چیزیں تیار کی جاتی تھیں۔ قندی یعنی گڑ عالم اسلام میں بہت زیادہ بنایا جاتا تھا۔ جو چیزیں یمن سے عمان جاتی تھیں، ان میں گڑ بھی ہوتا تھا۔ مصر میں بننے والے گڑ کا پوری دنیا میں جواب نہیں تھا۔ خوزستان کا پورا علاقہ گڑ، شکر اور مٹھائیوں کی گویا کان تھا۔ یہاں پہلے گنے کے رس سے گڑ تیار کرتے تھے، پھر اس سے شکر بناتے تھے۔ اس کے علاوہ انگور کی شکر بھی بنتی تھی، جو نہایت صاف و شفاف اور لطیف ہوتی تھی۔(۱)
مقدسی بشاری نے بھی خوزستان کو گڑ، شکر، شہد اور عمدہ عمدہ مٹھائیوں کی کان بتایا ہے۔ ہر علاقہ میں گنے کی کاشت ہوتی ہے اور شکر پکائی جاتی ہے۔ عجم، عراق اور یمن کے شہروں میں یہاں کی شکر ملتی ہے۔ سوس کے گنے دنیا بھر میں بے مثال مانے جاتے ہیں۔ شہرستان اور یمن بھی اس کی کان ہیں۔ یہاں بھی گڑ اور شکر کی پیداوار بہت زیادہ ہے۔ شام میں کابل معمولی ساحلی شہر ہے، یہاں گنے کی کھیتی بہت زیادہ ہوتی ہے اور عمدہ قسم کی شکر بنتی ہے۔(۲)

گڑ بنانے اور بیچنے والوں میں علم و علماء

کولھو سے گنے کا رس نکال کر گڑ بنانے اور بیچنے والوں کو قنّاد اور قندی کہتے ہیں۔ سمعانی نے لکھا ہے کہ اس صنعت میں علماء کی ایک جماعت مشہور ہے۔
۱- حبیب قنّاد بصرہ کے مشہور عالم و شیخ ہیں۔ اپنے شہر کے اہل علم سے روایت کی اور ان سے ایوب سختیانی نے روایت کی ہے۔
۲- ابو حماد طلحہ بن عمرو قنّاد کوفی، امام شعبی، عکرمہ، سعید بن جبیر سے روایت کی ہے اور ان سے وکیع بن جراح اور ابو اسامہ نے روایت کی ہے۔
۳- عمرو بن حماد بن طلحہ قنّاد کوفی ابو حمّاد قنّاد کے خاندان سے ہیں۔

(۱) مسالک الممالک کے مختلف مقامات سے (۲) احسن التقاسیم

۴۔ طلحہ بن عبدالرحمٰن قناد بصری نے قتادہ سے روایت کی اور ان سے قاسم بن عیسیٰ طائی نے روایت کی ہے۔

۵۔ فضیل بن عبدالوہاب قناد کا خاندان اصفہان کا تھا۔ وہ کوفہ میں آباد ہو گئے تھے۔ انہوں نے جعفر بن سلیمان، حماد بن زید اور سعید بن خمس وغیرہ سے روایت کی ہے اور ان سے جعفر بن محمد بن شاکر صائغ نے روایت کی ہے

۶۔ ان کے بھائی ابو یحییٰ محمد بن عبدالوہاب قناد کوفی نے سفیان ثوری اور مسعر بن کدام وغیرہ سے روایت کی اور ان سے ہارون بن اسحاق ہمدانی اور حسن بن ربیع نے روایت کی۔ ثقہ محدث تھے۔ ۲۱۲ھ میں فوت ہوئے۔

۷۔ ابوالحسن علی بن عبد الرحیم قناد واسطی طبقہ صوفیہ کے مشہور مشائخ میں سے ہیں۔ ترک و تجرید کی زندگی بسر کی اور مختلف شہروں کے مشائخ سے روحانی فیض اٹھایا حسین بن منصور حلاج کے بعض اقوال و افکار کو بیان کیا ہے۔ ان سے فیض یافتہ بزرگوں میں عبد اللہ بن احمد فارسی، احمد بن ابو حامد قزوینی اور ابو العباس بن ترکان وغیرہ ہیں۔

۸۔ ابراہیم بن عبدالملک قناد نے یحییٰ بن ابو کثیر سے روایت کی اور ان سے لوین محمد بن سلیمان مصیصی نے روایت کی۔(۱)

۹۔ ابو القاسم عبد الملک بن محمد بن عبد اللہ بن بشران اموی قرشی قندی واعظ بغدادی نہایت ثقہ وصالح محدث اور واعظ تھے۔ خطیب بغدادی کے استاذ ہیں۔ ابتداء میں اپنی ثقاہت کی وجہ سے امراء و حکام میں مقبول تھے۔ ان کی شہادت معتبر مانی جاتی تھی۔ بعد میں اس کام سے الگ ہو گئے۔ ۴۳۰ھ میں فوت ہوئے اور اپنی وصیت کے مطابق ابو طالب مکی کے پہلو میں دفن کیے گئے۔۔ جنازہ میں بے شمار آدمی شریک تھے۔

۱۰۔ ابوالحسین علی محمد بن بشران قناد بغدادی ابو القاسم مذکور کے بڑے بھائی ہیں۔(۲)

---

(۱) الانساب ج ۱۰ ص ۴۸۸ (۲) الانساب ج ۱۰ ص ۴۹۴

۱۱- محمد بن عبد اللہ بن بشران قندی بغدادی مذکورہ بالا دونوں بزرگوں کے والد ہیں۔

۱۲- ابو حفص عمر بن بشران قندی بغدادی اسی خاندان علم وفضل سے ہیں۔ انہوں نے عبد اللہ بن زیدان بن یزید بجلی کوفی اور احمد بن حسن صوفی وغیرہ سے روایت کی اور ان سے ابوبکر برقانی نے روایت کی اور ان کو ثقہ بتایا۔(۳)

شکرسازوں میں علم وعلماء

شکر بنانے اور فروخت کرنے والوں کو سکری کہتے ہیں۔اس پیشہ میں علماء ومحدثین کی کثرت ہے۔

۱- بشر بن محمد سکری مروزی نے عبد اللہ بن مبارک سے روایت کی اور ان سے امام بخاری نے روایت کی ہے۔

۲- ابو الحسن علی بن عمر بن حسن سکری حمیری حضر موت سے مقام فسطاط میں منتقل ہو گئے تھے۔وہ سکری، صیرفی، کیالی اور حربی کی نسبتوں سے مشہور ہیں۔۳۸۶ھ میں بغداد میں انتقال کیا۔

۳- ابو دستان احمد بن سہل بن ولید سکری اہوازی نے خالد بن یوسف بن خالد تیمی سے روایت کی اور ان سے ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی نے روایت کی ہے۔(۲)

حلوائیوں میں علم وعلماء

قسم قسم کی مٹھائیاں اور حلوے بنانے اور بیچنے والے کو حلوائی، حلوانی اور حلاوی کہتے ہیں۔عالم اسلام میں انواع واقسام کی مٹھائیاں بنتی تھیں اور ان کے بنانے والے اس فن میں شہرت ونا موری رکھتے تھے۔خوزستان گڑ،

(۱)الا کمال ج۶ص ۳۳۲ (۲)الانساب ج۷ص۱۵۸

شکر اور مٹھائیوں کی کان تھا اور یہاں سے دور دور جایا کرتی تھیں۔ اسی طرح خراسان، مصر اور مکہ مکرمہ میں عجیب عجیب شکل وصورت کی رنگ برنگ کی مٹھائیاں بنتی تھیں، جو صرف کام ودہن ہی کو نہیں، نگاہوں کو بھی حلاوت بخشتی تھیں۔

سندھ کے شہر قنز پور میں فانید نامی ایک مٹھائی بنتی تھی، جو دنیا بھر میں بھیجی جاتی تھی۔ اس سے بہتر فانید کہیں نہیں ہوتی تھی۔ اسی کے قریب ماسکان شہر تھا۔ یہاں سے بھی فانید مٹھائی باہر جاتی تھی، نیز مقام اخواش اس بارے میں مشہور تھا اور یہاں کی فانید بجستان بھیجی جاتی تھی۔(۱)

مقدسی بشاری نے لکھا ہے کہ جرجان میں مقام بیار میں آفروشتہ نامی مٹھائی تیار ہوتی ہے، جو نہایت لذیذ اور خوش ذائقہ ہوتی ہے اور شادی کے موقع پر استعمال کی جاتی ہے اور نکاح کے بعد حاضرین میں تقسیم کی جاتی ہے۔ تم کو دنیا میں کسی دوسری جگہ ایسی آفروشتہ مٹھائی نہیں مل سکتی ہے۔ میں نے سنا ہے کہ کسی بادشاہ نے بیار سے اس کے ماہر کاریگر کو اپنے یہاں بلایا۔ یہ کاریگر وہیں سے آٹا، گھی، شکر اور دوسری چیزیں ساتھ لایا، مگر جب افروشتہ تیار ہوا، بیاری آفروشتہ جیسا نہیں اترا۔ یہ مٹھائی لذیذ ہونے کے ساتھ دیرپا بھی ہوتی ہے۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ ایک آدمی بیار کی آفروشتہ مکہ مکرمہ لے گیا اور حج کے بعد بچی کھچی گھر لایا، مگر اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی تھی(۲)

امام محمد بن احمد بن جبیر اندلسیؒ اپنے سفرنامہ میں بیان کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں شہد اور شکر سے انواع واقسام کی مٹھائیاں تیار کی جاتی ہیں۔ خاص طور سے رجب، شعبان اور رمضان میں صفا اور مروہ کے درمیان مٹھائیوں کی دوکانیں بڑے قرینے سے سجائی جاتی ہیں۔ حلوائی ہر قسم کے خشک اور

---

(۲) المسالک والممالک (۳) احسن التقاسیم ص ۳۷۰

تر میوہ جات کی شکل میں مٹھائی بناتے ہیں اور ان دو کانوں پر ان کو سجاتے ہیں۔ یہ منظر مصر اور دوسرے مقامات میں نظر نہیں آتا ہے۔ یہ دو کانیں چبوتروں پر دُلہن کی طرح سجائی جاتی ہیں اور رنگ برنگ کی مٹھائیاں تہ بتہ رکھی جاتی ہیں۔ جیسے چمن میں رنگ برنگ کے پھول کھلے ہوں۔ ہر دو کان کی سجاوٹ اور مٹھائیوں کی بناوٹ پر نگاہ جم جاتی ہے اور بکری کا یہ حال ہوتا ہے کہ دوکانوں پر درہم و دینار کی بھر مار ہوتی ہے۔(۱)

۱۔ امام ابو محمد عبد العزیز بن احمد بن نصر شمس الائمہ حلوائی بخاری فقہ حنفی کے جلیل القدر امام ہیں۔ فقہ حنفی کے مسلم امام و عالم اور اپنے وقت کے زبردست محدث ہیں۔ انہوں نے حدیث کی روایت صالح بن محمد سنجاری، ابو عبد اللہ غنجار، ابو سہل احمد بن محمد بن مکی انماطی وغیرہ سے کی اور فقہ کی تعلیم قاضی ابو علی حسین بن خضر نسفی سے پائی اور ان سے ابو بکر محمد بن احمد بن ابو سہل سرخسی، ابو بکر محمد بن حسن بن منصور نسفی، ابو الفضل بکر بن محمد بن علی زرنجری وغیرہ نے حدیث و فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ ۴۴۸ھ یا ۴۴۹ھ میں مقام کس میں انتقال کیا اور بخارا کے مقام کلاباد میں دفن کیے گئے۔

۲۔ ابو المعالی عبد اللہ بن احمد بن محمد حلوائی مروزی، فقہ کے عالم اور حدیث کے حافظ ہیں۔ نیساپور میں فقہ کی تعلیم حاصل کر کے مَرو میں سمعانی کے دادا سے اس کی تعلیم پائی۔ ۵۳۹ھ میں فوت ہوئے۔

۳۔ ان کے صاحبزادے ابو المحاسن عبد الکریم بن عبد اللہ حلوائی مروزی سمعانی کے قدیم دوستوں میں ہیں اور انہوں نے مَرو میں ان سے حدیث کی روایت کی ہے۔ بلخ، فاریاب وغیرہ میں حدیث کا درس دیا ہے۔(۲)

۴۔ شیخ مبارک حلاوی سعودی ہندی مصری شیخ ابو السعود بن ابو العشائر بارینی واسطی کے مریدوں میں سے ہیں۔ مصر کے مشہور مشائخ و فقراء میں سے ہیں

---

(۱) رحلہ ابن جبیر ص ۹۴۔ (۲) الانساب ج ۴ ص ۲۱۶ تا ص ۲۱۸

ان کی خانقاہ جامع ازہر کے قریب "زاویۃ الحلاوی" کے نام سے تھی، جو مصر کے مشہور خانقاہوں میں سے تھی۔ جس کو شیخ مبارک نے ۶۸۸ھ میں تعمیر کیا تھا اور اسی میں دفن ہوئے۔

۵- ان کے پوتے شیخ عمر بن علی بن مبارک حلاوی مصری ان کے جانشین ہوئے۔ یہ بھی نہایت بزرگ تھے۔ اس کے ساتھ حدیث کے عالم تھے اور محدثین سے روایت کی ہے۔

۶- ان کے صاحبزادے شیخ جمال الدین عبد اللہ بن عمر بن علی بن مبارک حلاوی مصری ان کے جانشین ہوئے۔ یہ محدث تھے۔ مقریزی نے ان سے حدیث پڑھی تھی۔ صفر ۸۰۸ھ میں انتقال کیا۔ ان کے بعد ان کی اولاد زاویۂ حلاوی کی وارث ومالک رہی۔ ان تینوں بزرگوں کا تذکرہ مقریزی نے کتاب الخطط والآثار میں کیا ہے۔(۱)

۷- ابوحفص عمر بن محمد بن ابوبکر ناطفی مروزی نہایت نیک وصالح محدث ہیں۔ ابو القاسم علی بن موسیٰ موسوی اور ابوعبد اللہ محمد بن حسن مہربند قشانی وغیرہ سے حدیث کی روایت کی۔ سمعانی نے ان سے روایت کی ہے۔ ۵۳۶ھ میں فوت ہوئے۔ ناطف نامی ایک خاص مٹھائی ہوتی تھی، جو ابو القاسم ناطفی کے یہاں تیار ہوتی تھی اور فروخت کی جاتی تھی۔(۲)

۸- ابوسعد حسین بن حسین فانیدی بغدادی نے ابوعلی شادان سے روایت کی ہے۔ شوال ۴۹۶ھ میں انتقال کیا۔(۳)

فانید پانید کا معرب ہے۔ یہ حلوے کی ایک قسم ہے، جو نشاستہ، گھی شکر اور ترنجبین سے بنایا جاتا تھا۔ اس کے بنانے اور بیچنے والے کو فانیدی کہتے ہیں۔ پورے عالم اسلام میں سب سے عمدہ اور لذیذ فانید سندھ کے شہر قنز پور اور ماسکان میں بنتا تھا اور دنیا بھر میں بھیجا جاتا تھا۔

---

(۱) رجال السندھ والہند ص ۲۳۲ (۲) الانساب ج ۱۳ ص ۱۳ (۳) العبر ج ۳ ص ۳۴۴

شہد کا کاروبار کرنے والوں میں علم و علماء

شہد کی مکھیاں پالنے والے، چھتوں سے شہد نکالنے والے اور شہد فروخت کرنے والے عسال کہے جاتے ہیں۔ مستقل ذریعۂ معاش تھا اور بہت سے اہل علم اس سے منسلک تھے۔

۱- ابو عبداللہ محمد بن موسیٰ بن محمد عسال نیساپوری عابد و زاہد فقیہ تھے۔ سفیان بن عیینہ، عبداللہ بن مبارک، ہیثم، نضر بن شمیل سے روایت کی اور ان سے احمد بن حرب، ایوب بن حسن اور دوسرے مشائخ نے روایت کی۔

۲- ابو جعفر احمد بن اسحاق بن واضح عسال، مولیٰ قریش نے سعید بن اسدی بن موسیٰ وغیرہ سے روایت کی ۲۸۴ھ میں انتقال کیا۔

۳- ابوبکر احمد بن عبد الوارث بن جریر عسال اسوانی حضرت عثمانؓ کے موالی میں سے ہیں۔ انہوں نے محمد بن رمح تجیبی اور عیسیٰ بن محمد بن زغبہ وغیرہ سے روایت کی اور ان سے ابو القاسم طبرانی، ابوبکر بن مقری اور ابو احمد بن عدی وغیرہ نے روایت کی۔ ۳۲۱ھ میں مصر میں فوت ہوئے۔

۴- ابو علی حسن بن محمد بن احمد عسال مصری خواب کی تعبیر میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے۔ حدیث کے عالم تھے۔ ۳۰۲ھ میں تنیس میں انتقال کیا اور وہاں سے مصر لا کر دفن کیے گئے۔

۵- ابو محمد عبد الغنی بن عبد العزیز بن سلام عسال فقیہ اور عالم تھے۔ حدیث کی روایت سفیان ابن عیینہ اور ابن وہب سے کی تھی ۲۵۴ھ میں فوت ہوئے

۶- ان کے پوتے ابو محمد عبد الغنی بن محمد بن عبد الغنی عسال نے اپنے والد وغیرہ سے حدیث کی روایت کی ۳۳۹ھ میں انتقال کیا۔

۷- ابو احمد محمد بن احمد بن ابراہیم عسال اصفہانی حدیث کے مشہور امام ہیں۔ اصفہان میں عبد الرحمٰن بن احمد طبری کے نائب کی حیثیت سے قاضی تھے۔

فہم و فراست، ثقاہت اور امانت میں مشہور تھے۔ ابن مندہ کا بیان ہے کہ میں نے طلب علم میں مشرق و مغرب کی خاک چھانی، مگر ابو احمد عسّال جیسا عالم نہیں دیکھا۔ صاحب تصانیف کثیرہ عالم تھے۔ طلب علم میں اصفہان سے عراق، شام اور دیار مصر کا سفر کیا تھا۔ ۳۴۹ھ میں اصفہان میں فوت ہوئے۔

۸- ان کے والد ابو جعفر احمد بن ابراہیم عسّال نے اسمٰعیل بن عمرو اور سہل بن عثمان وغیرہ سے روایت کی اور ان سے ان کے صاحبزادے قاضی ابو احمد عسّال نے روایت کی۔

۹- ان کے صاحبزادے قاضی عبد الوہاب بن ابو احمد عسّال نے اپنے والد وغیرہ سے روایت کی اور ان سے حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ جرجانی نے روایت کی۔

۱۰- ابو الرجاء حسین بن محمد بن فضل عسّال نے ابو عمرو بن مندہ اور حافظ سلیمان بن ابراہیم سے روایت کی۔ نہایت نیک عالم تھے۔ سمعانی نے ان سے اصفہان میں حدیث کی روایت کی۔ حدود ۵۴۰ھ میں فوت ہوئے۔(۱)

سرکہ بنانے اور بیچنے والوں میں علم و علماء

سرکہ کا رواج قدیم زمانہ سے ہے اور اس کے بنانے اور فروخت کرنے والے کو خلّال اور خلالی کہتے ہیں۔ اس پیشہ میں بھی اہل علم پیش پیش رہے ہیں اور اس کے ذریعہ رزقِ حلال حاصل کیا ہے۔

۱- ابو علی حسن بن علی خلّال حلوانی صاحب السنن سرکہ اور مٹھائی دونوں چیزیں بناتے اور بیچتے تھے۔

۲- ابوبکر محمد بن خلف بن محمد خلّال بغدادی، فقیہ و مقری اور ثقہ محدث ہیں۔ انہوں نے عمر بن ایوب سقطی، قاسم بن زکریا مطرز، عبد العزیز بن دینار

---

(۱) الانساب ج۹ ص۲۹۱ تا ۲۹۳

فارسی وغیرہ سے روایت کی اور ان سے ابوبکر برقانی، قاضی ابو العلاء واسطی، قاضی ابو القاسم تنوخی نے روایت کی۔ ۴۱۷ھ میں انتقال کیا۔

۳۔ یزید بن مروان خلاّل بغدادی اپنے شہر بغداد کے علماء میں مشہور تھے۔ حدیث میں ضعیف شمار کیے جاتے ہیں۔ ان پر ثقہ محدثین سے موضوع احادیث کی روایت کا الزام ہے۔

۴۔ ابوالحسن علی بن منیر بن احمد خلاّل خشّاب مصری نے ابو احمد عبد اللہ بن محمد بن ناصح مقدسی، قاضی ابو الحسن محمد بن احمد بن زکریا نیساپوری وغیرہ سے روایت کی۔ ۴۳۹ھ میں مصر میں فوت ہوئے۔

۵۔ حافظ ابو محمد حسن بن ابو طالب محمد بن حسن خلاّل بغدادی نہایت جلیل القدر، کثیر الحدیث، صاحب فہم و فراست اور واسع الروایہ محدّث تھے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے انداز پر کتاب المسند تصنیف کی تھی۔ ۴۳۹ھ میں انتقال کیا(۱)

۶۔ ابو ابراہیم اسمٰعیل بن سندی خلاّلی بغدادی نے مسلم بن ابراہیم ورّاق اور بشر بن حارث حافی سے حدیث کی روایت اور تصوّف کے حقائق کی حکایت کی ہے۔ خطیب نے تاریخ بغداد میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۔ ابو سلمہ حفص بن سلیمان خلاّل، پہلے عباسی خلیفہ ابو العباس سفاح کا وزیر تھا۔ سرکہ کی تجارت سے بڑی دولت کمائی تھی۔ اور خلافت عباسیہ کی ابتداء میں اس کی مدد کی۔ کوفہ میں اس کی صرافہ کی دوکان تھی۔ بڑا دانشمند وزیر تھا۔ ۱۳۲ھ میں قتل ہوا۔ (۲)

۸۔ ابو محمد عبد اللہ بن نجم بن شاش خلاّل سعدی مالکی مسلک کے بہت بڑے فقیہ و عالم تھے اور اس مسلک میں "الجواهر الثمينه في مذهب عالم المدينه" نامی کتاب لکھی۔ ان کا مدرسہ مصر میں جامع ازہر سے متصل تھا۔ دمیاط پر عیسائیوں نے قبضہ کیا تو جہاد کی نیت سے وہاں گئے۔ ۶۱۰ھ میں انتقال کیا۔ (۳)

---

(۱) الانساب ج۵ ص۲۳۹، ۲۴۰ (۲) ابن خلکان ج۱ ص۱۷۹ (۳) ابن خلکان ج۱ ص۲۷۹

۹- ابوالحجاج یوسف بن محمد ابن خلال مصر میں سرکاری دارالانشاء (سکریٹریٹ) کے مدیر تھے۔ فن انشاء میں شہرت رکھتے تھے۔ بڑی شان و شوکت کے آدمی تھے۔ آخر عمر میں حوادث و فتن میں مبتلا ہوئے۔ ۵۶۶ھ میں فوت ہوئے۔(۱)

۱۰- ابوسعید اسمٰعیل بن احمد بن محمد تاجر خلالی جرجانی نے علم حدیث کی طلب میں اسفار کیے۔ بہت بڑے تاجر مالدار تھے۔ اہل علم پر خوب خرچ کرتے تھے۔ ان کے بڑے مناقب و فضائل ہیں۔ ۴۶۴ھ میں فوت ہوئے۔

معماروں میں علم و علماء

جو لوگ ہر قسم کے کچے پکے مکانات، قصور و محلات، قلعہ جات اور مختلف قسم کی عمارتیں بناتے ہیں، ان کو بناء اور طیان کہتے ہیں۔ اہل علم نے معماری اور راجگیری میں بھی حصہ لیا ہے اور ان میں بڑے بڑے مشہور کاریگر اور مہندس ہیں۔

۱- ابوالطیب شواء بناء دیلمی کا تذکرہ علامہ مقدسی بشاری نے اقلیم دیلم میں کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہاں کے باشندے مٹی کے مکانات بنانے میں مہارت و خصوصیت رکھتے ہیں۔ تم یہاں رئیس اور عالم کو بھی دیکھو گے کہ ہمیشہ اپنے علاقہ میں دیوار اٹھاتے اور مکان بناتے رہتے ہیں، حتی کہ ان کی اولاد، بیٹے اور پوتے بغیر سیکھے فن تعمیر میں ماہر ہوتے ہیں۔ مقام بیار کے مکانات سے بہتر مکانات میں نے کہیں نہیں دیکھے۔ یہ لوگ مکان بناتے نہیں، بلکہ ڈھالتے ہیں۔ ابوالطیب شواء بنّاء دیلمی یہاں کے ماہر و مشہور معمار ہیں۔(۲)

۲- ابوبکر بنّاء مقدسی شامی علامہ مقدسی بشاری کے دادا ہیں۔ اپنے زمانہ میں فن تعمیر کے امام ہیں۔ مقدسی بشاری نے لکھا ہے کہ ملک شام کے شہر عکّا میں مشہور ساحلی قلعہ ہے۔ یہ مقام فرنگی لٹیروں کی زد میں رہا کرتا تھا۔ امیر ابن طیلون ایک مرتبہ عکّا گیا اور شہر صور کی طرح شہر عکّا کو قلعہ بند بنانے

---

(۱) ابن خلکان ج ۲ ص ۵۹۵ (۲) احسن التقاسیم

کا ارادہ کیا۔ کاریگروں اور معماروں کو جمع کر کے ان سے رائے لی۔ سب نے متفق ہو کر کہا کہ اس زمانہ میں سمندر کے اندر بنیاد رکھنا آسان کام نہیں ہے، ہم میں کوئی اس کے لیے تیار نہیں ہے۔ اس کے بعد لوگوں نے ہمارے دادا ابو بکر بناء مقدسی کے بارے میں کہا کہ اس زمانہ میں سمندر کے اندر قلعہ تعمیر کرنے کا فن ان ہی کے ہاتھ میں ہے اور ابن طولون نے اپنے ایک دوست کو بیت المقدس خط لکھ کر ان کو طلب کیا۔ انہوں نے عکّا پہونچ کر موقع محل کا جائزہ لیا اور کہا کہ یہ کام میرے نزدیک بہت آسان ہے۔ گھاس کی بھاری بھاری گانٹھیں باندھی جائیں، چناں چہ سرکاری حکم سے یہ کام کیا گیا اور انہوں نے عکّا کے ساحلی قلعہ کے سامنے ان تمام گانٹھوں کو صف بہ صف سمندر میں ڈال کر سب کو ایک دوسرے سے باندھ دیا اور مغربی جانب دروازہ کے لیے جگہ چھوڑ دی۔ پھر ان گانٹھوں پر پتھر اور چونے کی دیوار بنائی۔ پانچ ردّا بنا کر ان کو مضبوط رسّی اور لوہے کی زنجیر سے باندھ دیتے تھے اور یہ دیوار بوجھ کی وجہ سے نیچے بیٹھ جاتی تھی۔ جب معلوم ہوا کہ پوری دیوار سطح زمین پر بیٹھ گئی، تو ایک سال تک یوں ہی چھوڑ دیا اور جب بنیاد نے تہہ میں جگہ پکڑ لی، تو اوپر سے نئی دیوار بنا کر چونے اور مسالے سے پرانی دیوار سے جوڑ دیا اور سمندر کے اندر قلعہ کی دیوار چاروں طرف تیار ہو گئی۔ اس کے بعد دروازے کی جگہ جو چھوڑ دی تھی، اس پر پُل بنایا۔ اسی پُل سے رات کو جہاز اور کشتیاں عکّا کی بندر گاہ میں داخل ہوتی تھیں اور صور کی طرح عکّا میں بھی جہازوں کو زنجیروں سے کھینچ کر اندر باہر کرتے تھے۔

ابن طولون نے قلعہ کی تعمیر مکمل ہونے پر میرے دادا کو خلعت اور انعام و اکرام سے نوازا اور ایک ہزار دینار دے کر قلعہ پر ان کا نام لکھوایا۔ اس سے پہلے عکّا کے جہازوں پر فرنگی لٹیرے اور دشمن غارت گری کرتے تھے۔ (۲)

---

(۱) احسن التقاسیم ص ۱۶۳

۳۔ ابو عبداللہ شمس الدین محمد بن احمد بن ابو بکر بناء شامی مقدسی بشاری، ابو بکر بناء مقدسی مذکور کے پوتے ہیں۔ تذکرہ نگاروں نے ان کو شیخ، امام فاضل، کامل، ادیب، مفنّن اور مؤرخ کے القاب سے یاد کیا ہے۔ مسلکاً حنفی تھے۔ چوتھی صدی میں پورے عالم اسلام کا سفر نامہ اور جغرافیہ نہایت تحقیق سے مرتب کیا۔ دنیا کی خاک چھانی اور کتب خانوں کو کھنگھال ڈالا۔ ہمارے ملک ہندوستان میں آئے تھے۔ انہوں نے ۳۷۵ھ میں "**احسن التقاسیم فی معرفة الاقالیم**" کے نام سے کتاب لکھی تھی، جو اہل علم وتحقیق کے کام آرہی ہے۔

۴۔ ابوعلی حسن بن احمد ابن بناء بغدادی حنبلی فنّ قراءت کے امام، محدث و فقیہ، واعظ اور عالم تھے۔ اسی کے ساتھ تصانیف کثیرہ کے مصنف ہیں۔ ۳۹۶ھ میں پیدا ہوئے۔ ابن عقیل کا قول ہے کہ ابو علی ابن بناء مختلف علوم میں امامت کا درجہ رکھتے ہیں۔ عربی ادب اور شعر و شاعری میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ ان کے درسِ حدیث اور وعظ کے لیے دو الگ الگ حلقے قائم ہوتے تھے۔ ایک جامع منصور میں اور دوسرا قلعہ کی جامع مسجد میں۔ ابو نصر علی بن مجلی کا بیان ہے کہ میں نے تقریباً تین سو اساتذہ وشیوخ سے اکتساب فیض کیا ہے۔ ان میں سب سے زیادہ علم ابو علی ابن بناء کے پاس تھا۔ ۴۷۱ھ میں انتقال کیا۔(۱)

۵۔ عبداللہ بن محمد بن احمد بناء طیّان کے لقب سے مشہور ہیں۔ انہوں نے نعمان سے روایت کی اور ان سے ابوجعفر ابن مقری نے روایت کی ہے۔

۶۔ ابو جعفر محمد بن حسین بن سعید بن ابان طیّان جہنی نے محمد بن جہم سمری، ابراہیم بن ہیثم باری اور ابراہیم بن ابو طالب وغیرہ سے روایت کی۔

۷۔ ابو الفتح مفضل بن حسین بن علی صوّاف موصلی ابن طیّان کی کنیت

---

(۱) طبقات الحنابلہ ج ۱ ص ۳۴

سے مشہور ہیں۔ انہوں نے ابوالحسین علی بن محمد صواف اور ابو عبد اللہ حسین بن احمد بن سلمہ وغیرہ سے روایت کی۔

۸- ابوالعباس احمد بن محمد بن یوسف طیان سنجی مَرو کے ایک قریہ سنج کے رہنے والے ہیں۔ فارسی زبان کے صاحب دیوان شاعر تھے، مگر بعد میں شعر و شاعری چھوڑ کر مکانات بنانے لگے۔ انہوں نے ابو رجاء محمد بن حمدویہ سنجی ہورقانی سے روایت کی اور ان سے ابوعلی حسین بن علی بن محمد بردعی سمرقندی نے روایت کی ہے۔ ایک قول کے مطابق شہر مَرو اور سنج کی جامع مسجدوں کے منارے ان ہی کی دست کاری کے نمونے ہیں۔

۹- عبد اللہ بن احمد بن داؤد طیان نے محمد بن ابوعیسیٰ اور شاہ بن محمد طوسی سے روایت کی ہے۔

۱۰- ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن ابراہیم طیان اصفہانی نے ابو اسحاق بن خرشید سے روایت کی اور ان سے ابو رجاء بدر بن ثابت رازی نے اصفہان میں اور ابو سعد احمد بن محمد بغدادی نے مکہ میں اور ان کے علاوہ بہت سے علماء نے روایت کی ہے۔ ۴۸۰ھ کے حدود میں انتقال کیا(۱)

خشت پزوں میں علم و علماء

جو لوگ تعمیرات کے لیے اینٹ بناتے بنواتے تھے اور ان کے پزاوے لگاتے تھے اور فروخت کرتے تھے، ان کو آجری کہتے ہیں۔

۱- ابوبکر محمد بن خالد بن یزید آجری نے ابونعیم فضل بن دُکین، سعید بن داؤد زنبری، سریج بن لقمان بن عفان سے روایت کی اور ان سے ابوبکر شافعی، ابوعمرو بن سماک، ابوسہل بن زیاد نے روایت کی۔ ثقہ محدث تھے۔

۲- ابراہیم آجری مشہور عباد و زہاد میں سے ہیں۔ ان کی بہت سی کرامتیں مشہور ہیں۔

---

(۱) الانساب ج ۹ ص ۱۱۷ و ۱۱۸

۳- ابو بکر محمد بن حسین بن عبد اللہ آجرّی ساکن مکہ مکرمہ نے ابو شعب حرّانی، احمد بن یحییٰ حلوانی اور ابو بکر محمد بن حسین وغیرہ سے روایت کی۔ نہایت ثقہ، صادق، دیندار اور بزرگ عالم تھے۔ بہت سی کتابیں لکھیں ہیں، جن میں اخلاق العلماء بہت مشہور ہے۔ ۳۳۰ھ تک بغداد میں حدیث کا درس دیا۔ اس کے بعد مکہ مکرمہ میں رہ کر عبادت و ریاضت میں زندگی بسر کی اور یہیں ۵۶۰ھ میں فوت ہوئے۔

۴- ابو حفص عمر بن احمد بن ہارون مقری، ابن الآجرّی بغدادی نے ابو عمر محمد بن یوسف بن یعقوب قاضی ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن زیاد نیساپوری اور ابو نصر محمد بن حمدویہ مروزی وغیرہ سے روایت کی اور ان سے ازہری، خلاّل اور تنوخی وغیرہ نے روایت کی۔ نہایت ثقہ، نیک، دیندار اور دیانتدار عالم تھے۔ ۳۸۲ھ میں فوت ہوئے۔

۵- ابو حفص عمر بن احمد بن عبد اللہ آجرّی بصری نے ابو خلیفہ فضل بن حباب جمحی، زکریا بن یحییٰ ساجی اور محمد بن حسین بن مکرم وغیرہ سے روایت کی۔ نیساپور میں چند سال رہ کر عراق جارہے تھے کہ ۳۴۴ھ میں رَے میں انتقال کر گئے۔

۶- محمد بن خالد آجرّی نہایت بزرگ صوفی عالم تھے۔ جعفر بن محمد خلوی نے ان کے بہت سے واقعات بیان کئے ہیں۔ چنانچہ ان کی زبانی یہ واقعہ بھی نقل کیا ہے کہ میں اینٹ تیار کر کے اس کا پڑاوہ لگاتا تھا۔ ایک دن میں پکی اینٹوں کی قطار سے گذر رہا تھا کہ ایک قطار کو دوسری قطار سے کہتے ہوئے سنا علیک السلام، میں آج رات آگ میں جاؤں گی۔ اسی وقت میں نے مزدوروں کو اس قطار کو پڑاوہ میں ڈالنے سے منع کر دیا اور پڑاوہ کو ویسا ہی چھوڑ دیا، بلکہ اس کے بعد یہ کام ہی میں نے بند کر دیا۔(۱)

۷- ابو جعفر محمد بن جعفر بن علانی طوابیقی ورّاق شرطی قرآن کی قراءت

(۱) الانساب ج ۱ ص ۶۸ تا ص ۷۰

کے بہت بڑے عالم تھے اور اس کی تعلیم ان سے حاصل کی جاتی تھی۔ انہوں نے احمد بن یوسف بن خلاد، ابو علی طوماری، مخلد بن جعفر وغیرہ سے روایت کی۔ ان سے خطیب بغدادی نے روایت کی ہے۔ ۴۲۱ھ میں فوت ہوئے۔

طوابیق پختہ بڑی بڑی اینٹوں کو کہتے ہیں، جو مکان کے صحن اور آنگن میں بچھائی جاتی ہیں۔ اور جو لوگ ان کو بناتے اور فروخت کرتے ہیں، انکو طوابیقی کہتے ہیں۔ علماء و محدثین کی ایک جماعت اس نسبت سے مشہور ہے۔(۱)

عمارتی پتھر اور لکڑی کے تاجروں میں علم و علماء

عمارتی پتھروں کی تجارت کرنے والے حجری اور حجاری اور عمارتی لکڑی ساگون کے تاجروں کو ساجی کہتے ہیں۔ علماء کی ایک جماعت یہی کام کرتی تھی۔

۱- ابو سعد نصر بن علی بن عبد الرحمٰن حجری خوشنجی نے ابو القاسم احمد بن محمد عاصمی وغیرہ سے روایت کی اور خوشنج میں ۵۴۴ھ میں انتقال کیا۔

۲- ابو سعد محمد بن علی بن محمد حجری مقری سنگ انداز کے لقب سے مشہور ہیں۔ خوش آواز قاری تھے۔ بغداد میں ابو الخیر مبارک بن حسین غسال سے حدیث کی روایت کر کے ان ہی سے قرآن کی تعلیم حاصل کی۔ ۵۳۰ھ کے بعد انتقال کیا۔

۳- ابو المکارم مبارک بن احمد بن محمد بن ناعور حجری بغدادی ابن حجر کی کنیت سے مشہور تھے۔ نہایت نیک، خوب صورت اور خوب سیرت قاری و مقری تھے۔ انہوں نے بھی قرآن کی تعلیم ابو الخیر مبارک بن حسین سے حاصل کی تھی اور حدیث کی روایت ابو محمد رزق اللہ بن عبد الوہاب تمیمی اور ابو الفوارس طراد ابن محمد زینبی وغیرہ سے کی ۵۳۷ھ میں فوت ہوئے۔(۲)

۴- محمد بن احمد بن محمد بن اسحاق حجاری نے اسمٰعیل بن محمد مزنی کوفی، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ کوفی، عبد اللہ بن محمد بن ناجیہ اور احمد بن عبد اللہ بن زکریا جبلی

---

(۱) الانساب ج۹ ص۹۱ (۲) الانساب ج۴ ص۷۰

سے روایت کی اور ان سے ابوالحسن، دار قطنی اور محمد بن اسحاق قطیعی وغیرہ نے روایت کی ہے۔ خطیب بغدادی نے اپنے استاذ برقانی سے ان کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے بتایا کہ "بیّع الحجارة" یعنی وہ پتھر کے تاجر تھے(۱)

۵- ابویعلی زکریا بن یحییٰ بن خلاد ساجی بصری نزیل بغداد نے عبداللہ بن داؤد خریبی، زیاد ابن سہل حارثی، عبدالملک بن قریب اصمعی وغیرہ سے روایت کی اور ان سے عبداللہ بن اسحاق مدائنی، محمد بن خلف بن مرزبان اور قاضی ابوعبداللہ محاملی وغیرہ نے روایت کی ہے۔

۶- ابواسحاق ابراہیم بن فہد بن حکیم ساجی بصری کو رئیس المحدثین کہا جاتا تھا۔ انہوں نے قیس ابن حفص دارمی اور محمد بن عبّاد ھنائی وغیرہ سے روایت کی۔ اصفہان میں آکر حدیث کا درس دیا تھا۔ بصرہ میں ۲۸۲ھ میں انتقال کیا۔ (۲)

گچ بنانے والوں میں علم و علماء

مکانات کی دیواروں، چھتوں اور صحنوں میں گچ بنانے والے کو کلّاس اور جصّاص کہتے ہیں۔

۱- ابوبکر احمد بن علی جصّاص رازی بغدادی متقی اپنے زمانہ میں امام الاحناف تھے۔ ۳۲۵ھ میں بغداد آئے۔ اردن سے اہواز گئے، پھر بغداد آئے۔ اس کے بعد نیساپور گئے، پھر بغداد آئے۔ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں، جن میں احکام القرآن بہت مشہور و متداول ہے۔ ۳۷۰ھ میں انتقال کیا

۲- ابوبکر احمد بن علی بن احمد جصّاس علثی نے قاضی ابویعلی حنبلی سے روایت کی اور حنبلی مذہب کی کتابیں پڑھیں۔ ان کے حال میں لکھا ہے۔

و کان یعمل بیده یجصّص الحیطان اپنے ہاتھ سے دیواروں کی گچ بناتے تھے۔

---

(۱) الانساب ج ۴ ص ۶۵ (۲) الانساب ج ۷ ص ۱۰

پھر اس پیشہ سے الگ ہو کر ایک مسجد میں گوشہ نشین ہو گئے۔اس میں امامت کرتے، قرآن کی تعلیم دیتے، نہ کسی سے سوال کرتے اور نہ کسی سے کچھ قبول کرتے تھے، رات دن عبادت وریاضت میں لگے رہتے تھے۔ایک مرتبہ آپ مزدوروں کے ساتھ شاہی محل میں کام کے لیے گئے۔محل میں تصاویر اور مجسمے تھے۔ تنہائی میں ان سب کو توڑ ڈالا۔ مزدور اس اقدام سے بہت گھبرائے۔اس کی خبر سلطان کو لگی۔اس نے تحقیق کی تو بات صحیح نکلی۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ شخص نہایت متقی، نیک اور مشہور بزرگ ابن الفراء کے حلقہ نشینوں میں سے ہے۔ سلطان نے کہا کہ وہ یہاں سے چلے جائیں، کوئی ایسی بات نہیں کہی جائے گی، جس سے ان کے دل کو ٹھیس پہنچے، البتہ اب ان کو نہ بلایا جائے۔اس واقعہ کے بعد انہوں نے جصّاصی کا پیشہ ترک کر کے گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ ۵۰۳ھ میں یوم عرفہ کی شام میں عرفات میں انتقال کیا اور حضرت فضیل بن عیاض کے پہلو میں دفن کیے گئے۔(۱)

۳- ابو الحسن علی بن حسن بن احمد جصّاص نے محمد بن محمد بن سلیمان باغندی سے روایت کی اور ان سے ابو القاسم ابن ثلّاج نے روایت کی ۲۹۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۶۷ھ میں انتقال کیا۔(۲)

۴- زیاد ابن ابی زیاد جصّاص نے حضرت انس بن مالکؓ، حسن بصری، محمد بن سیرین بصری اور ابو عثمان نہدی وغیرہ سے روایت کی اور ان سے یزید بن ہارون، مسیّب بن شریک اور محمد بن خالد وہبی وغیرہ نے روایت کی۔

۵- ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بن سعید جصّاص نے جمیل بن حسن، عبد القدوس بن محمد اور محمد بن زیاد زیادی سے روایت کی اور ان سے محمد بن مظفر، سلیمان بن محمد بن ابو ایوب اور ابو حفص ابن شاہین نے روایت کی۔ ۳۱۵ھ میں انتقال کیا

۶- ابو عبد اللہ حسین بن جصّاص جوہری خلیفہ معتضد باللہ کے ندیموں میں تھے

---

(۱) طبقات الحنابلہ ج ۱ ص ۱۰۵ (۲) تاریخ بغداد ج ۱۱ ص ۳۸۴

۷۔ طاہر بن جصاص ہمدانی اپنے زمانہ میں ہمدان کے شیخ الصوفیہ ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے گچ کاری اس لیے چھوڑ دی کہ میں نے دیواروں کو گچ کاری کی وجہ سے چاندی کی طرح چمکتی ہوئی دیکھا، تو اس فن میں اپنی شہرت سے بچنے کے لیے اس کو چھوڑ دیا۔

۸۔ ابو عبد اللہ بن ابو الحسن بن ابو القاسم جصاص عراقی نیشاپوری نے ابو جعفر محمد بن محمد بن احمد سامانی سے روایت کی۔ سمعانی کہتے ہیں کہ صرف میں نے ان سے روایت کی ہے۔ ۵۳۰ھ کے بعد انتقال کیا۔

۹۔ مبارک جصاص بغدادی، عابد و زاہد بزرگ ہیں۔ رباط زوزنی میں رہتے تھے۔ انہوں نے ثابت بن بندار بقال وغیرہ سے روایت کی اور سمعانی نے ان سے روایت کی ہے۔

۱۰۔ ابوالفرج محمد بن عمر بن یونس بن جصاص بغدادی نے ابو علی بن صوّاف، احمد بن یوسف بن خلاّد اور احمد جعفر بن مسلم سے روایت کی۔ نہایت دیندار ثقہ عالم تھے خطیب بغدادی نے ان سے روایت کی ۴۲۷ھ میں فوت ہوئے۔(۱)

۱۱۔ ابو الحسن علی بن حسن بن احمد کلاس حرّانی نے علی بن ابراہیم بن غروقی حرّانی سے روایت کی اور ان سے ابو الحسن علی بن عمر دار قطنی نے روایت کی ہے۔ حرّان سے بغداد آئے اور ہلال بن علاء رقّی وغیرہ سے روایت کی اور ۳۳۲ھ کی ابتداء میں اپنے وطن حرّان چلے گئے۔(۲)

چھتوں اور دیواروں میں نقش و نگار بنانے والوں میں علم و علماء

مسلمانوں نے اپنے فنون لطیفہ کا اظہار مکانات کے طرز تعمیر اور ان میں طرح طرح کے نقش و نگار اور کتبات کے ذریعہ کیا ہے۔ جو لوگ دیواروں

---

(۱) الانساب ج ۳ ص ۲۸۳ تا ص ۲۸۴ (۲) الانساب ج ۱۱ ص ۱۸۵ تاریخ بغداد ج ۱۱ ص ۳۸۲

اور چھتوں میں پھول پتے اور نقش و نگار بناتے ہیں اور رنگ و روغن کرتے ہیں۔ ان کو نقاش اور مزوِّق کہتے ہیں۔

۱۔ ابوبکر محمد بن حسن بن محمد مقری نقاش موصلی مشہور امام قراءت اور حافظ حدیث ہیں۔ تفسیر میں ان کی کتاب شفاء الصدور ہے۔ فن تجوید و قراءت میں کئی کتابیں لکھی ہیں۔ انہوں نے طلب علم میں مشرق و مغرب کا سفر کیا اور مکہ، کوفہ، مصر، شام جزیرہ، جبال، بلادِ خرسان اور بلاد ماوراء النہر کا سفر کر کے وہاں ان کے شیوخ سے روایت کی۔ امام ابوبکر نقاش کے بڑے مناقب ہیں۔ ۳۴۱ھ یا ۳۵۱ھ میں فوت ہوئے۔

۲۔ ابوعبداللہ ہبۃ اللہ بن عیسیٰ ابن نقاش بزّار بغدادی نے ابوالحسن علی بن محمد انباری سے روایت کی۔ نہایت لطیف الطبع اور پاکیزہ سیرت عالم ہیں۔ لغت و ادب اور شعر میں مہارت رکھتے ہیں۔

۳۔ ابوالحسن محمد بن عبداللہ بن محمد بن مرّہ مقری نقاش بغدادی نے ابو علی حسن بن صواف اور ابو جعفر بن دینار سے روایت کی۔ نہایت ثقہ و صالح اور دیندار عالم ہیں۔ ۴۴۳ھ میں انتقال کیا۔

۴۔ ابو علی حسین بن حاتم مزوّق بغدادی نے علاء بن عمر حنفی، حسن بن بشر بجلی اور ثابت بن موسیٰ سے روایت کی اور ان سے ابو احمد حلیمی نے روایت کی۔ ۲۴۷ھ میں انتقال کیا۔

۵۔ ابو موسیٰ بن ہارون بن علی بن حکم مزوِّق نے یعقوب بن ماہان، ابوعمر دوری اور ابراہیم بن سعید جوہری سے روایت کی۔ نہایت ثقہ عالم تھے۔ ان سے ابوالحسن بن منادی، محمد بن حمید نحوی وغیرہ نے روایت کی ہے۔

۶۔ ابو بکر یحییٰ بن احمد بن ہارون مزوِّق بغدادی نے محمد بن عبید کوفی سے روایت کی اور ان سے احمد بن ابراہیم اسمٰعیلی جرجانی نے روایت کی (۱)

---

(۱) الانساب ج ۱۳ ص ۱۹۳ ج ۱۲ ص ۲۳۱

قبہ اور گنبد بنانے والوں میں علم وعلماء

قبہ اور گنبد بنانے میں جو لوگ مہارت وشہرت رکھتے ہیں، ان کو قباب کہتے ہیں۔ اس کام میں بھی اہل علم ماہر ومشہور تھے۔

۱- ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن محمد بن فورک قباب اصفہانی نے ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن نعمان اور ابو بکر بن ابو عاصم سے روایت کی اور ان سے ابو بکر محمد بن ادریس جرجانی اور ابوبکر احمد بن محمد بن حارث تمیمی اصفہانی وغیرہ نے روایت کی

ایک مرتبہ ایک طالب علم نے اثناء درس میں ان کے سامنے حدیث پڑھی، جس میں تھا کہ لا يدخل الجنة قتّات یعنی چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا، مگر غلطی سے اس کی زبان سے لا يدخل الجنة قبّاب یعنی قبہ بنانے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا، نکل گیا۔ یہ سن کر شیخ ابن خورک نے غصہ میں کہا لا تدخل الجنة انت و لا أبوك . قم من عندي ، یعنی نہ تم جنت میں داخل ہوگے اور نہ تمہارا باپ۔ میرے سامنے سے اٹھ جاؤ۔ طالب علم نے عذر کیا اور کہا کہ بلا قصد وارادہ کے میری زبان سے یہ لفظ نکل گیا تھا۔ شیخ نے اس کا عذر قبول کر کے معاف کر دیا۔ ۳۷۰ھ میں انتقال کیا۔

۲- عمر بن یزید قبّاب رقّی سے ابو یوسف صیدلانی نے روایت کی اور انہوں نے ابو المہاجر سے استفادہ کیا ہے۔

۳- ابو الحسن احمد بن محمد بن حارث قبّاب ثقہ صاحب فہم محدث ہیں۔ انہوں نے مصر میں بحر بن نصر اور ابراہیم بن مرزوق وغیرہ سے روایت کی اور ان سے ابوبکر محمد بن ابراہیم ابن مقری نے روایت کی ہے۔ ۳۲۲ھ میں انتقال کیا۔

۴- ابو عبد اللہ محمد بن محمد فورک قبّاب اصفہانی نے محمد بن عصام جبر، اسحاق بن ابراہیم بن شاذان، یسار بن نمیر بن یسار سے روایت کی اور ان سے حافظ ابو اسحاق ابراہیم محمد بن حمزہ اور ابوبکر احمد بن محمد بن حرب تمیمی اصفہانی وغیرہ نے روایت کی۔ (۱)

---

(۱) الانساب ج ۱۰ ص ۱۵ و ص ۳۱۶

تمت بالخیر